

حضور
صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان کیسے گزارتے؟

مُصَنَّف

مفتی محمد سید خان قادری



مرکز تحقیقات اسلامیہ

Click For More Books

خوشخبری

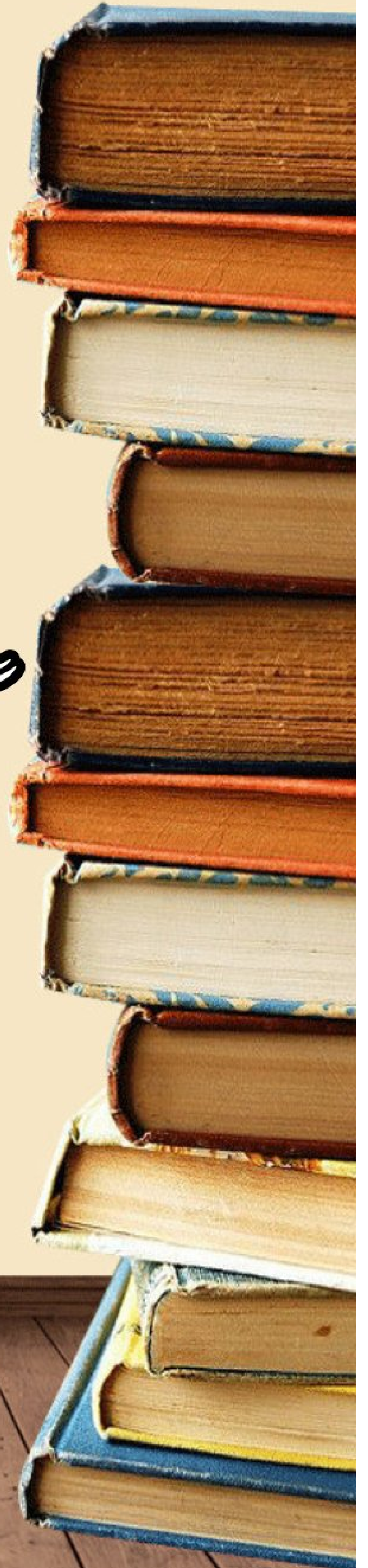
علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

<https://t.me/tehqiqat>
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لے
<https://>

[archive.org/details/
@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



حضور ﷺ
صلی علیہ وسلم

رمضان المبارک کیسے گزارتے؟

مصنف
مفتی محمد حسن خان قادری

بیانِ احکامِ اسلامیہ
نورانی فکری گروہ سیالکوٹ

مرکز تحقیقات اسلامیہ

۲۰۵- شادمان، لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	حضور ﷺ رمضان المبارک کیسے گزارتے؟
مصنف	_____	مفتی محمد خان قادری
ناشر	_____	مرکز تحقیقات اسلامیہ 205 شادمان لاہور
معاون	_____	الحاج سہیل اقبال شادمان لاہور
زیر اہتمام	_____	محمد اسلم شہزاد
بار اول	_____	جنوری 1998ء
بار دوم	_____	دسمبر 1999ء
کتابت	_____	محمد اقبال حضرت کیلیانوالہ شریف
ہدیہ		

محقق العصر مفتی محمد خان قادری کی تمام تصانیف کے علاوہ
دیگر علماء کی تحقیقی و علمی کتب بارعایت حاصل کرنے کے لئے
حجاز پبلی کیشنز مرکز الاولیٰ سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور سے
رجوع فرمائیں۔ فون:- 7324948

مفتی محمد امجد علی

فتح محمد سیالکوٹ

الاحد

میں اپنی اس کاوش کو دنیائے اسلام کی خاتونِ اول
محنتِ اسلام، ملکہ فردوس بریں ام المؤمنین حضرت سیدہ

طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ
خدیجہ الکبریٰ السلام علیہا

کی خدمت میں پیش کرنیکی سعادت حاصل کر رہا ہوں،

یسا پہلی ماں کہفِ امن و امان
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرشِ حسب پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزلِ من قصب لا قصب لا قصب
اپنے کو شک کی زینت پہ لاکھوں سلام
سے مگر قبولِ افتدائے عز و شرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿ شَهْرُ ﴾

رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُومْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
أَيَّامٍ أُخَرٍ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا
هَدَانَكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی
روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے، ضرور اس کے روزے رکھے، اور جو بیمار یا
سفر میں ہو، تو اتنے روزے اور دنوں میں، اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری
نہیں چاہتا، اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو، اور اللہ کی بڑائی بولو، اس پر کہ اس نے
تمہیں ہدایت کی، اور کہیں تم حق گزار ہو۔

(سورہ البقرہ - 185) (ترجمہ کنزالایمان)

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳	افتتاح	
۵	فہرست	
۱۴	ابتدائیہ	
۱۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کیسے گزارتے	
۲۱	فرضیت رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا	
	فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا۔	
۲۲	نزول قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق	
۲۴	رمضان المبارک سے محبت	۱
۲۶	چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا	
۲۸	شعبان میں رمضان کی تیاری	۲
	شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام	۳
	شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے۔	۴
۳۰	رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرما لیتے۔	۵
۳۱	رمضان کا چاند دیکھنے پر مخصوص دعا فرماتے۔	۶
	آمد رمضان پر مخصوص دعا کا اہتمام۔	۷
۳۲	رنگ مبارک فق ہو جاتا۔	۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۴	آمدِ رمضان پر صحابہ کو مبارکباد دیتے۔	۹
۳۵	رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے۔	۱۰
۳۶	تم کیس کا استقبال کر رہے ہو۔	
۳۷	خطبہ ارشاد فرماتے۔	۱۱
۳۸	استقبالیہ خطبہ کی تفصیل	
۳۹	تلاوتِ قرآن میں کثرت	۱۲
۴۰	بہرِ رمضان میں سارا قرآن سناتے	۱۳
۴۱	ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے۔	
۴۲	جبریل امین کے ساتھ قرآن کا دور	۱۴
۴۳	آخری رمضان میں دو مرتبہ دور	۱۵
۴۴	سخاوت کی برسات	۱۶
۴۵	کثرت جو دو سخا کی حکمتیں	
۴۶	خصوصی نوٹ	
۴۷	قیدیوں کو آزاد فرماتے۔	۱۷
۴۸	حالتِ روزہ میں مسواک فرمایا کرتے۔	۱۸
۴۹	پچھنے لگوا لیتے	۱۹
۵۰	سر نہ لگا لیتے	۲۰
۵۱	سترہ رمضان کی صبح قبلہ شریف لے جاتے۔	۲۱
۵۲	ٹھنڈک حاصل فرماتے۔	۲۲
۵۳	ماہِ رمضان کی اہمیت و فضیلت بیان فرماتے۔	۲۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۵	روزے کی فضیلت بیان فرماتے۔	۲۴
۵۸	روزہ دار کی فضیلت بیان فرماتے۔	۲۵
۵۹	جنت میں خصوصی دروازہ سے داخلہ کبھی پیاس نہیں لگے گی۔	
	روزہ دار کے لیے پانچ بشارتیں۔	
۶۰	ہر وقت عبادت میں جنت کا کھانا اور مشروب	
۶۱	روزہ دار کے لیے دو خوشیاں۔	
	روزہ دار کے لیے ملائکہ کی دعا	
۶۲	روزہ کی نیت کا حکم فرماتے۔	۲۶
	قضا اور کفارہ روزہ کی نیت	
	روزہ رمضان کی نیت	
۶۴	سحری تناول فرماتے	۲۷
۶۶	سحری کو غذا مبارک قرار دیا	۲۸
	سحری کھجور سے فرماتے۔	۲۹
۶۷	کھجور کو بہترین سحری قرار دیا۔	۳۰
۶۸	کسی بھی شئی سے سحری کی جا سکتی ہے۔	
	امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق	
	امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی	۳۱
۶۹	سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں۔	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۹	سحری میں برکت دعا فرماتے۔	۳۲
۵۰	سحری کرنے والوں کے لیے دعا فرماتے۔	۳۳
	سحری کے فوائد و حکمتیں بیان فرماتے۔	۳۴
۵۱	سحری میں تاخیر فرماتے۔	۳۵
۵۳	اگر بلال نہ ہوتے۔	
۵۴	آئمہ مساجد سے درخواست	
	امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم	۳۶
۵۵	امت خیر پر رہے گی۔	
۵۶	روزہ کے آداب بیان فرماتے۔	۳۷
	زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روکنا۔	
۵۷	محض کھانا پینا چھوڑ دینا کافی نہیں۔	
۵۸	زبان کو غیبت سے محفوظ رکھنا۔	
۵۹	کان، آنکھ اور زبان کا روزہ	
۶۰	حضرت ابوہریرہ کا معمول۔	
۶۱	سفر میں روزہ اور افطار کا معمول۔	۳۸
۶۲	سفر میں روزہ کا معمول۔	
	سفر میں روزہ کی اجازت دی۔	۳۹
۶۳	ابتداءً روزہ بعد میں افطار۔	۴۰
	کوئی کسی پر طعن نہ کرتا۔	۴۱
۶۴	آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے۔	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۵	اس حال میں روزہ رکھنا ٹکی نہیں۔	
۸۶	دشمن سے مقابلہ کے وقت۔	۴۲
	نسیانا کھاپی لینے کا حکم بیان فرماتے۔	۴۳
۸۸	عمداً روزہ توڑتے پر کفارہ۔	۴۴
۹۰	قضا کے احکام بیان فرماتے۔	۴۵
۹۱	قضا کا طریقہ۔	۴۶
۹۲	عمر بھر میں قضا۔	
	عشرہ ذوالحجہ میں قضا کا معمول۔	۴۷
	میت کی طرف سے فدیہ۔	۴۸
۹۵	کچھ دیگر احادیث	
۹۶	مذکورہ احادیث اور ایصالِ ثواب	
۹۸	غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام	۴۹
۹۹	ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا	۵۰
	قبل از وقت افطاری پر مسز۔	۵۱
۱۰۰	افطاری میں تعجیل فرماتے۔	۵۲
۱۰۳	اجتماعی افطاری۔	
	مساکین کے ساتھ افطار	۵۳
۱۰۵	نماز سے پہلے افطار فرمانے۔	۵۵
۱۰۶	کھجور اور پانی سے افطار	۵۶
۱۰۷	دودھ کا استعمال۔	۵۷

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰۷	تین اشیا کا تذکرہ	
۱۰۸	آگ کی مس کردہ شئی	۵۸
	افطاری کی ایک حسین کیفیت	۵۹
۱۰۹	ابتداء کس سے فرماتے؟	۶۰
۱۱۰	مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے	۶۱
۱۱۱	آئمہ مساجد سے درخواست	
	افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے	۶۲
۱۱۲	رزقِ حلال سے افطار پر اجر	۶۳
۱۱۳	افطار کے موقع پر دعا فرماتے	۶۴
۱۱۴	روزہ دار کی دعا۔	
	دعا میں کثرت فرماتے۔	۶۵
۱۱۶	دعا افطار کے بعد سنت ہے۔	۶۶
	نماز تراویح کا معمول۔	۶۷
۱۱۹	تین دن باجماعت تراویح۔	۶۸
۱۲۰	بیس رکعات کا معمول۔	۶۹
۱۲۳	ترک، حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔	
۱۲۵	آپ کی خصوصیت۔ صوم وصال۔	۷۰
	دن کو بھی روزہ، رات کو بھی روزہ۔	۷۱
۱۲۶	اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے۔	
۱۳۲	مغرب و عشاء کے درمیان غسل فرماتے۔	۷۲

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۳۴	سرا قدس وصلاتے۔	۷۳
۱۳۶	آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے	۷۴
۱۳۷	وصال کا روزہ اور آخری عشرہ۔	۷۵
۱۳۸	کمر کس کر باندھ لیتے۔	۷۶
۱۳۹	تمام رات بیدار رہتے۔	۷۷
۱۴۰	سانے رمضان کا معمول۔	۷۸
۱۴۱	گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔	۷۹
۱۴۲	اعتکاف فرماتے۔	۸۰
	پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف	۸۱
۱۴۳	شوال میں قضاء اعتکاف	۸۲
۱۴۵	اعتکاف ترک فرماتے کی حکمتیں۔	
۱۴۶	اہم نوٹ	
	وصال کے سال بیس دن اعتکاف۔	۸۳
۱۴۹	وصال کا کمال شوق۔	
	اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں۔	۸۴
۱۵۰	حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا۔	
۱۵۱	اعتکاف کے لیے خیمہ لگواتے۔	۸۵
۱۵۳	خدا را سوچئے	
۱۵۴	خیمہ میں نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے	۸۶
۱۵۵	تنہائی اور خلوت کی تائید	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۵۶	حسب ضرورت گفتگو فرماتے۔	۸۷
۱۵۷	حسب ضرورت ملاقات فرماتے۔	۸۸
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی وجہ۔	
۱۶۰	بستر اور چارپائی۔	۸۹
	آپ کا مقام اعتکاف	(
۱۶۱	محلی اعتکاف اور ستون سریر۔	
۱۶۱	صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے۔	
۱۶۲	کھانا وہیں تناول فرماتے۔	۹۰
۱۶۳	شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے۔	۹۱
۱۶۵	شب قدر کی علامات بیان فرماتے۔	۹۲
۱۶۸	شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے۔	۹۳
۱۶۹	تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے۔	۹۴
۱۷۰	لیلة القدر کا معمول۔	۹۵
۱۷۱	دعا کی تعلیم دیتے۔	۹۶
۱۷۲	دعا کی تشریح۔	
۱۷۳	اس دعا کی جامعیت	
۱۷۷	دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے۔	
۱۷۸	معافی کی تعلیم میں حکمت	
۱۸۰	مسجد میں قیام کا معمول۔	۹۷
۱۸۱	غسل کا معمول۔	۹۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۸۲	خوشبو اور بہترین لباس۔	
۱۸۳	قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا۔	۹۹
۱۸۵	لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے۔	
۱۸۶	بعض لوگوں کا رد	
۱۸۸	شب قدر اور علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۰
	اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کر دیں تو میں آگاہ کردوں۔	
۱۸۹	اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا۔	
۱۹۱	صحابہ کا اس قدر سوال کرتا۔	
۱۹۲	جھنی کی رات۔	
۱۹۵	شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول۔	
۱۹۷	ایک اور صحابی کو مطلع فرماتا۔	
۱۹۸	حضرت سفیان بن عیینہ کا قول۔	
۱۹۹	دوسرے حصہ کا رد۔	
	محمد بن کی تائید۔	
۲۰۱	اشکال کا جواب۔	
	ارشاد نبوی سے تائید	
۲۰۲	رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے۔	۱۰۱
۲۰۳	وداع رمضان اور صحابہ و تابعین کا معمول۔	
۲۰۶	کیسے تھے وہ لوگ۔	
۲۰۹	آپ کی ظاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان اکتیس کا ہوا۔	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۱۰	عید رات میں شب بیداری کا معمول۔	۱۰۲
۲۱۳	عید رات میں تکبیر الہی۔	
	اہم نوٹ	
۲۱۴	انعام خداوندی کون	
۲۱۶	تنہائے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔	
	یوم عید اور معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۳
۲۱۷	اچھے کپڑے پہننا۔	۱۰۴
۲۱۹	نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا۔	۱۰۵
۲۲۱	کھلے میدان میں نماز ادا کرنا۔	۱۰۶
۲۲۱	بعض مالکی علماء کی رائے۔	
۲۲۵	تمام خواتین کو شرکت کا حکم	۱۰۷
۲۲۶	پیدل چل کر جانا۔	۱۰۸
	آمد و رفت میں راستہ بدلنا۔	۱۰۹
	عید گاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نماز تہ پڑھنا	۱۱۰
۲۲۹	بغیر اذان و تکبیر کے نماز	۱۱۱
۲۳۰	نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے۔	۱۱۲
۲۳۱	نماز میں سورۃ ق اور القمر کی تلاوت۔	۱۱۳
	خطاب نماز کے بعد فرماتے۔	۱۱۴
۲۳۲	خطبہ کے درمیان بیٹھنا۔	۱۱۵
۲۳۳	خطاب میں تکبیر کی کثرت۔	۱۱۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۳۴	خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب -	۱۱۷
	چند اہم معلومات -	
۲۳۵	عید پر مبارکبادی -	۱۱۸
۲۳۶	صدقہ فطر کی تعلیم -	۱۱۹
۲۳۸	گھر کے ہر فرد کی طرف سے -	
۲۳۹	اس کی مقدار -	
	ادائیگی کا وقت -	

ابتدائیہ

رمضان المبارک امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام اور عطیہ ہے کیونکہ اسی ماہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کا آغاز ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس ماہ میں اپنی آخری کتاب و شریعت کے نزول کا افتتاح اور اپنے آخری پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کے اعلان کا حکم دیا تو تا قیامت امت مسلمہ کو ان خصوصی انعامات پر بطور شکریہ ایک ماہ روزہ رکھ کر جشن منانے کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

اے اہل ایمان تم پر اللہ تعالیٰ نے
روزے فرض فرمائے ہیں جیسے کہ تم سے
پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم صاحب
تقویٰ بن جاؤ اور وہ چند گنتی کے

دن میں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
ایمانیہ معدودات

(البقرہ ۱۸۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی اہمیت یوں بیان فرمائی ہے۔

کہ اگر معلوم ہو جائے رمضان
کی کیا اہمیت ہے تو امت یہ
تھا کہ رے کہ سارا سال رمضان ہی رہے

لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِي رَمَضَانَ
لَتَمَنَّتْ أُمَّتِي أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ
السَّنَةَ كُلَّهَا

(مسند ابوالحلی ۴۶ : ۱۸۰)

رمضان میں شیاطین کو ٹھکڑ کر انسانوں کو اپنے در پر بلا کر ترہیت کا اہتمام کیا جاتا ہے، تاکہ غفلت کے تاریک پردے دور ہو جائیں، اور انسان اپنے رب کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کے در پے ہو جائے۔ اور یہی اس کی زندگی کا حاصل اور منزل و مطلوب ہے، روزہ محض کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ اپنے آپ کو ظاہری و باطنی الٹشوں سے پاک کرنے کا نام ہے۔

رمضان شریعت کے ان پرانوار اور نہایت ہی قیمتی شب و روز کو گزارنے کے لیے سب سے بہتر وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی منشا و رضا سے بھی خوب آگاہ ہیں اور رمضان المبارک کی اہمیت سے بھی، اس لیے ہم اس مقالہ میں اسی موضوع پر مواد جمع کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کیسے گزارتے؟ یعنی رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات مبارک کیا تھے؟ تاکہ ہم بھی انہی خطوط پر رمضان گزارنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے بے پناہ الطاف و انعامات حاصل کر لیں۔

اگر واقعہ ہم رمضان المبارک کو انہی معمولات کی روشنی میں بسر کرنے کی کوشش کریں تو پورا سال ہی نہیں بلکہ ہماری تمام زندگی برکات سے مالا مال ہو جائے۔

رمضان ہی میں ہمیں تراویح کی نماز میں پورا قرآن سننے کا موقع ملتا ہے جو تعلیمات دینی کا مرکز و سرچشمہ ہے، اس میں راتوں کا قیام نصیب ہوتا ہے۔ اس میں اعتکاف اور شب بیداری میسر آتی ہے۔

کاشت ہم پورا سال رمضان سے پائی ہوئی تربیت پر چل کر اپنی
کھوئی ہوئی منزل کو پالیں۔

یہاں الحاج سہیل اقبال کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کے تعاون سے
اس کتاب کی اشاعت ہوئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل
سے ہمیں شریعت کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔
آمین بجاہل و بجاہ سید المرسلین

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد خاں قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور

حضور رمضان المبارک کی گزرتے

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرضیت روزہ کا دن سوموار تھا

سوموار کے دن کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت بھی اسی روز ہوئی

وفي يوم الاثنين من السنة
الثانية من الهجرة لليلين
خلتا من شعبان فزق الله
الصيام على المؤمنين -
دوسری ہجری، دو شعبان بروز
سوموار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں
پر رمضان کے روزے فرض
فرمائے۔

(رسالہ رمضان، ۲۴)

فرضیت رمضان کا حکم دوسری ہجری میں آیا

یاد رہے رمضان المبارک میں فرضیت روزہ کا حکم دوسری ہجری کو مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو سب سے پہلے دو چیزیں عطا ہوئیں۔
۱۔ بیت اللہ کا قبلہ ہونا۔ ۲۔ رمضان کا روزہ۔

ان رمضان فرض فی
شعبان فی السنة الثانية
من الهجرة
ہجرت کے دوسرے سال
شعبان میں فرضیت رمضان
کا حکم نازل ہوا۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۸۷)

نو مرتبہ رمضان، اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ فرضیت

روزہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں نو مرتبہ رمضان پایا
کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کے دس سال مدینہ
طیبہ میں گزارے اور روزہ دو ہجری کو فرض ہوا۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
طراز ہیں کہ بعض حفاظ حدیث نے یہ تصریح کی ہے۔

صالح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم تسعة رمضانات
(استحاثات اہل الاسلام، ۹۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نو مرتبہ رمضان کے روزے
رکھے۔

نزول قرآن سے پہلے ماہ رمضان سے تعلق

رمضان المبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق روزہ فرض ہونے کے
بعد قائم نہیں ہوا بلکہ آپ کا تعلق اس سے پہلے کا ہے، آپ اسی کے
دنوں میں غار حرا کی خلوتوں میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے تعلق مستحکم کرتے
اور اسے سکون و اطمینان کا ذریعہ بناتے تھے، وہ رمضان المبارک کے
دن ہی تھے جن میں حضرت جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سرمدی
پیغام بصورت "اقرأ باسم ربك الذي خلق" لے کر آپ کے
پاس آئے اور اس وقت آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے۔
ابن اسحاق نے حضرت عبید بن عمیر سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر سال ایک ماہ غار حرا میں خلوت و تنہائی میں چلے جاتے حتیٰ کہ وہ
ماہ آگیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت
کا حکم دیا۔

وذلك الشهر شهر رمضان
السيرة النبوية، ۱: ۲۳۵
اور وہ ماہ، ماہ رمضان ہی تھا

اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ قرآن کے نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا اس کا
نزول رمضان میں ہوا۔

۱۔ سورۃ یقرہ میں فرمایا۔

شہر رمضان الذی انزل
فیہ القرآن
رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں
قرآن نازل کیا گیا۔

۲۔ سورۃ القدر میں ہے۔

انا انزلناہ فی لیلة القدر
قرآن کو ہم نے شب قدر میں
نازل فرمایا ہے۔

حالانکہ اوپر گزرا رمضان المبارک کے روزے مدینہ طیبہ میں ہجرت
کے دوسرے سال فرض ہوئے تھے۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یحییٰ اسی مسئلہ پر دلائل دینے کے بعد کہتے ہیں۔

و بذلک ندرك و عمق
صلة رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم بشهر رمضان
واستعداد له قبل ان
يبعثه الله برسالة و يتلوا
آياته
اس سے ہمیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
رمضان المبارک کے ساتھ کتنا گہرا و
مستحکم تعلق ہے اور آپ اعلان
رسالت اور تلاوت آیات سے پہلے
ہی اس کے لیے مستعد اور تیار
تھے۔

(ہکذا صام رسول اللہ ﷺ)

شیخ عطیہ محمد سالم کہتے ہیں۔

للسلوة صلة رسول الله عليه وسلم
ارتباط بر رمضان الكفيرة
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان سے
تعلق دوسرے لوگوں کی طرح

من عامة الناس فله ارتباط
قبل الصوم وبعد ان شئت
قلت قبل البعثة وبعدها
(مع الرسول في رمضان، ۹۰)

نہیں رمضان سے آپ کا تعلق روزہ
فرص ہونے سے پہلے کا ہے یوں
بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس سے آپ
کا تعلق، علان نبوت سے پہلے بھی تھا
اور بعد میں بھی۔

آئیے اس مبارک ماہ میں آپ کے معمولات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ رمضان المبارک سے محبت:

سب سے پہلا معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
رمضان المبارک سے محبت فرماتے اور اس کے پانے کی دعا کرتے رہتے۔
امام طبرانی کی اوسط میں اور مستد بزار میں ہے جیسے ہی رجب کا چاند
طلوع ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے۔

اللهم بارک لنا فی رجب
وشعبان وبلغنا رمضان
اے اللہ ہمارے لیے رجب و
شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں
رمضان نصیب فرما۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی الفاظ یوں ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم
اذا دخل رجب قال اللهم
بارك لنا في رجب وشعبان
وبارك لنا في رمضان۔
(مسند احمد، ۱-۲۵۹)

حضور علیہ السلام کا یہ معمول تھا۔
رجب شروع ہوتے ہی آپ یہ دعا
فرماتے اے اللہ ہمارے رجب اور
شعبان کو بابرکت بنا اور رمضان میں بھی
برکتیں عطا فرما۔

فقیر کے پاس مسند احمد کا جو نسخہ ہے اس میں ”و بارک لنا فی رمضان“ (پس رمضان میں برکات نصیب فرما) کے کلمات ہیں جب کہ شیخ ابن رجب وغیرہ نے ”بلغتنا رمضان“ (ہمیں رمضان نصیب فرما) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ بھی اس کی تائید کر رہے ہیں جب رجب اور شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے۔

اللهم بارک لنا فی رجب اے اللہ رجب اور شعبان میں
و شعبان و بلغنا شہر رمضان ہمارے لئے برکت عطا فرما اور
(مجمع الزوائد ۲: ۱۶۵)

شیخ ابن رجب یہ روایت نقل کر کے نائدہ کے طور پر کہتے ہیں کہ اس سے یہ سبق ملتا ہے انسان کو مبارک وقت پانے کے لیے دعا کرنی چاہیے تاکہ وہ اس میں مزید نیک اعمال کر کے اپنے مولیٰ کا خوب قرب حاصل کر لے۔

وفی هذا الحدیث دلیل اس حدیث میں یہ رہنمائی ہے
علی استحباب الدعاء کہ انسان کا مبارک اوقات میں
بالبقاء الی الازمان اعمال صالحہ ہی کے لیے زندہ
الفاضلة لا دراک رہنے کی دعا کرنا مستحب ہے
الاعمال الصالحة کیونکہ اگر انسان مومن ہے تو
قیہا فان المومن اس کی عمر میں اضافہ خیر ہی کا
لا یزیدہ عمرا لا خیرا سبب ہوتا ہے اور وہ شخص
وخیر الناس من طال سب سے بہتر ہے جس کی عمر لمبی

عمرہ و حسن عملہ اور اعمال اچھے ہوں۔

(لطائف المعارف، ۲۳۴)

چھ ماہ پانے کی اور چھ ماہ قبولیت کی دعا

جب ہمارے اسلاف نے اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول پڑھا اور رمضان المبارک کی اہمیت ان کے سامنے واضح ہوئی تو ان کا عمل بھی پڑھ لیجئے۔ حضرت یحییٰ بن فضل بیان کرتے ہیں۔

کانوا یدعون اللہ تعالیٰ صوابہ اور تابعین چھ ماہ رمضان
ستہ اشهران یبلغهم پانے کی دعا کرتے اور چھ ماہ اس
رمضان ثم یدعون ستہ کی قبولیت کی دعا کرتے۔
اشهران یتقبل منہم

(لطائف المعارف، ۲۸۰)

یعنی چھ ماہ آمد پہ خوشی اور چھ ماہ جدائی پر دکھ کا اظہار کرتے۔

۲۔ شعبان میں رمضان کی تیاری

آپ شعبان المعظم میں رمضان کے لیے تیاری فرماتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رمضان کے علاوہ آپ سب سے زیادہ روزے جس ماہ میں رکھتے وہ ماہ شعبان ہے۔

کان اکثر میاہ رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان
صلی اللہ علیہ وسلم فی شعبان میں اکثر روزہ رکھتے۔
(تجمع الزوائد ۳-۱۹۲)

اس کی ایک حکمت تو یہ بیان کی گئی ہے کہ شعبان میں شب براءت میں بارگاہ الہی میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ میرے عمل حالت روزہ میں پیش ہوں جیسا کہ ایک حدیث ضعیف میں بھی ہے۔ لیکن اس کی ایک حکمت محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ آپ شعبان میں رمضان المبارک کی تیاری فرماتے کیونکہ شعبان، رمضان کے لیے مقدمہ کی مانند ہے اس میں وہی اعمال ہوں جو رمضان میں ہوں گے۔

يسهل المتاهب لتلقى
رمضان و تترتامن النفوس
بذلك على طاعة الرحمن
(لطائف المعارف ۲۵۸)

تاکہ رمضان کی برکات کو حاصل
کرنے کے لیے مکمل تیاری ہو جائے
اور نفس، رحمن کی طاعت پر خوش
دلی اور خوب اطمینان برامنی ہو جائے۔

جیسے فرائض سے پہلے سنتیں ہیں جن کے ذریعے انسان ذہن کو اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ ادائیگی فرائض کی ذہنی تیاری ہو سکے۔ صحابہ کے معمول سے اس حکمت کی تائید بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان میں صحابہ کے معمول پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كان المسلمون اذا دخل
شعبان اكبوا على المصاحف
فقرواؤها واخرجوا
زكاة اموالكم تقوية
للضعيف والمسكين
على صيام ورمضان

شعبان شروع ہوتے ہی مسلمان
قرآن کی طرف جھک پڑتے، اپنے
اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ
غریب، مسکین لوگ رمضان
بہتر طور پر گزار سکیں۔

۳۔ شعبان کا چاند اور خصوصی اہتمام

چونکہ روزہ کا مدار چاند پر ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند۔
(خصوصاً شعبان کا) دیکھنے کا اہتمام فرماتے اگر چاند نظر آجاتا تو روزہ رکھتے اور
اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے دکھائی نہ دیتا تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے پھر
روزہ رکھتے حضرت عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان
وسلم یتحفظ من شعبات	کا جتنا خیال فرماتے اتنا کسی دوسرے
مالا یتحفظ من غایہ	ماہ کا نہ فرماتے
(البداء، باب اذا غمى الشهر)	

اپنے صحابہ کو شعبان کا چاند دیکھنے اور اسے شمار کرنے کی تلقین فرماتے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں
فرمایا کرتے۔

احصوا اهلل شعبان لومضان	رمضان کے لیے شعبان کے چاند
ولا تخلطوا برمضان الا ان	کو شمار کرو اور اسے رمضان کے
یوافق ذلک صیاماً کان	ساتھ خلط ملط نہ کرو مگر وہ آدمی
یسومہ احدکم	روزہ رکھ سکتا ہے جو اس دن پہلے
(الترمذی)	بھی روزہ رکھتا تھا۔

۴۔ شک کی صورت میں روزہ نہ رکھتے

اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہ دیتا تو رمضان شروع نہ فرماتے

بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

ليصوم لروية رمضان فان غم عليه عد ثلاثين يوما حرصا

رمضان کا چاند دیکھنے پر روزہ

شروع فرماتے اور اگر بادل وغیرہ

کی وجہ سے چاند نظر نہ آتا تو

شعبان کے تیس دن مکمل فرماتے

(ابوداؤد، باب اذا غمى الشهر)

اور پھر روزہ شروع فرماتے۔

اپنی امت کو بھی سہولت رسانی کے لیے یہی تعلیم دی کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا تو پھر شک کے دن روزہ نہ رکھو بلکہ شعبان کے تیس دن مکمل کر کے پھر رمضان شروع کرو یہی حکم عید کے لیے عطا فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فلا تصوموا حتى تروا ولا تفطروا حتى تروا فان غم عليكم فاقد رواله تلثين

چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور

نہ دیکھے بغیر عید نہ کرو اگر ابر وغیرہ

ہو تو تیس دن مکمل کیے جائیں۔

(ابوداؤد، ۳۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الله قد امدد لرويته

فان اغمى عليكم فامكروا العدة

(المسلم، کتاب الصیام)

اللہ تعالیٰ نے چاند دیکھنے تک

مہلت عطا فرمائی ہے اور اگر

موسم ابرالود ہو تو تیس دن کی مدت

مکمل کرلو۔

۵۔ رمضان کے چاند پر ایک مسلمان کی گواہی بھی قبول فرمالتے

رمضان کا چاند خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا اکثر صحابہ نے نہ دیکھا ہوتا مگر کوئی ایک مسلمان اس بات کی گواہی دے دیتا میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا اعلان کر دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایصوت الہلال اللیلۃ میں نے آج رات چاند دیکھا ہے

آپ نے فرمایا کیا تو توحید و رسالت کو مانتا ہے یعنی مسلمان ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا۔

اذن فی الناس فلیصوموا
غدأً لوگوں میں اعلان کر دو کل کا
روزہ رکھیں۔

(البوداؤد / ۳۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ لوگ چاند تلاش کر رہے تھے، مجھے چاند دکھائی دیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔

انی رأیتہ فصام و امر

الناس بصیامہ

(البوداؤد، ۳۲۰)

میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزہ

رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے

کا حکم دیا

۶۔ رمضان کا چاند دیکھنے پر مخصوص دعا فرماتے

ہر ماہ چاند کے طلوع ہونے پر دعا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا مگر رمضان شریف کا چاند ہوتا تو آپ یہ مخصوص دعا فرمایا کرتے تھے۔
نسائی میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان اذا رای هلال رمضان	جب رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ کہتے
قال هلال رشد و خیر	یہ چاند خیر و برکت ہے۔ یہ چاند خیر و
هلال رشد و خیر امت	برکت کا ہے میں اس ذات پر ایمان
بالذی خلقک	لکھا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا

(اتحاف اہل الاسلام: ۱۰۸ بحوالہ نسائی)

۷۔ آمد رمضان پر مخصوص دعا کا معمول

جب رمضان شریف شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں مخصوص دعا کیا کرتے۔

کان یقول ادا دخل شهر	جب رمضان شروع ہو جاتا تو آپ
رمضان اللهم سلمتی من	صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے
رمضان وسلم رمضان لی	اے اللہ مجھے رمضان کے لیے سلامتی
وسلمہ منی	(صحت و تندرستی) عطا فرما اور میرے

یہ رمضان کے اول و آخر کو بادل وغیرہ
سے محفوظ فرما اور مجھے اس میں اپنی
نافرمانی سے محفوظ فرما۔

۸۔ رنگ مبارک فق ہو جاتا

جب رمضان المبارک آتا تو اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں کسی مشکل کی وجہ سے اس میں حق عبودیت میں کمی نہ ہو جائے آپ کا رنگ مبارک فق ہو جاتا، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی۔

اذا دخل رمضان تغير لونه
جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ فق ہو جاتا

اس کی حکمت امام مناوی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے
خشية من ان يعرض له
اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں کوئی ایسا
فيه ما يقصر عن الوفاء
عارضہ لاحق نہ ہو جائے جس کی وجہ
بحق العبودية فيه
سے اگلی حق عبودیت میں کمی واقع
ہو جائے۔ (فيض القدير، ۱۳۲۱۵)

۹۔ آمد رمضان پر صحابہ کو مبارک باد دیتے

جب یہ مقدس و مبارک ماہ اپنی رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اس کی آمد کی مبارک دیتے۔ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا مبارک معمول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم
يُبشِّرُ أصحابه يقول قد جاء
كم شهر رمضان شهر مبارك
كتب الله عليكم صيامه تفتح
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو
یہ کہتے ہوئے مبارک باد دیتے کہ تم
پر رمضان کا مہینہ آیا ہے جو نہایت
بابرکت ہے اس کے روزے تم پر

فیہ الابواب الجنان وتغلق
فیہ الابواب الجحیم وتغل فیہ
الشیاطین فیہ لیلة خیر
من الف شهر من حرم
خیرھا فقد حرم
(النسائی، باب فضل شهر رمضان)

اللہ نے فرمن فرمائے ہیں اس میں
جنت کے دروازے کھول دیئے
جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے
بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطانوں کو
باندھ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک
رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے

جو اس سے محروم ہو گیا وہ محروم ہی رہے گا۔
امام جلال الدین سیوطی اور شیخ ابن رجب کہتے ہیں مسئلہ مبارک باد کے لیے یہ
حدیث بنیاد ہے۔

هذا الحديث اصل في
التهنئة شهر رمضان
(الحاوی للفتاویٰ ۱۹۳-۱۹۳)

رمضان کی مبارک باد پیش کرتے پر
یہ حدیث اصل ہے۔

وہ ماہ مومن کے لیے کیوں مبارک باد کا سبب نہ ہوگا؟ جس میں جنت
کے دروازے کھل جائیں، شیطان پر پابندی لگ جائے اور دوزخ کے دروازے
بند کر دیئے جائیں۔

۱۰۔ رمضان المبارک کو خوش آمدید کہتے

صحابہ کو مبارک باد اور ان پر اس کی اہمیت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ
رمضان المبارک کو خوش آمدید فرماتے کنز العمال اور مجمع الزوائد میں ہے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔

اتاکم رمضان سید الشہداء
فمرحباً به واهلاً
(مجمع الزوائد ۳-۱۴۰)

لوگوں تمہارے پاس رمضان تمام
مہینوں کا سردار آگیا۔ ہم اسے خوش
آمدید کہتے ہیں۔

۱۔ آمد رمضان پر خطبہ ارشاد فرماتے

جس دن رمضان المبارک کا چاند طلوع ہونے کی امید ہوتی اور شعبان کا آخری دن ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع فرما کر خطبہ ارشاد فرماتے جس میں رمضان المبارک کے فضائل و وظائف اور اہمیت کو اجاگر فرماتے تاکہ اس کے شب روز سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس میں غفلت ہرگز نہ برقی جائے اس کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جانا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے اس اہم معمول کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

جب رمضان المبارک کا ماہ آتا
تو آپ فرمایا کرتے تمہارے
پاکس ایک مقدس ماہ
کی آمد ہو گئی ہے۔

لما حضر رمضان
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قد جاءکم
رمضان شہر مبارک

(مسند احمد ۳-۱۵۸)

استقبالِ خطبہ کی تفصیل

کتب احادیث میں رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ خطبہ کی تفصیل بھی ملتی ہے جسے ہم شوق و ارجح ترجمہ نقل کر دیتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا اے لوگو!

۱۔ قد اطلکوا شہر عظیم مبارک
تم پر ایک نہایت ہی مبارک ماہ سایہ
فلن ہونے والا ہے۔

۲۔ شہر فیہ لیلة خیر من
الف شهر

۳۔ شہر جعل اللہ صیامہ فریضة
وقیامہ تطوعاً

۴۔ من تقرب فیہ بفصلة
من الخیر کان کمین ادی
فریضة فیما سواہ

۵۔ ومن ادی فریضة فیہ
کان کمین ادی سبعین
فریضة فیما سواہ

۶۔ وهو شهر الصبر والصبر
ثوابہ الجنة

۷۔ وشهر الموائسة
۸۔ وشهر یزاد فی رزق المؤمن
فیہ

۹۔ من فطر فیہ صائماً کان
مغفرة لذنوبہ وعق رقبتہ

اس میں ایسی ایک رات ہے جو
ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ فرض
فرمایا اور اس میں قیام کو ثواب
واہر کے قابل بنایا ہے۔
جو شخص اس میں کسی نیکی کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا
وہ اس کی مثل درجہ پائے گا جس
نے کسی دوسرے مہینہ میں فرض
ادا کیا۔

جس نے اس میں کسی فرض کو ادا
کیا نہ ہو۔ وہ ایسے ہے جیسے کسی
نے غیر رمضان میں ستر فرائض
ادا کیے ہوں۔

یہ ماہ صبر ہے اور صبر کا ثواب
جنت ہے۔

یہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا مہینہ ہے
اس ماہ میں مومن کے دکھ سہی و
(روحانی) رزق میں اضافہ کر دیا جاتا
ہے۔

جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا
وہ اس کے گناہوں کی معافی اور

من النار وکان له مثل اجره
من غیر ان ینقص من اجره
شیء

دوزخ سے آزادی کا سبب ہوگا
اعداسے روزہ دار کی مثل ثواب ملے گا
لیکن روزہ دار کے ثواب میں بھی

کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب میں یہ طاقت
کہاں کہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میرا
مقصد سیر کر کے کھلانا نہیں)

۱۰۔ یعطی اللہ هذا الثواب
من فطر صائما علی تمرۃ

یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے
گاجر ایک کھجور یا گھونٹ پانی یا ایک

گھونٹ دودھ پلا دے۔

اس ماہ کا پہلا رحمت، درمیا رحمت
مغفرت و بخشش اور آخری حصہ آگ
سے آزادی کا ہوتا ہے۔

جس نے اپنے ملازم کے بوجھ کو
اس میں ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اسے
بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد کرے گا۔

عطا فرمائے گا۔

اور چار چیزوں کی اس میں کثرت
دکھوان میں دو ایسی ہیں جن سے
تمہا پتہ نہ ہو کہ راضی کر سکتے ہو اور
دو ایسی ہیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ
نہیں ہو سکتا۔

او علی شربة او مذقة لبن

۱۱۔ وهو شهر اوله رحمة ووسطه
مغفرة و آخره عتق من النار۔

۱۲۔ من خفف مملوكه فيه
غفر الله له واعتقه من
النار

۱۳۔ واستكثر وافيہ من اربعة
خصال خصلتين ترحمون
بہما بیکم وخصلتين
لا غناء بیکم عنہما

- ۱۴۔ اما الخصلتان اللتان
ترصون بهما ربكم فشاة
ان لا اله الا الله وتتعرفوه
وہ دو چیزیں جن سے اپنے
رب کو راضی کرو کلمہ طیبہ کا ذکر
اور استغفار و توبہ۔
- ۱۵۔ واما الخصلتان اللتان
لا غناء بكم عنها فتاين
الله الجنة وتعودون به
من النار
وہ دو چیزیں جن کے بغیر بخشش
نہیں، اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو
اور دوزخ سے اسکے دامن رحمت
کی پناہ مانگو۔
- ۱۶۔ ومن سقى ما شاء الله
من حوضى شربة لا يظما
حتى يدخل الجنة
(صحیح ابن خزیمہ)
اور جس نے کسی روزہ دار کو افطاری
کے وقت، پانی پلا یا اللہ تعالیٰ
(روز قیامت) میرے حوض سے
اسے وہ پانی پلا تیں گے جس کے بعد
دخول جنت تک پیاس نہیں لگے گی۔

تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
لما اقبل شهر رمضان
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے سبحان اللہ جانتے ہو۔
ما ذا تستقبلون؟
تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟ اور
ما ذا يستقبلكم؟
تمہارا کون استقبال کر رہا ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا نبی انت داعی یا رسول اللہ،
کوئی وحی نازل ہونے والی ہوگی یا کسی دشمن سے بھیڑ ہونے والی ہوگی آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم۔

لكن شهر رمضان يعقر الله
تعالى في اهل ليلة لكل اهل
هذه القبلة
رمضان کا استقبال کر رہے ہو جس
کی پہلی رات تمام اہل قبلہ کو معاف
کر دیا جاتا ہے۔

(مقاتل الاوقات للبيهقي، ۱۶۶)

۱۲۔ تلاوت قرآن میں کثرت

رمضان المبارک کے ساتھ قرآن مجید کا جو گہرا تعلق ہے وہ کسی پر محقق نہیں
اس کا نزول اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس پر شروع ہوا۔
اس تعلق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔ ان
دونوں کا تعلق اس ارشاد نبوی سے بھی واضح ہو جاتا ہے جو حضرت عبداللہ
بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصيام والقرآن يشفعان
للعبد يوم القيامة يقول
الصيام اى رب متعتہ
الطعام والشهوات بالمتہار
ويقول القرآن منعتہ
النوم باللیل قشفتنی فیہ
فیشفعان

روزہ اور قرآن قیامت گیر سے
کی شفاعت کریں گے روزہ کہے
گا اے اللہ میں نے اسے کھانے
اور خواہشات سے دن کو روکے
رکھا، قرآن کہے گا میں نے اسے رات
کو سونے سے روکے رکھا میں اس
کی شفاعت کرتا ہوں ہماری شفاعت

قبول فرما۔

(مسند احمد، ۲، ۱۷۴)

اگرچہ پورا سال تلاوت قرآن آپ کا وظیفہ تھی مگر رمضان میں تلاوت میں
اور کثرت فرماتے، سال کی بقیہ راتوں میں نوافل اور تہجد میں خوب قرآن پڑھتے
مگر جب رمضان آجاتا تو اس کی راتوں میں پہلے سے بھی طویل قرأت کرتے

مسند احمد میں ہے کہ آپ کے رازدان صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رمضان المبارک کی راتوں میں آپ کی تلاوت کے بارے میں بیان کرتے
ہیں مجھے ایک دفعہ رمضان کی رات میں آپ کی معیت میں نماز ادا کرنے کا شرف ملا،

فقراء بالبقرۃ ثم بال	آپ نے سورہ بقرہ پڑھی پھر آل
عمران ثم بالتالیم	عمران، پھر النساء پڑھی جس آیت
بایۃ تخویف الاوقف	میں خوف الہی کا ذکر آتا وہاں ٹھہر
وساک فما صلی الركعتین	کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے ابھی آپ
حتی جاء بلال فاذا ت	نے دو رکعتیں مکمل نہیں کیں تھیں
بالصلۃ	تو بلال نے فجر کی اذان دے دی۔

یعنی تمام رات قرآن کی تلاوت جاری رہی۔
امام ابن حجر مکی رمضان اور قرآن کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں
کہ یہی وجہ ہے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی
یطیل القرآن فی قیام رمضان	راتوں میں دیگر راتوں کی نسبت
لیلاً اکثر من غیرہ	زیادہ تلاوت فرمایا کرتے۔

(اتحاد الایسلام ۲۹۲)

۱۳۔ ہر رمضان میں سارا قرآن سناتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم انہیں ہر سال رمضان المبارک میں سارا قرآن مجید سناتے اور وصال
کے سال دو دفعہ قرآن مجید سنایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی

کوئی قرأت افضل ہے انہوں نے فرمایا۔

قراءة عید اللہ
حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت
سب سے افضل ہے۔

اس پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یعرض علیہ القرآن
فی کل رمضان مرة الا العام
الذی قبض فیہ فاتہ عرض
علیہ مرتین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہر
رمضان میں ایک دفعہ مکمل قرآن
سناتے، جس سال آپ کا وصال
مبارک ہوا اس مرتبہ دو دفعہ آپ
نے انہیں قرآن سنایا۔

(ابن سعد ۲-۳۲۲)

ان سے آپ قرآن مجید سنا بھی کرتے

انہی کو یہ شرف بھی حاصل ہے ان سے آپ قرآن مجید کی تلاوت سنا
کرتے۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ

اقرا علیک وعلیک انزل
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
آپ صاحب قرآن ہیں میں کیسے آپ کو سناؤں؟

انی احب ان اسمعہ
میں دوسرے کی زباں سے سنتا
میں غیری
پسند کرتا ہوں۔

میں نے سورہ نساء کی تلاوت کی جب میں اس آیت مبارک پر پہنچا
فکیف اذا جئنا من کل امۃ
وہ کیا سماں ہوگا جب ہم ہر امت

بشہید و حیثاً بك على هولاً سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ
شہیداً کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے۔
فرمایا کافی ہے۔ میں نے آپ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا تو
فاذا عیناہ تدرفات آپ کی مقدس آنکھیں آنسوؤں
سے تر تھیں۔

۱۴۔ جبریل امین کے ساتھ قرآن کا دور

رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ حضرت جبریل امین رضی اللہ عنہ
کی ہر رات سدرہ چھوڑ کر حجرہ نبوی میں آجاتے۔ ایک رمضان سے دوسرے
رمضان تک جو حصہ قرآن نازل ہو چکا ہوتا اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
دور کرتے یعنی جبریل امین آپ کو قرآن سناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
جبریل امین کو سناتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے
وكان يلقاه جبريل في رمضان کی ہر رات جبریل امین
كل ليلة من رمضان قید آپ سے ملاقات کرتے اور آپ
ارسله القرآن سے قرآن کا دور کرتے۔

(البخاری، کتاب الصوم)

بعض روایات میں الفاظ کچھ یوں ہیں۔

فكان جبريل يتعاهده جبریل امین ہر سال آتے تو ایک
كل سنة في عارضة يميناً رمضان سے دوسرے رمضان
نزل عليه من رمضان تک قرآن مجید کے نازل شدہ حصہ

کا آپ کے ساتھ دور کرتے۔

الی رمضان

(فتح الباری ۱۹-۳۱)

۱۵۔ آخری رمضان میں دو مرتبہ دور

اگرچہ ہر سال رمضان میں جبریل امین آپ سے ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے مگر جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس رمضان میں دو دفعہ جبریل امین نے آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وصال کے سال آپ نے مجھے فرمایا۔

ان جبریل کان یعرضنی	جبریل ہر سال مجھ سے قرآن
علی القرآن فی کل سنة	کا دور ایک مرتبہ کرتے اس
مرة فقد عرض علی	سال انہوں نے مجھ سے دو دفعہ
العام مرتین	دور کیا ہے۔

(ابن سعد ۲۰-۱۹۵)

۱۶۔ سخاوت کی برسات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات میں سب سے بڑے سخی ہیں آپ کی بارگاہ سے سائل کبھی خالی نہیں لوٹا۔ اگر اس وقت کچھ پاس نہ ہوتا تو قرین اٹھا کر لوگوں کی ضروریات کو پورا فرماتے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شے کا بھی سوال کیا گیا آپ نے عطا فرمائی ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مجھے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی کبریاں آتی ہیں انکی مقدار عطا

کرو آپ نے اسے عطا کیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔

اسلمو فان محمد اعطی اسلام قبول کرو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ

عطاء ما ینخاف الفقر علیہ وسلم اسی طرح سخاوت کرتے ہیں

(المسلم، کتاب الفضائل) کہ انہیں فقر کی فکر ہی نہیں

۲۔ حضرت صفوان بن امیر رضی اللہ عنہ آپ کی سخاوت کے بارے میں بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مجھے نہایت ہی مبغوض اور ناپسند تھی لیکن مجھے آپ نے ہمیشہ اس قدر عطا فرمایا۔

حتی انہ لا حب للناس کہ آپ مجھے سب سے بڑھ کر

المی محبوب ہو گئے۔

(المسلم، کتاب الفضائل)

امام ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے موقع پر صفوان بن امیر کو تین بار سو سواونٹ عطا فرمائے۔

۳۔ حضرت جیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے حنین سے واپسی پر بہت سے دیباقی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹ کر سوال کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لو کان لی عدد هذه العشاء اگر ان درختوں کی مانند میرے

نعماً قسمتہ بینکم ثم لا پاس حال و دولت ہوتی تو میں

تجدونی بخیلہ ولا کذباً تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تم

ولا جیباؤں مجھے اس معاملہ میں بخیل، جھوٹا اور

بزدل نہ پاتے۔

(البیہقی، کتاب الجہاد)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے

ما سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شيئا فقال لا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی
مانگا گیا آپ نے کبھی انکار نہیں
فرمایا۔ (البخاری، کتاب الادب)

خود اپنی زندگی فقر و فاقہ میں بسر فرماتے مگر لوگوں پر عطیات کی ایسی بارش
فرماتے کہ قیصر و کسی بھی اس پر حیران ہو جاتے پھر آپ کی سخاوت محض مال و دولت
لوٹانے تک ہی محدود نہ تھی بلکہ تمام انواع سخاوت پر مشتمل تھی۔

من ينزل العلم والعمال ويذل
نفسه لله تعالى في اظهار دينه
وهدايته عباده وايصال النفع
اليهم بكل طريق من اطعام
جالهم ووعظ جاهلهم
وقضاء حوائجهم وتحمل
اثقالهم
اگر وہاں مال لوٹایا جاتا تھا تو علم بھی
تقسیم کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کے دین
کو غالب اور اس کے بندگان کی رہنمائی
کے لیے جدوجہد کی جاتی مثلاً بھوکوں
کو کھانا کھلانا، حبال کو نصیبت کرنا،
مخلوق کی حاجتوں کو پورا کرنا اور ان کے
بوجھوں کو بانٹنا بھی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت مبارکہ اعلان نبوت کے بعد شروع نہیں
ہوئی بلکہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ میل جول ہوا
اس وقت سے ہے اعلان نبوت کے وقت کبیرہ خدیجہ رضی اللہ عنہ نے جن
کلمات کے ساتھ آپ کی مدح کی ہے وہ ملاحظہ کیجئے۔

والله لا يمنزله الله ابدا
انك تصل الرحم وتقرى الضيف
وتحمل النكس وتكسب المعدوم
وتعين على ذمات الحق
والله لا يمنزله الله ابدا
اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی پریشان
نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ تو رشتہ کو چھڑنے
والے، مہمان نواز، لوگوں کا بوجھ اٹھانے
والے، بے سہاروں کا سہارا اور حق کی راہ
میں مشکلات پر تعاون فرماتے ہوئے ہیں

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت میں ہر دن رات اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ جب رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا تو سخاوت میں اور اضافہ فرمادیتے صحابہ کا بیان ہے ہم نے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی برسات کو تیز ہوا سے بڑھ کر دیکھا ہے۔
بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے مگر۔

وكان اجود ما يكون في شهر رمضان
ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور زیادہ ہو جاتی۔

روایت کے آخری الفاظ ہیں۔
فاذا المقيہ جبريل كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخير من المريح المرسله
(بخاری، کتاب الصیام)

ابن سعد میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔
فاذا اصبح النبي صلی اللہ علیہ من ليلة التي يعرض فيها ما يعرض اصبح وهو اجود من المريح المرسله لايال ضياء الا اعطاء
رات کو جبریل امین آپ سے قرآن کا دور کرتے جب صبح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے۔ آپ سے جو شے بھی مانگی جاتی آپ عطا فرماتے۔

(الطبقات، ۲ - ۱۹۵)

خصوصی نوٹ

جب ہر نیک و صالح کی ملاقات پر یہ معمول نہایت ہی پسندیدہ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تو جب اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے تو اس وقت امتی کا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدقات و خیرات کرنا کتنا پسندیدہ عمل ہوگا؟

جن لوگوں کو آپ کی غلامی و اتباع سے صالحیت نصیب ہوئی ان کی طاقات و زیادت کے وقت اظہار خوشی اور صدقات و خیرات کو جائز سمجھنا اور ان کے مقتدا اور سرچشمہ ہدایت و نور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے موقع پر ان اعمال کو بدعت قرار دینا خود سوچئے کتنا بڑا ظلم و زیادتی ہوگی؟

۱۷۔ قیدیوں کو آزاد فرماتے

رمضان المبارک میں سخاوت، فیاضی کی ایک صورت یہ تھی کہ قیدیوں کو آزاد فرماتے۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن سعد نے طبقات میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ اطلاق کل اسیر و اعطی کل
آپ تمام قیدیوں کو آزاد و ادھر ہر
سائل
سوالی کو عطا فرماتے۔

(فضائل الاوقات، ۱۹۴)

امام عبدالرزاق المتادی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔
وہیہ ندب علق الاساری اس معمول نبوی میں یہ تعلیم ہے کہ
عند اقبال رمضان والتوسعة آمد رمضان پر قیدیوں کو رعایت

علی الفقراء والمساكين
دی جائے اور فقراء و مساکین پر
(فیض القدیر ۵۰: ۱۳۲)

۱۸۔ حالت روزہ میں مسواک فرمایا کرتے

مسواک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پیار تھا وہ ہر صاحب فہم پر واضح ہے، حالت روزہ میں بھی آپ مسواک فرمایا کرتے تھے۔
البداء و اور ترمذی میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول ان الفاظ میں مروی ہے۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
میں تے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عليه وسلم يَتَأَبَّأُ وَهُوَ صَائِمٌ
کہ حالت روزہ میں بے شمار اور
مَالًا أَعَدَّ وَلَدًا حَصِي
لا تعداد دفعہ مسواک کرتے ہوتے
دیکھا ہے۔

ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی منقول ہے۔
خَيْرُ خِصَالِ الصَّائِمِ الْمَسْوَاكُ
روزہ دار کی بہتر خصلت مسواک
(السنن الکبریٰ ۴۰: ۲۷۲) گونا ہے۔

۱۹۔ پچھنے لگوائے لیتے

جسم سے فاسد مواد خارج کرنے کے لیے پچھنے لگوائے جاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احتجبر وهو صائم
حالت روزہ میں پچھنے لگواتے۔
دمشق علیہ

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ خون کا عطیہ دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں اس قدر نہ دیا جائے کہ کمزوری کی وجہ سے روزہ ختم کرنا پڑے۔

۲۰۔ سرمہ لگا لیتے

روزہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں میں سرمہ لگا لیتے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یکتحل وهو صائم حالت روزہ میں سرمہ لگا لیا کرتے
(ابوداؤد، کتاب الصیام)

امام ابوداؤد نے یہ تصریح فرمائی ہے جس روایت میں حالت روزہ میں سرمہ لگانے سے منع کیا گیا ہے اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے واضح کر دیا ہے۔

هو حدیث منکر وہ روایت منکر ہے یعنی قابل
(ابوداؤد، کتاب الصیام) استدلال نہیں۔

۲۱۔ سترہ رمضان کی صبح قبا تشریف لے جاتے

جس طرح ہر ہفتہ کے دن قبا تشریف جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، اسی طرح رمضان المبارک کے سترہویں صبح بھی آپ قبا تشریف لے جاتے خواہ وہ کونسا دن ہوتا شیخ ابوموسیٰ المدائنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یأتی قباء صبیحة مبع رمضان کی سترہ تاریخ کو قبا تشریف

عشرۃ من رمضان ا ی لے جایا کرتے خواہ وہ کونسا
یوم رکات دن ہوتا۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۲۰۳)

۲۲۔ ٹھنڈک حاصل فرماتے

اگر گرمی شدید ہوتی تو حالت روزہ میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے
لئے سراقدس پر پانی ڈالتے، ابو داؤد میں ایک صحابی سے مروی
ہے۔

سأیت رسول اللہ صلی	میں نے مقام عرج پر رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم بالخرج	صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کے حال
یصب علی رأسہ الماء	میں دیکھا کہ پیاس یا گرمی کی وجہ
وهو صائم من العطش	سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
او من الحر	سراقدس پر پانی ڈالا جا رہا ہے

(ابو داؤد، باب العام یصب علیہ الماء)

عرج مکتہ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔
بل ثوباً فالقی علیہ حالت روزہ میں ترک پڑان
وهو صائم پر ڈالا جاتا تھا۔

(الصیام ورمضان، ۲۳۵)

یاد رہے ایسے عمل کے ذریعے عبادت میں بے صبری اور تنگی کا
مظاہرہ نہیں ہوتا چاہیے۔ ورنہ اس میں کراہت ہے۔ یہ محض عبادت
میں تعاون کے لیے ہوتا چاہیے۔

۲۱۔ ماہ رمضان کی اہمیت و فضیلت بیان فرماتے

جیسا کہ خطبہ مبارک سے واضح ہوا صحابہ کے سامنے ماہ رمضان کی اہمیت اور فضیلت بیان فرماتے تاکہ امت اس کی خوب قدر کرے اور اس میں عبادت الہی میں اضافہ کرے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رمضان شروع ہوتا ہے۔

فتحت ابواب الجنة و غلقت جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے
ابواب النار فصعدت الشياطين ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے
(بخاری و مسلم)

۲۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے انہی سے مذکورہ الفاظ کے بعد نقل کیا کہ رمضان کی ہر رات ندا دیئے والا یہ ندا دیتا ہے۔

يا باغي الخير اقبل ويا باغي الشر اقص و الله عتقاء من الناس و ذلك كل ليلة
اے خیر بجالانے والے اس میں جلدی کر اور اے شر کے درپے اس سے باز آ جا، اس کی ہر رات اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو آزاد فرماتا ہے۔
(السنن الکبریٰ، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲)

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کی ہر رات یہ آواز دی جاتی ہے کوئی ہے معافی مانگنے والا اسے معافی دیدی جائے، کوئی ہے دعا کرنے والا اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی ہے سائل اسے عطا کیا جائے، ہر روز افطار کے وقت

عتقوا من الناس ستون الفا ساٹھ ہزار دوزخی آزاد کیے جاتے

فاذا كان يوم الفطر اعتق
مثل ما اعتق في جميع
الشهر
ہیں جب عید کا دن آتا ہے
تو تمام ماہ میں آزاد کردہ دوزخیوں
کی مقدار کے برابر افراد کو آزادی دی جاتی

دکنز العمال، ۴۰-۲۳۷) ہے۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا رمضان کے ہر دن اور رات میں اللہ تعالیٰ

الف الف عتیق من النار
ایک کروڑ آدمی کو دوزخ سے آزاد
فرماتا ہے

اور جب رمضان کی اسیس رات آتی ہے تو
اعتیق اللہ فیہا مثل جمیع
ما اعتق فی کل شهر
تمام ماہ میں افراد کردہ کی مقدار
اس میں آزاد کیے جاتے ہیں۔

(اتحاف، ۴۶)

۵۔ امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سید الشہداء رمضان وسید
الایام الجمعة
تمام مہینوں کا سردار رمضان اور تمام
دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔

(ابن عساکر، ۷: ۲۵۶)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس نے رمضان کے روزے حالت ایمان اور رضائے الہی کی
خاطر رکھے۔

غفرلہ ما تقدم من ذنبہ
د بخاری و مسلم
ا کے سابقہ گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں

۷۔ طبرانی نے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک آدمی دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زباں لٹکائے ہوئے تھا وہ جب بھی حوض کی طرف آتا اسے دور کر دیا جاتا

فجاء صیام رمضان فسقاہ ورواہ اکے پاس رمضان کے روزے آتے اور انہوں نے

(رسالہ رمضان، ۶۹) اسے خوب سیر کر کے پانی پلایا

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی خاطر ابتدا سال سے لے کر دوسرے سال تک جنت کو خوب سجایا جاتا ہے۔

فاذا کان اول یوم من رمضان حیب رمضان کا پہلا دن آتا ہے
بہت ریح تحت العرش من تو عرش کے نیچے سے جنت کے
ورق الجنة علی المحور العین پتوں، حوروں پر ہوا چلتی ہے۔

اور وہ حور میں کہتی ہیں اے ہمارے رب اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے
لیے خاوند بنا جس کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہماری دیر
سے ٹھنڈی ہوں (شعب الایمان: بیہقی)

۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
رمضان المبارک کی آمد پر ایک دن فرمایا۔

اتاکم رمضان شہر بركة تمہارے پاس ماہ برکت رمضان آیا ہے
یفشاکم اللہ فیہ ینزل اللہ تعالیٰ اس میں تم پر خصوصی توجہ فرماتا ہے
الرحمة ویحط الخطایا د اپنی رحمت نازل فرماتے ہوئے گناہ معاف
یتجیب فیہ الدعایینظر اور دعائیں قبول فرماتا ہے، اس میں تمہارے
اللہ تعالیٰ الی تنا فسکو فیہ شوق و ذوق کو ملاحظہ فرماتا ہے اور بلا کر میں

دیباہی بکرملا ثکمة تم پر فخر فرماتا ہے۔

لہذا تم اس میں خوب نکی و خیر بجالاؤ، بد بخت ہے جو اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (المجمیع الکبیر للطبرانی)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا

يُغْفَرُ لِمَنْتَه فِي اخِرِ لَيْلَةٍ
رمضان کی آخری رات میں امت کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ

اھی لیلۃ القدس؛ کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا وَلَكِن الْعَامِلِ الْتَمَائِيْنِ

اچھے اذاقہ عملہ

ہے۔

(مسند احمد)

۲۷۔ روزے کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان کی اہمیت کے ساتھ ساتھ روزے کی فضیلت و اہمیت بھی اجاگر فرماتے۔

۱۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

روزہ دوزخ سے محفوظ رکھنے والا ہے

جیسے ڈھال تمہیں قتال کے موقع پر محفوظ

رکھتی ہے۔

الصيام جنة من النار الجنة

اجدکم من القتال

(النسائی، کتاب الصیام)

امام بیہقی نے انہی سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

الصوم جنة من عذاب الله روزہ اللہ کے عذاب سے ڈھال ہے
(اتحاد، ۲۵۰)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حصتا المني الصيام والقيام میری امت کی دو حفاظت گاہیں ہیں
(مسند احمد، طبرانی) روزہ اور رات کا قیام،

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ہر نیکی کا اجر دس سے لے کر سات
صنعت الا الصوم سو تک ہے مگر روزہ (اس کے اجر کی
(فتح الباری، ۴ : ۱۱۰) کوئی حد نہیں)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

ان الصوم لي وانا اجزي به روزہ میرے لیے ہوتا ہے اور
(المسلم، کتاب الصیام) میں اس کی جزا ہوں۔

۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شئی کی زکوٰۃ ہے۔

ونماكاة الجسد الصوم جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

(المعجم الكبير، ۶ : ۲۳۸)

۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہر شئی کا ایک دروازہ ہوتا ہے ۔

وہاب العبادۃ الصیام عبادت کا دروازہ روزہ ہے

(اتحاد السادة المتقين، ۴ : ۹۲)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصیام نصف الصبر روزہ، صبر کا نصف ہے

یاد رہے ایک روایت میں صبر کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے لہذا روزہ

ایمان کا چوتھا قرار پائے گا۔

۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن روزہ رکھا۔

بعد اللہ متہ جہتم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو روزہ

سیرۃ مائتہ عام سے سو سال کی مسافت دور فرمادینگا

(النسائی)

۹۔ نسائی اور ابن خزمیہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کسی عمل

کی نصیحت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیل بالصوم قاحہ لا عدل روزہ رکھا کرو اس کے برابر کوئی نہیں

لہ

میں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ

میری بعمل ؟ مجھے اور کوئی عمل بتائیے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علیل بالصوم فانه لا مثیل لہ روزہ رکھا کرو اس کا کوئی بدل نہیں۔

میں نے سہ بار عرض کیا یا رسول اللہ اس کے علاوہ کوئی عمل فرمایا
علیہ السلام فانه لا مثل روزہ دار بنوروزہ کی مثل ہی
لہ نہیں۔

صحیح ابن حبان میں اسی روایت کے الفاظ یہ ہیں میں نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ

دلنی عمل ادخل بہ نجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس
الجنة کی وجہ سے میں جنتی ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علیہ السلام فانه لا مثل روزہ رکھا کرو اس کی کوئی مثل نہیں
راوی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اس قدر روزہ کے
پابند ہوئے۔

لا یری فی بیتہ الدخان ان کے گھروں کا اگر چولہا جلتا تو
نہارا اذا نزل بہم محسوس ہو جاتا آج کوئی مہان
ضعیف آیا ہوا ہے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۵)

یعنی مہان کی وجہ سے دن کو کھاتا پکتا ورنہ نہیں۔

۲۵ روزہ دار کی فضیلت بیان فرماتے

رمضان المبارک اور روزہ کی برکات کے ساتھ ساتھ روزہ دار کا مقام
اور وجہ بھی بیان فرماتے۔

جنت میں خصوصی دروازہ سے داخلہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ”ریان“ ہے روز قیامت فرمایا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ آواز سن کر روزہ دار کھڑے ہوں گے انہیں ریان دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

فاذا دخلوا خلق علیہم
فلم یدخل متہ احد
(بخاری و مسلم)

جب روزہ دار داخل ہو جائیں
گئے تو دروازہ بند کر دیا جائے
گا پھر اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

کبھی پیاس نہیں لگے گی

انہی سے یہ مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس دروازے سے داخل ہو گا وہ ایسا مشروب پیئے گا۔
ومن شرب لم یظما ابدا
(النسائی، کتاب الصیام)

جو اسے پی لے گا اسے کبھی پیاس
محسوس نہ ہوگی۔

روزہ دار کے لئے پانچ بشارتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان کے حوالے سے ایسی پانچ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو سابقہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی۔

- ۱۔ خلوف قمر الصائم الخلیب
عند الله من ریح المسک
روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ
کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ
پسندیدہ ہوتی ہے۔
- ۲۔ تستغفرلہم الحیتان حتی
لیقظروا
افطار تک سمندر کی مچھلیاں روزہ
داروں کے لئے دعا کرتی ہیں۔
- ۳۔ یزین الله عزوجل کل یوم
جنة
ہر روز جنت کو مزین کیا جاتا
ہے۔
- ۴۔ تصفد فیہ مردۃ الشیاطین
شیاطین کو رمضان میں قید کر دیا جاتا
ہے۔
- ۵۔ یغفرلہم فی اخر لیلة
آخری رات امت کی بخشش کر دی
جاتی ہے۔

ہر وقت عبادت میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہے۔

وان کان ناما علی فراشه

اگرچہ وہ بستر پر سویا ہوا ہو

(دکنر لعال، ۲۳۸۶۲)

جنت کا کھانا اور مشروب

انہی سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے روزے
نے کھانے پینے سے روک رکھا۔

اطعمہ اللہ من ثمار
الحیۃ وسقاہ من شرایہا
دا تحاف اہل الاسلام، (۳۶)

اللہ تعالیٰ جنت سے اسے پھل
کھلائے گا اور جنت کے مشروب سے
اسے سیراب فرمائے گا۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔

فرحة عند فطرہ و فرحة
عند لقاء ربہ
(مسند احمد، ۴: ۱۱۰)

ایک خوشی بوقت اقطار اور دوسری
اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کے
وقت

روزہ دار کے لئے ملائکہ کی دعا

ایک آدمی نے اگر نفل روزہ رکھا ہوا ہے دوسرا آدمی اس کے پاس کھارہ
ہے تو جب تک کھانے والا فارغ نہیں ہوتا روزہ دار کے لئے اللہ تعالیٰ کے
فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ
دار کے پاس جب کوئی کھانا کھاتا ہے
لم تنزل یصلی علیہ الملائکۃ
حتی یفرغ من طعامہ
(مسند احمد، ۴: ۳۶۵)

تو ملائکہ اس کے فارغ ہوتے
تک روزہ دار کے لیے اللہ تعالیٰ
سے دعا کرتے ہیں۔

۲۶۔ روزہ کی نیت

یاد رہے کسی عمل کا ثواب نیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

انما الاعمال بالنیات اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

نیت دل کے عزم اور مصمم ارادے کا نام ہے یعنی عمل کرتے وقت انسان یہ ارادہ کرے میں یہ کام اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کے لئے کروں گا ہوں روزہ تو نام ہی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانے پینے اور جماع سے رک جاتا ہے۔

قضا اور کفارۃ روزہ کی نیت

اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ قضا و کفارہ کئے روزہ کی رات کو نیت کرنا ضروری ہے امام نووی فرماتے ہیں۔

ولا تعلم احد اختلف ہمارے علم میں اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔
فی ذلک

(المجموع ۶، ۳۳۷)

روزہ رمضان کی نیت

اس بارے میں اختلاف ہے دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرنا ضروری ہے لیکن علماء احناف کی تحقیق یہ ہے کہ روزہ کا اکثر حصہ گزر جانے سے پہلے نیت کر لینے سے روزہ ادا ہو جائے گا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم عاشوراء میں ایک آدمی کو حکم دیا جاؤ یہ اعلان کر دو۔

ان من اکل فلیصم ومن
لم یأکل فلا یأکل
حسب نے کھایا ہوا ہے وہ
روزہ رکھ لے اور جس نے
نہیں کھایا وہ اب نہ کھائے
(البخاری)

دیگر لوگوں کی دلیل یہ روایت ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من لم یبیت الصیام
من اللیل فلا صیام لہ
حسب نے رات نیت نہ کی
اس کا روزہ نہیں۔
(النائی)

روایت کے بارے میں احناف کا موقف ہے کہ یہ مرفوع نہیں
بلکہ موقوف ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔
والصیح عن ابن عمر
موقوف
صحیح یہی ہے کہ یہ حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے

امام ترمذی کی رائے ہے
الموقوف اصح
اصح یہی ہے کہ یہ صحابی کا قول
ہے۔

امام نسائی کی تحقیق یہ ہے
الصواب عندی انه موقوف
ولم یصح رفعہ
(فقہ الصوم، ۲: ۵۱۰-۵۱۱)
میرے نزدیک درست یہی ہے کہ یہ
موقوف ہے اور اس کا قرآن نبوی ہوتا
صحیح نہیں۔

اگر اسے مرفوع تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ کامل روزہ وہ ہے جس کی نیت رات کو کر لی جائے امام بدرالدین عینی اخلاف کی طرف سے یہی بات یوں بیان کرتے ہیں۔

بعد التسليم بصحة وسلامة
عن الاضطراب بانه محمول
على نفى الفضيلة والكمال
لما في قوله صلى الله عليه وسلم
لا صلاة لجمارا المسجد الا في
المسجد

اگر اسے صحیح اور اضطراب سے
محفوظ مان ہی لیا جائے تو یہ نفی
فضیلت و کمال پر محمول ہوگی جیسا کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے
علاوہ نہیں ہوتی۔

(عمدة القاری ۱۰۱: ۳۰۶)

۲۷۔ سحری تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں سحری تناول فرماتے اور اسے
غدا مبارک (صبح کا بابرکت کھانا) قرار دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے سحری کے وقت فرمایا کھانے کے لیے کچھ لاؤ۔

فاتیتہ بتمر و افاء فیہ ماء میں نے آپ کی خدمت اقدس میں
کھجور اور پانی پیش کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انظر رجلاً یا کل معی دیکھو کوئی ہے جو میرے
ساتھ کھانے میں شریک ہو۔

میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں نے سوتناؤل کیے ہیں اور روزہ کی نیت کر چکا ہوں۔
آپ نے فرمایا ہم نے بھی تو روزہ رکھنا ہے، تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ سحری میں شریک ہوتے (النسائی، السحر بالسویق والتمر)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی سے ہے

تسخر نافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
سحری کیا کرتے تھے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سحری ہوتی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے۔

قربى الينا الغداء ہمارے لیے صبح کا بارکات

المبارک کھانا لاد

(النسائی، کتاب الصیام)

ایک صحابی سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
سحری کے وقت گیا۔

دخلت على النبي صلی اللہ علیہ وسلم وهو يتسحر
جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حجرہ میں داخل ہوا تو آپ
سحری فرما رہے تھے۔

فرمانے لگے۔

انا ببركة اعطاكم الله
ایاها فلا تدعوه
سحری سراپا برکت ہے اللہ تعالیٰ
نے خصوصاً یہ تمہیں عطا فرمائی ہے اسے
ترک نہ کیا کرو۔ (النسائی، فضل السحر)

حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
دعائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
کی سحری میں شرکت کی دعوت دیتے
ہوئے فرمایا اُدا بابرکت کھانے میں
الغداء المبارک
شریک ہو جاؤ۔

(مسند احمد، ۴: ۱۲۶)

۲۸۔ سحری کو غذا مبارک قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو صبح کا بابرکت کھانا قرار دیا جیسا کہ
بعض مذکورہ روایات میں ذکر ہوا۔

حضرت معدی کرب رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمیں سحری کھانے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فانہ هو الغداء المبارک کیونکہ یہ صبح کا بابرکت کھانا ہے
حضرت عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سحری میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے یہ
کلمات سنے۔

صلموا الی الغداء المبارک
صبح کے بابرکت کھانے میں آؤ
(الناس، تسمیۃ السحور، غداء)
شرکت کرو۔

۲۹۔ سحری کھجور سے فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کی طرح سحری بھی کھجور سے فرماتے اور وہ
بھی زیادہ نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ اکثر فقط دو کھجوریں اور پانی ہوتا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس جو سحری پیش کی جاتی تھی۔

ربما لم یکن الا تمہین وہ اکثر دو کھجوریں ہوا کرتیں تھیں
(مع الرسول فی رمضان، ۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں سحری کا بندوبست کرو۔
فاتیتہ تمہرا و انا فیہ تو میں نے کھجور اور ایک برتن میں ماء پانی لا کر پیش کیا۔

(النائی، السحور بالتمر)

۳۔ کھجور کو بہترین سحری قرار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ساتھ سحری کرنے کو بہترین سحری قرار دیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم السحور المؤمن التمر مؤمن کی بہترین سحری کھجور ہے
(البداء، ۲۳۴/۵)

امام طبرانی نے حضرت سائب بن یزید اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نعم السحور المؤمن التمر بہترین سحری کھجور ہے۔
(المعجم الکبیر، ۱۸۹ : ۱۸۳ : ۱۸۳)

کسی بھی شئی سے سحری کی جا سکتی ہے؛

باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے کسی شئی کو بھی مخصوص نہیں فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اراد ان يصوم فليستح
بشيئ
جو بھی روزے رکھنا چاہے وہ
کسی نہ کسی شئی سے سحری کر لے

(مسند احمد، ۳: ۳۶۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تسحروا ولو لبشرية
من ماء
سحری کرو خواہ پانی کا ایک
گھونٹ ہو۔

(الکامل لابن عدي، ۲: ۷۷۷)

امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق

سحری کو امت مسلمہ اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق قرار دیا، حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
فصل ما بين صيامنا وصيام
اهل الكتاب اكلة السحر
ہمارے روزے اور اہل کتاب کے
روزے کے درمیان سحری تناول
کرنے کا فرق ہے۔
(ترمذی، ابو داؤد)

۳۱۔ امت کو سحری کرنے کی تعلیم دی

اپنی امت کو رمضان المبارک میں سحری کرنے کی تعلیم دی تاکہ امت

مشقت میں نہ پڑے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تسحر وا فان فی السحور
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں
برکت ہے۔

(المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

السحور کلہ بحکۃ فلا تدعوه
سحری سراپا برکت ہے اسے
ترک نہ کیا کرو۔ (مسند احمد، ۳: ۱۲۰)

سحری کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں

مذکورہ روایت میں ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کرو
اگرچہ پانی کے گھونٹ پر ہو

فان اللہ وملائکته
یصلون علی المتسحرین
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے
سحری کرنے والوں پر رحمتیں نازل
کرتے ہیں۔ (مسند احمد، ۳: ۱۲۰)

۳۳۔ سحری میں برکت کی دعا فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی سحری میں برکت کی دعا بھی فرمائی،
امام حارثی نے ”الافراد“ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کی ہے
اللہم بارک لامتہ
اے اللہ میری امت کی سحری

فی سحر و سحرھا
میں برکت عطا فرما۔
اس کے بعد فرمایا سحری کیا کرو اگرچہ پانی کا گھونٹ ہو یا ایک کھجور
ہو یا زبیب کے رنے ہو کیونکہ سحری کرنے والوں کے لئے ملائکہ دعا
کرتے ہیں۔ (اتحاد اہل الاسلام، ۱۶۵)

۳۲۔ سحری کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے

سحری کے ساتھ ساتھ سحری کرنے والوں کو بھی اپنی مبارک دعا سے
نوازا، امام طبرانی نے حضرت ابو سبید رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی یہ دعا روایت کی ہے۔

اللھم صلی علی المتسحرین اے اللہ سحری کرنے والوں پر
(اتحاد ۱، ۱۶۶) اپنی رحمتوں کا نزول فرما۔

۳۳۔ سحری کے فوائد و حکمتیں بیان فرماتے

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کو سراپا برکت قرار دیا جیسا کہ اوپر بیان
ہوا واقعہ اس طعام سے بڑھ کر برکت والا طعام کون ہو سکتا ہے۔ جو
اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کا سبب بنے۔
۲۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی مخالفت قرار دیا جیسا کہ
بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ یہ روزہ رکھتے ہی معاون ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
استعینوا بطعام السحر علی سحری کے کھانے سے دن کے
صیام النهار وبقیلولة روزہ پر اور رات کے قیام پر

النهار علی قیام اللیل
(ابن ماجہ، المستدرک، ۱: ۴۳۵)

۳۵ سحری میں تاخیر فرماتے

سحری تناول فرمانے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اس میں خوب تاخیر سے کام لیتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیا کی جماعت ہیں۔

امرتا ان تؤخر سحورنا
(المسنن الکبری، کتاب الصیام) گہیں سحری میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی۔ پھر دونوں نماز فجر کے لیے نکلے راوی حدیث نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا وقت تھا؟ تو انہوں نے فرمایا

قدس ما یقترأ الانسان
خمسین آية
اتنے وقت میں آدمی قرآن کی پچاس آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔

(بخاری باب وقت الفجر)

دوسری روایت میں سحری اور اذان کے درمیان اتنا وقت بیان ہوا ہے (البخاری، کتاب الصیوم)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کرنے کا شرف حاصل تھا ان سے عرض کیا گیا۔

اعساعة تسمرات مع آپ نے کونسے وقت میں

لہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سحری کی؟

تو انہوں نے فرمایا۔

هوالتہار الان الشمس
خوب روشنی ہو چکی تھی البتہ
لم تطلع سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔

(النائی)

یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کی تھی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اپنے گھر سحری کرتا

ثم تكون سرعۃ ات
پھر بڑی جلدی سے رسول اللہ
ادراك السجود مع رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حاضر ہو جاتا۔
(بخاری کتاب الصوم)

بخاری کی ہی دوسری روایت کے الفاظ ہیں میں سحری کرتا۔

ثم يكون سرعۃ فی ان ادرك
اور پھر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
صلاة الفجر مع رسول اللہ
کے ساتھ نماز فجر ادا کرنے کے لیے
(بخاری، کتاب موافیت الصلوة) حاضر ہو جاتا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اقدس میں نماز فجر کی اطلاع کے لیے حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا روزہ رکھنے کا ارادہ تھا۔

قد عاب قدح فشرب و
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
سقانی ثم خرج الی
پیالہ منگوا یا اس سے خود بھی پیا

اور مجھے بھی پلایا اس کے بعد
نماز کے لئے مسجد کی طرف تشریف
لائے۔

المسجد للصلاة
(مسند احمد)

اگر بلال نہ ہوتے

مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت
بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو
آپ سحری فرما رہے تھے حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز
آپ نے سحری جاری رکھی دوبارہ حاضر ہوئے تو ابھی سحری فرما رہے
تھے سہ بارہ عرض کیا یا رسول اللہ

قد والله اصبعت
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بلال پر رحم فرمائے۔
لولا بلال لوجونا ان
یرخص لنا حتی تطلع الشمس
(ہذا اصام رسول اللہ ۵۸۴)
اللہ کی قسم صبح ہو گئی ہے۔
اگر بلال نہ ہوتے تو امید تھی
بہیں طلوع آفتاب تک سحری
کی اجازت مل جاتی۔

ان روایات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری طلوع
فجر کے بالکل قریب فرمایا کرتے۔
شیخ ابن ابی جمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری اور اس میں تاخیر کی
حکمت یوں تحریر کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ينظر ما هو الا
رفق بالله فيفعله لانه
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت پر شفقت فرما ہوتے ایسے
کیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْلَمْ يَتَسَمَّ لَ تَبِعُوهُ فُشَق
عَلَى بَعْضِهِمْ وَلَوْ تَسَمَّ فِي
حَيَاتِ اللَّيْلِ لَشَقَّ أَيْضًا
عَلَى بَعْضِهِمْ مَن يَغْلِبُ
عَلَيْهِ النَّوْمُ فَقَدْ لَيْقَضِي
إِلَى تَرْكِ الصَّبْرِ أَوْ يَحْتَاجُ

سحری نہ فرماتے تو لوگ آپ کی
اتباع کرتے تو بعض پر یہ
شاق ہو جاتا اور اگر سحری نصف
رات میں فرماتے ان لوگوں پر شاق
ہو جاتا جن پر نیند غالب آ جاتی
تو اس سے یا تو نماز صبح کا ترک

إِلَى الْمَجَاهِدَةِ بِالسَّهْرِ
لَا زَمَّ آتَا يَا زِيَادَةُ دِيرٍ بَعِيدٍ أَوْ رَهْنًا بِطَرَا.

یعنی سحری میں تاخیر کا اہم فائدہ یہ ہے کہ روزہ دار کو نماز صبح کی ادائیگی
میں آسانی ہو اگر طلوع فجر سے کافی دیر پہلے سحری کر لی جائے تو نیند کے
غلبہ کی وجہ سے نماز رہ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم عطا فرمائی کہ طلوع فجر کے قریب سحری
کھاؤ اور پھر سونے کے بجائے نماز کے لیے مسجد چلے جاؤ اور نماز باجماعت
ادا کرو

اُمم مساجد سے درخواست

اسی لیے اُمم مساجد سے درخواست ہے وہ بھی رمضان المبارک میں
جماعت کا وقت ایسا رکھیں کہ لوگوں کو جماعت کے لیے زیادہ انتظار
نہ کرنا پڑے مثلاً سحری کے بعد پندرہ یا بیس منٹ کے وقفہ کے بعد جماعت
کروا دی جائے، اگر نماز میں زیادہ تاخیر کر دی جائے گی تو ممکن ہے بعض
نمازی نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت سے محروم ہو جائیں گے بلکہ ہو
سکتا ہے نماز ہی رہ جائے اس لئے حکمت یہی ہے کہ سحری اور نماز کے
درمیان وقفہ کم از کم سے رکھا جائے۔

۳۰۔ امت کو بھی سحری میں تاخیر کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی رمضان میں سحری، کو موخر کرنے کا حکم دیا تاکہ انہیں خوب آسانی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یکروا بالافطار واخروا افطار میں جلدی اور سحری میں
المسحور۔ تاخیر کیا کرو

(الکامل لابن عدی، ۶: ۲۳۲۳)

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تسحروا من آخر الليل سحری رات کے آخری حصہ میں کیا کرو
(مجمع الزوائد، ۳: ۱۵۱)

امت خیر پر رہے گی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی۔

مااخروا المسحور وعجلوا حبیب تک وہ سحری میں تاخیر سے
الافطار اور افطار میں جلدی سے کام لے

گی۔

(مسند احمد)

۳۷۔ روزہ کے آداب بیان فرماتے

ہر عبادت کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان کو پیش نظر رکھ کر اس عبادت کو سمجھایا جائے تو اس کے ثمرات ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے آداب بھی بیان فرمائے تاکہ امت حالت روزہ میں ان کا خصوصی خیال رکھے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

الصيام جنة مالم
يخرقها
روزہ آدمی کے لئے جنت کا کام
دیتا ہے بشرطیکہ وہ اسے پھاڑ نہ
ڈالے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تو عرض کیا گیا۔

ولم يخرقه ؟
ارشاد فرمایا۔

بكذب او غيبة
جھوٹ یا غیبت کے ساتھ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

زبان اور تمام اعضا کو محارم سے روک لیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ بُری بات کرے اور نہ غلط کام کرے اگر اس سے کوئی لڑے یا اسے کوئی گالی دے تو وہ کہے

انی صائم میں حالت روزہ میں ہوں۔

والمسلم، کتاب الصیام،

امام حاکم اور بیہقی نے انہی سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ محض کھانے پینے کا نام ہی نہیں۔

انما الصیام من

اللعو والرفث روزہ تو لغویات اور بری باتوں سے بچنے کا نام ہے۔

(السنن الکبریٰ، ۴/۲۰۰)

محض کھانا پینا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

من لم یصم جوارحه جس کے اعضا حرام کاموں سے

عن محارمی فلا حاجة نہیں رکھتے اس کا میری خاطر نہ

ان یدع طعامه وشرابه کھاتے اور نہ پینے کی کوئی ضرورت

من اجلی نہیں۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱/۱۵۵)

امام نسائی نے حضرت ابوسہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الصائم اذا لم یدع روزہ دار اگر چھوٹ اور غلط عمل

قول الزور والحل بہ ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو

فلیس لله حاجة فی ان یہ حاجت نہیں کہ وہ محض کھانا

یدع طعامه وشرابه اور پینا ترک کر دے۔

زبان کو غیبت سے محفوظ رکھا جائے

جس طرح زبان کو جھوٹ اور فحش کلامی سے بچانا ضروری ہے اسی طرح اسے غیبت سے محفوظ رکھنا بھی نہایت ہی لازم ہے، قرآن نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا قرار دیا ہے۔

محدث ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے خادم رسول حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، دو خواتین نے روزہ رکھا ان کے بارے میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ان پر پیاس کی وجہ سے روزہ اس قدر مشکل ہو گیا ہے کہ قریب ہے وہ ہلاک ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ، جب وہ آگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پیالے لانے کا حکم فرمایا، انہیں ایک ایک پیالہ دیا اور فرمایا اس میں قہی کرو، جب انہوں نے قہی کی تو ان کے اندر سے خون، پیپ اور گوشت کے ٹوٹے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں نے حلال پر روزہ رکھا مگر حرام کے ساتھ افطار کیا۔

ان دونوں نے بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھا یا یعنی لوگوں کی غیبت کی ہے۔

جلست احدا ہما الی
الآخری فجعلتا قائلان
من لحوم الناس

دوسری روایت میں فرمایا۔

مجھے قسم اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ان کے بطن

والذی نفسی بیدہ
لو بقیتا فی بطونہما
لا کلتہما الناس

(غایۃ الاحسان، ۳۸) میں یہ باقی رہتا تو انہیں آگ جلاتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے دو آدمیوں نے ظہر و عصر کی نماز ادا کی وہ حالت روزہ میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا دھنوا اور نماز لوٹاؤ اپنے روزہ کو جاری رکھو مگر اس کی جگہ ایک روزہ بطور قضا رکھو انہوں نے عرض کیا

لم یارسول اللہ ؟ اس کی وجہ کیا ہے ؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اغتبتم فلائنا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے

کان، آنکھ اور زبان کا روزہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ رکھو تو

فلیصم سمعک وبصرک تمہارے کان، آنکھیں اور
ولسانک عن الکذب زبان جھوٹ اور گناہ سے
والمأثم ودع اذی رک جائیں۔
الخادم

(غایۃ الاحسان، ۳۸)

کچھ ائمہ نے ان ارشادات عالیہ کی بنا پر فرمایا ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے امام اوداعی اور امام ابراہیم تحفی (امام اعظم کے استاذ) کا یہی قول ہے، جمہور علما کی رائے یہ ہے اس سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں ہے مگر

تبطل ثواب الصوم و
تذهب فائدته
المرتبة عليه من
قبول الدعاء وغفران
الذنوب

روزہ کا ثواب اور اس پر
متربت ثمر مثلاً قبولیت
دعا اور گناہوں پر مغفرت ختم
ہو جاتا ہے۔

(غایۃ الاحسان، ۳۸)

حضرت ابوہریرہ اور انکے شاگردوں کا معمول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور انکے تلامذہ کا یہ معمول ملتا ہے کہ وہ حالت
روزہ میں کوشش کرتے کام کا رخ سے فارغ ہو کر مسجد میں چلے جائیں۔
ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے
نظہر صیامنا
ہم اپنے روزہ کو پاکیزہ رکھنا
چاہتے ہیں۔

انہی احادیث اور اقوال صحابہ کے پیش نظر شیخ علیہ رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں کہ روزہ
کو چاہئے

ان لیصوم. بجمع جوارحه
ببشرقہ و بعینہ و بلسانہ
وبقلبہ فلا یفتب
ولا یشتم ولا ینحاصم
ولا یکذب ولا لیغنی تمانہ
بانشاد الاشعار وروایۃ
الاسماء والمضجکات والثناء

کہ اپنے تمام اعضاء، جسم،
آنکھ، زباں اور دل کے ساتھ
روزہ رکھے غیبت نہ کرے
گالی نہ دے، کسی سے نہ جھگڑے
نہ غلط بیانی کرے اپنا وقت
غلط اشعار اور قصوں میں ضائع
نہ کرے، غیر مستحق کی تعریف

علی من لا یستحق والمدح
والذم لغير حق و بیده
فلا یجدها الی باطل و
برجله فلا یمشی بها
الی باطل و بجمع قوی
بدنه فلا یستعملها
فی باطل
نہ کرے بغیر حق کسی کی مدح
و ذم نہ کرے، ناجائز کام
کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے
نہ پاؤں سے اس طرف
چلے اپنے بدن کی تمام
قوتوں کو کسی ناجائز کام میں
استعمال نہ کرے۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۱۷۷)

۳۸۔ سفر میں روزہ اور افطار کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جس طرح دیگر مہینوں میں اسلام کو پھیلانے کے لئے جدوجہد جاری رکھتے رمضان المبارک میں اس سے بڑھ کر محنت کرتے یہ نہیں کہ رمضان ہے اس میں ہم جہاد پر نہیں جاتیں گے بلکہ حیب بھی ضرورت پیش آئی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین اہم سفر فرمائے۔

۱۔ دوسری ہجری میں غزوہ بدر کے لئے

۲۔ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے لئے۔

۳۔ نو ہجری کو غزوہ تبوک کے لیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت سفر میں روزہ رکھنا بھی ثابت اور چھوڑنا بھی ثابت ہے، لیکن اوقات رکھ کر چھوڑنا بھی ثابت ہے

یعنی حسب حال و ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھایا
چھوڑا۔

سفر میں روزہ کا معمول

حضرت ابو دروداء رضی اللہ عنہ نے ہمیں ہم ایک دفعہ سخت گرم موسم میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے حتیٰ کہ ہر آدمی گرمی سے اپنے سر کو
ڈھانپ رہا تھا۔

وما قینا صائم الا ما کان
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
واین رواحد
ہم میں سوائے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہ کے کسی نے
روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔
(بخاری و مسلم)

۳۹۔ سفر میں روزہ کی اجازت دی

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی
اللہ عنہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا۔

الصوم فی السفر ؟
کیا میں حالت سفر میں روزہ
رکھ سکتا ہوں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان شئت فصم وان
شئت فافطر
تمہاری مرضی چاہو روزہ رکھو
چاہو ترک کر دو۔
(بخاری و مسلم)

۴۰۔ ابتداء روزہ بعد میں افطار

بعض اوقات ایسے بھی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء روزہ رکھا، دورانِ سفر اگر تکلیف و ضرورت محسوس ہوتی تو روزہ افطار فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لئے سفر فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار افراد تھے۔ تمام کے تمام حالت روزہ میں تھے جب مقام عفان پر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ لوگ روزہ کی وجہ سے پریشان ہیں تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوا کر اسے بلند فرمایا حتیٰ کہ اسے تمام لوگوں نے دیکھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرما کر روزہ ختم کر دیا، بعد میں عرض کیا اب بھی کچھ لوگ روزہ میں ہیں تو فرمایا وہ عاصی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سفر فرمایا جب مقام عفان پر پہنچے۔
دعا یا ناہ من ماء شرب
نہاراً لیواہ الناس قاطر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں
پانی منگوا کر پیا تا کہ لوگ دیکھ
کر روزہ چھوڑ دیں۔
(البخاری)

۴۱۔ کوئی کسی پر طعن نہ کرتا

بعض اوقات دورانِ سفر کچھ صحابہ حالت روزہ میں اور کچھ حالتِ افطار میں ہوتے دونوں عمل جائز ہونے کی بنا پر کوئی کسی پر طعن نہ کرتا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا۔
ولا یعیب بعضہم لیکن کسی نے کسی پر طعن
علی بعض نہ کیا۔

دوسری روایت میں کہتے ہیں صحابہ کی رائے یہ تھی۔

ان ومن وجد قوة تصام جس میں قوت و طاقت وہ
فان ذلك حسن ویرون روزہ رکھ لے اور یہ اس کے
ان من وجد منعاً فافطر لئے بہتر ہے اور جس کے اندر
فان ذلك حسن (المسلم) کمزوری و منع ہے۔ وہ
روزہ چھوڑ دے اس کے لئے
یہی بہتر ہے۔

آج روزہ نہ رکھنے والے بازی لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سفر میں تھے، جو روزہ دار تھے وہ تمام کے تمام تھکاوٹ کی وجہ سے
لیٹ گئے۔

قام المفطرون ففطروا روزہ چھوڑنے والے اٹھے
الابیئة وسقوا الרכاب انہوں نے خیمے لگائے اور اونچائیوں
کو پانی پلایا۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ذهب المفطرون اليوم آج اجر و ثواب روزہ چھوڑنے
والے لے گئے۔
بالاجر (بخاری و مسلم)

اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

اگر روزہ کی وجہ سے حالت سفر میں انسان ٹڈیال ہو جائے یا دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے افطار ضروری ہو تو اس حال میں روزہ رکھنا نیکی نہیں حضرت کعب بن عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں تھے، ایک شخص درخت کے سایہ میں لیٹ گیا اور وہ سخت تکلیف میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

ما صاحبکوا یجمع بہ؟ تمہارے ساتھی کو کیا تکلیف ہے؟

عزمن کیا یا رسول اللہ تکلیف تو کوئی نہیں۔

ولکنہ صائم وقد اشتد یہ حالت روزہ میں ہے اور گرمی

علیہ المہر شدید ہے۔

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من الیوم تصوموا فی السفر علیکم بربخصة اللہ التي رخص لکم۔
سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں تم پر وہ رخصت لازم ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

رقعہ الصوم، ۲: ۶۵۸

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ایک آدمی کے ارد گرد لوگوں کو جمع ہوئے دیکھ کر پوچھا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا اس روزہ رکھا ہوا ہے اور تکلیف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس من الیوم الصوم فی السفر حالت سفر میں روزہ نیکی نہیں ہے

(مسند احمد، ۳: ۲۹۹)

۴۲۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت

اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو افطار بہتر ہے تاکہ میں کمزوری کی وجہ سے پریشانی لاحق نہ ہو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا تو ہم حالتِ روزہ میں تھے، ہم ایک جگہ اتارے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم قدرا فوتم من عدوكم تم دشمن کے قریب آگئے ہوں
والفطر اقوی لکم لہذا افطار تمہاری توانائی کے لیے

بہتر ہے۔

اس میں رحمت تھی خواہ کوئی روزہ رکھے یا ترک کرے، آگے ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انکم مصبوا عدوكم تم صبح دشمن سے مقابلہ کرنے
والفطر اقوی قافطروا ولے ہو اور افطار طاقت و قوت

کا سبب ہے لہذا تم آج روزہ نہ رکھو۔

(المسلم)

اس کے بعد سب نے روزہ نہ رکھا۔

۴۳۔ نسیاناً کھاپی لینے کا حکم

اگر کوئی آدمی حالتِ روزہ میں بھول کر کھاپی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حالتِ روزہ میں بھول کر کھایا وہ روزہ مکمل کرے اس

کا روزہ ٹوٹا نہیں۔

فانما اطعمہ اللہ وسقاه

اسے یہ اللہ تعالیٰ نے کھلایا

پلایا ہے

(بخاری و مسلم)

۲۔ دارقطنی میں انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لیتا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں۔

فانما هو رزق ساقہ اللہ

اسے یہ رزق اللہ تعالیٰ

پہنچایا ہے۔

الیہ

امام دارقطنی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا

داستادہ صحیح اس کی سند صحیح ہے۔

دارقطنی کی دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فلا قضاء علیہ ولا كفارة

اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ

(سنن دارقطنی)

حضرت ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت اقدس میں حاضر تھی، وہاں میں اور حضرت ذوالبیدین نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کرنا شروع کیا آپ نے مجھے پر

عنایت کرتے ہوئے فرمایا اے ام اسحاق

اصیبی من هذا ؛ اس سے گوشت حاصل کرو۔

اس وقت مجھے روزہ یاد آگیا میرا ہاتھ وہیں رک گیا نہ آگے کوں نہ

پیچھے فرمایا کیا ہوا ؛ عرض کیا۔

كنت صائمة فنسيت

میں تو روزہ دار تھی بھول گئی

حضرت ذوالبیدین رضی اللہ عنہ کہنے لگے

الان بعد ما شجعت ؛ اب میرے ہونے کے بعد ؛

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اتمی صوم فانتہا هو رزق اپنے روزے کو مکمل کر لو یہ رزق
سابقہ اللہ الیل
(مجمع الزوائد بحوالہ مسند احمد)

۴۴۔ عید اُروزہ توڑنے پر کفارہ

اگر کوئی آدمی رمضان کا روزہ جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے توڑ دے
تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے وہ غلام آزاد کرے (آج یہ صورت باقی
نہیں رہی) ساٹھ روزے مسلسل رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک
و برباد ہو گیا ہوں فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے رمضان المبارک میں حالت
روزہ میں بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کرو عرض کیا اس کی طاقت
نہیں فرمایا ساٹھ روزے مسلسل رکھو عرض کیا اس کی طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مساکین
کو کھانا کھلانے کی طاقت ہے عرض کیا آقا یہ طاقت بھی نہیں۔ وہاں بیٹھ گیا اتنے
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوریں کاٹ کر لایا گیا جس میں
پندرہ صاع کھجور تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں لے جاؤ۔
تصدق بہذا اور مساکین پر صدقہ کر دو۔

اس پر عرض کرنے لگا کیا کوئی ہم سے بھی زیادہ محتاج ہے؟
فہا بیت لا بیتھا اہل بیت اہل بیت
ان دو پہاڑوں کے درمیان ہم سے کوئی غریب نہیں۔
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک دماغیں

ظاہر ہوئیں فرمایا

اذھب فاطمہ اھلک جاؤ اپنے تھیل ہی کو کھلا دو
(بخاری و مسلم)

ابن ماجہ میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔

وصم یوما مکانشہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لو
(ابن ماجہ، باب ماجاء فی کفارة من اضر)

البدن او دمی ساتھ استغفار کا بھی اضافہ ہے۔

صم یوما واستغفر اللہ ایک روزہ رکھ لو اور اللہ تعالیٰ

(البدن او دمی، کفارة من اتی اھلہ فی رمضان) سے معافی مانگ لو

حافظ ابن حجر عسقلانی اس اضافہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

قلت وقد ورد الامر يا	ابو اویس، عبد الجبار اور ہشام
لقضاء فی هذا الحدیث	بن سعد تمام نے امام زہری
فی روايته انی اولیس	سے اس حدیث میں یہ بھی
وعبد الجبار وهشام بن	روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ
سعد کلهم عن الزهري	علیہ وسلم نے اس صحابی ایک
واخر حید البیهقی من طریق	روزہ بطور قضاء رکھنے کا حکم
ابراھیم بن سعد عن الیث	دیا، اسے امام بیہقی نے ابوہم
عن الزهري وحديث ابراهيم	بن سعد انہوں نے لیث سے
بن سعد فی الصحيح عن الزهري	انہوں نے زہری سے روایت
نفسه بغير هذا الزيادة وحديث	کیا ہے، ابراہیم بن سعد سے
اللیث عن الزهري فی	صحیح میں خود زہری سے اس
الصحيحين بدوتها وقت	اضافہ کے بغیر ہے اسی طرح

بخاری و مسلم میں لیث کے
حوالے سے بھی زہری سے بغیر افتاء

الزیادة ایضاً فی مرسل
سعید بن المسیب و نافع

کے مروی ہے لیکن سعید بن
مسیب، نافع بن جبیر، حسن، محمد
بن کعب سے مرسل میں اضافہ ہے
ان تمام طرق کو سامنے رکھ کر سمجھ
آتی ہے کہ اس اضافہ کی اصل ہے

بن حبیب والحسن ومحمد
بن کعب وبمجموع هذه
الطرق تعرف ان لهذه النیابة
اصلاً
فتح الباری، ۴، ۱۳۹

۴۵ قضا کے احکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اگر مرض یا سفر کی وجہ سے رمضان المبارک میں

روزہ نہ رکھا جاسکا ہو
تو اس کی جگہ دیگر ایام میں روزہ
رکھ لیا جائے۔
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ أُخَرَ
(البقرة)

یعنی جس قدر روزے رہ جائیں ان کی قضا فرض و لازم ہے، حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
جب تک قضا روزہ کو ادا نہ کر لیا جائے باقی روزے بھی مقبول نہیں ہوتے

من ادرك رمضان وعليه
من رمضان شيء لم يفتنه
فانه لا يقبل منه حتى
يصومه
جس نے رمضان پایا اور اس
پر رمضان کی قضا تھی تو روزہ
قضا کرنے تک اسکی کوئی شئی
مقبول نہ ہوگی۔

(مجمع الزوائد، ۴، ۱۴۹)

۴۶ قضا کا طریقہ

روزے کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ مسلسل روزہ رکھا جائے بلکہ کچھ دن چھوڑ کر بھی قضا جائز ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قضاء رمضان ان شاء
رمضان کی قضا میں اجازت
فرق دان شاء تابع
ہے خواہ اسے مسلسل قضا کر لیا
(سنن الدارقطنی)
جائے یا متفرق طور پر

اس روایت کو ابن جوزی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(الصیام ورمضان، ۲۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا قضا رمضان کے لیے مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہوتا ہے یا دوہیان میں وقفہ بھی کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض ہو تم ایک یا دو دو درہم سے اس کی ادائیگی کرو تو کیا قرض ادا نہیں ہو جائے گا عرض کیا گیا وہ ادا ہو جائے گا فرمایا۔

واللہ احق ان یعفوہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عفو

درگزر فرماتے والے ہیں۔

امام دارقطنی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں

واسنادہ حسن الاثر اس کی سند حسن ہے البتہ

روایت مرسل ہے۔

مرسل

(سنن الدارقطنی)

عمر بھر میں قضا

بہتر تو یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے روزہ کی قضا کر لی جائے۔ لیکن عمر بھر میں جب بھی قضا کر لئے جائیں قضا ہو جائیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہمارے جو روزے ایام مخصوصہ کی وجہ سے قضا ہو جاتے

فما استطیع ان اقصیہ
الا فی شعبان
ہم ان کی قضا شعبان میں کیا
کرتی تھیں۔

(البخاری)

۴۷۔ عشرہ ذوالحجہ میں قضا کا معمول

احادیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول ملتا ہے اگر سفر وغیرہ کی وجہ سے روزہ رہ جاتا تو اس کی قضا عشرہ ذوالحجہ میں فرماتے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

اذا فاتتہ شی من رمضان رمضان کا جو روزہ رہ جاتا

قضاہ فی عشر ذی الحجۃ اس کی قضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(الطبرانی بحوالہ کذا اصنام، ۱۴۵) ذوالحجہ کے عشرہ میں فرماتے۔

۴۸۔ میت کی طرہ سے قریہ

مگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزوں کی قضا ہو تو اس کے

۹۳

درثا کے لئے بہتر ہے وہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کریں بشرطیکہ وہ طاقت رکھتے ہوں بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من مات وعليه صيام مام

جب فوت ہونے والے پر روزے

ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف

عندہ ولیہ

سے روزہ رکھے

مسند بزار میں ہے

فليصم عنه وليه ان شاء ولی اگر چاہے تو روزہ رکھ سکتا

ہے۔

مجمع الزوائد میں اس روایت کے بارے میں ہے۔

اس کی سند حسن ہے۔

واسنادہ حسن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میں ان کی طرف سے قضا کر سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا

کیا تم ادا نہ کرتے؟

لوکان علی المل دین

اکت قاضیۃ عنہا؟

عرض کیا ہاں فرمایا

اللہ تعالیٰ کا دین ادائیگی کے

زیادہ حق دار ہے

فدين الله احق ات

يقضی

(بخاری و مسلم)

باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ولی روزہ رکھے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ ادا کرے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا

بیان ہے

لا تصوموا موتا کموا طعموا
اپنی اموات کی طرف سے روزہ
نہ رکھو بلکہ ان کی طرف سے سائیں
کو کھلاؤ
عنہم

اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔
لا یصل احد عن احد
کوئی دوسرے کی طرف سے نماز
ولا یصم احد عن احد
نہ پڑھے نہ کوئی دوسرے کی
طرف سے روزہ رکھے۔

امام نسائی نے اسے سند صحیح سے روایت کیا ہے
مذکورہ دونوں حضرات متعلقہ مسئلہ کے بارے میں ارشادات نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی ہیں اور انہوں نے احادیث کا معنی خود متعین
کر دیا کہ ولی روزہ نہ رکھے بلکہ فدیہ ادا کرے۔

امام بدرالدین عینی رقمطراز ہیں
وقد اجمعوا علی انہ
لا یصلی احد عن احد
فکذلک الصوم لان کلا
منہما عبادة بدنية
اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ
کوئی دوسرے کی طرف سے
نماز نہ پڑھے اسی طرح روزہ
کا معاملہ ہے کیونکہ دونوں ہی
ہی عبادت بدنیہ ہیں

آگے چل کر شیخ ابن قسار کے حوالے سے لکھتے ہیں
لو حازان یصوم احد عن
احد فی الصوم لبحاذان
اگر دوسرے کی طرف سے
روزہ رکھنا جائز ہوتا تو لوگوں

یصلی الناس عن الناس
(عمدة القاری ۱۱: ۶۰)

کا ایک دوسری طرف سے
تمام ادا کرنا بھی درست ہوتا۔

کچھ دیگر احادیث

مذکورہ احادیث میں جس طرح آیا ہے کہ فوت ہونے والے کے روزوں کا قریہ دینے سے میت کو فائدہ ہوتا ہے اسی طرح حج کے بارے میں بھی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا عرض کی میرے والد فوت ہو گئے ہیں ان پر حج فرض تھا کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے؟ عرض کیا ہاں ضرور کرتا فرمایا۔

فاحج عن ابیل
(النسائی)

تو اپنے والد کی طرف سے
حج کرو۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی وہ فوت ہو گئی ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں فرمایا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا کیا تم ادا کرتے؟

عرض کیا ہاں ضرور کرتے فرمایا

اقضوا اللہ فائدہ حق
بالوفاء

اللہ کا قرض بھی ادا کرو اللہ
تعالیٰ تو ادائیگی کا زیادہ مقدار

ہے۔

د البخاری

مذکورہ احادیث اور ایصالِ ثواب

یہ تمام احادیث صحیحہ واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں میت کے لیے ایصالِ ثواب جائز ہے، شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی استاذ جامعہ ام القریٰ مکہ المکرمہ اسی مسئلہ پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے کسی کی نیکی کی طرف رہنمائی کی جتنے لوگ وہ نیکی بجالائیں اسے اس پر ثواب ہوگا اور ان کے عمل میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے برائی کی دعوت دی، اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں کی تعداد اسے گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ مخالفین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے ذہن میں اللہ

تعالیٰ کے مقدس فرمان

فَإِنَّ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
انسان کے لئے وہ ہی کچھ ہے جو اس نے کمایا

کا معنی یہ سمایا ہوا ہے کہ انسان کو فقط اپنے عمل کا ہی صلہ مل سکتا ہے کسی غیر کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

مع ان صرف الجحرفی للانسان	حالانکہ للانسان میں صرف جحرفی
تدل علی الاستحقاق او الملك	استحقاق یا ملکیت پر دل ہے اور
ونفی الاستحقاق او الملك لا	استحقاق یا ملکیت کی نفی اللہ تعالیٰ
ليستلزم نفی الوصول لفعل	کے فضل سے ایصال کی نفی کو مستلزم
الله، فاذا جاءت الا دولة	نہیں جب دوسرے دلائل اللہ
الاضری المثبته بفضل الله	کے فضل کو ثابت کر رہے ہیں یہ

اولیٰ تاذن بان یعمل
الانسان العمل الصالح لغيره
فلا یصح رقصتها او تاویلها
ولی اعتنا قها عن ميسرها
بل یجب التبصر والتروی
حتى یصل الانسان الى الفهم
الصحيح فیجمع بین الأدلة
ویوحده کلاً وفق دلالة
الصحيحة

وہ دلائل جو واضح کر رہے ہیں
کہ انسان دوسرے کے لیے عمل
صالح کر سکتا ہے اب انہیں ترک
کرنا یا ان کی تاویل کرنا ان سے
منہ موڑنے کے مترادف ہے
بلکہ ان کو مشعل بنانا چاہیے تاکہ
فہم صحیح تک پہنچا جاسکے اور
تمام دلائل پر قطع پیرا کی جا
سکے۔

باقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ
اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا گیا
وہ نیک اولاد جو دعا کرے،
اس کا مفہوم فقط اتنا ہے کہ جب ان تین اعمال میں سے وہ عمل
نہ ہوگا تو اس پر فوت ہوتے والا ثواب داجر پر ایسا استحقاق نہ ہوگا کہ وہ
حق مطالبہ رکھتا ہو۔

لکن لا یبیین انة ینقطع
عنه فضل الله لیسبب آخر
كدعاء المؤمنین له وشفاعۃ
من یأذن الله لهیم
بالشفاعة ولا یبیین انة

لیکن اس میں یہ بیان نہیں
ہے کہ کسی اور سبب سے
اسے اللہ تعالیٰ کا فضل
نصیب نہیں ہو سکتا مثلاً
اہل ایمان کی دعا، اللہ کی

ينقطع عنه اجر عمل طرقت سے شفیع کی شفاعت
المؤمنين له اذا قبله اور اس میں یہ بیان ہے کہ میت کی
الله وتفصل عليه بثوابه خاطر کیا جائے والا اہل ایمان کا عمل منقطع
فليس في الحديث ما يدل ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما
على هذا منطوقاً ولا مضموناً کہ اس کا ثواب عنایت فرما دے حدیث
ولا لزوماً على تقدير الجحد میں اس پر ہرگز دلالت نہیں نہ لفظاً
اللازم نہ مضموناً اور نہ لزوماً۔

(الصيام ورمضان، ۲۷۲-۲۷۵)

۹۔ غروب آفتاب دیکھنے کا انتظام

روزہ افطار کا مدار چونکہ غروب آفتاب پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد

گرامی ہے۔

روزے کو رات تک پورا کرو۔

اتِمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ

رات کی ابتدا غروب آفتاب ہی سے ہوتی ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ایسی جگہ تشریف فرما ہوتے جہاں سے سورج دکھائی دیتا تو قبہا ورنہ کسی آدمی

کو بلند جگہ پہنچھڑے ہو کر غروب آفتاب کو دیکھنے کا حکم دیتے، جب وہ آدمی

سورج کے غروب ہونے کی اطلاع دیتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار

فرماتے۔

حضرت ابو ورواء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب حالت روزہ میں ہوتے تو کسی

اذا كان مناهما امر رجلاً

شخص کو بلند جگہ چڑھ کر سورج غروب

ان يقوم على نشأ من الارض

ہونے کے دیکھنے کا حکم دیتے جب وہ غروب

فاذا قال قد وجبت الشمس

افطر
کی اطلاع دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
(المجمع الزوائد بحوالہ طبرانی، ۳: ۱۵۵) افطاری فرماتے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ہیں
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار
اذا کان صائماً امر رجلاً ان ی
علی نشر فاذا قال غابت الشمس
افطر
المستدرک، کتاب الصوم)

۵۰۔ ایک مرتبہ روزہ قضا کرنا پڑا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایسا بھی ہوا، ایک دن اسقدر
بادل چھلٹے کہ غالب گمان ہوا کہ سورج غروب ہو گیا ہے لوگوں نے افطاری
کر لی کچھ ہی دیر بعد بادل بٹھا تو دیکھا دن ابھی باقی تھا تو وہ روزہ قضا کیا گیا۔
حضرت اسماعیل بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان
کیا ہے۔

افطرنایوما فی رمضان فی
نعم فی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم
طلعت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات
میں ہم نے رمضان المبارک میں بادل
کے دن روزہ افطار کر لیا تو پھر سورج
سامنے آگیا۔

(ابو داؤد، باب الفطر قبل غروب الشمس)

۵۱۔ قبل از وقت افطاری پر سزا

تو سورج کا یقینی طور پر ڈوب جانا افطار کے لئے ضروری ہے اگر کوئی

شخص اس سے پہلے افطار کرتا ہے تو اس کا روزہ ہی نہ ہوگا اور وہ سخت سزا و عذاب پائے گا، امام ابن خزمیہ اور ابن حبان نے حضرت ابوالعامرہ بابلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا عطا میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے اٹھا کر ایک پہاڑ پر لے گئے (اس تفصیلی حدیث کا ایک حصہ یہ ہے) پھر مجھے آگے لے گئے۔

فاذا انا يقوم معلقين	تو وہاں ایک قوم کو الٹا لٹکایا
بعراقية هم مشقة اشدا	گیا تھا اور ان کی بات چیتوں کو چیرا
قهر وما قال قلت من	جابر کا تھا جن سے خون بہہ رہا تھا
هولاء قال الذين يفظون	فرمایا میں نے پوچھا یہ کون لوگ
رمضان قبل تحلة صومهم	ہیں؟ بتایا گیا، یہ رمضان کا روزہ
(صحیح ابن خزمیہ، حدیث ۱۹۸۶)	وقت آنے سے پہلے ہی افطار کر لیتے تھے۔

یہی وجہ ہے اگر سورج دکھائی نہ دے رہا ہو تا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اونچی جگہ چڑھ کر اسے دیکھنے کا حکم فرماتے جب وہ شخص آگاہ کرتا کہ سورج ڈوب گیا ہے تو پھر آپ افطاری فرماتے۔

۵۲۔ افطاری میں تعجیل فرماتے

جب سورج ڈوب جائے لایقین ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی تاخیر کے روزہ افطار فرما لیتے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رمضان میں ہم ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

جب سورج ڈوب گیا تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا (سواری ردو کرو)

انزل فاجد ح لنا اور اتر کر ہمارے لئے ستوتیار کرو

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی روشنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اترو اور ستوتیار کرو، انہوں نے اتر کر ستوتیار کر کے پیش کیے آپ نے نوش فرما کر افطاری کی اور فرمایا

اذا غابت الشمس من ههنا جب ادھر سے سورج ڈوب
وجاء الليل من ههنا فقد جائے اور ادھر سے رات آ
افطر الصائم

(المسلم، کتاب الصیام)

امام نووی اس حدیث کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جب سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو افطاری کے لئے تیاری کا حکم دیا، ان کے ذہن میں آیا کہ غروب آفتاب کے بعد ابھی روشنی اور سرخی باقی ہے اور افطاری اس روشنی کے اختتام پر ہونی چاہیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ جب سورج غروب ہو گیا ہو تو روزہ افطار کر لیا جائے اس کے بعد اگر روشنی رہتی ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — ہم تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

ان فجل افطارنا و توخر ہم افطار میں جلدی، سحری میں
سمومنا و تصنع ایماننا تاخیر اور نماز میں دہائی ہاتھ کو
علی شمائلنا فی الصلاة بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

(المعجم الکبیر، ۱۱: ۷۷)

حضرت مالک بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں اور حضرت مسروق دو تونے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا دو صحابہ

ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں جبکہ دوسرے ان میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔

انہوں نے پوچھا جلدی کونسے صحابی کرتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو فرمانے لگیں۔

ہکذا کان رسول اللہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ علیہ وسلم لیصبح کا یہی معمول تھا۔

(النسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

احب عبادی الیٰ اعجلہم مجھے وہ بندہ محبوب ہے جو افطار

فطراً میں جلدی کرتا ہے۔

(الترمذی، کتاب الصوم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ جب تک افطاری میں جلدی سے کام لیں گے خیر پہنچا قائم رہیں گے۔ (المسلم، کتاب الصیام)

حضرت ابو دروداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لن تتوال امتی علی منی میری امت اس وقت تک میرے

مال میں منتظر رہے جب تک وہ افطار

طلوع النجوم کے لئے ستاروں کے طلوع ہونے کا

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۵۲) انتظار نہیں کرے گی۔

انہما سے مروی ہے

ما را آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ المغرب
حق یفطر ولو کان علی
شربة ماء
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو کبھی نہیں دیکھا کہ اپنے نماز مغرب
سے پہلے افطاری نہ فرمائی ہو اگرچہ وہ
پانی کا گھونٹ ہی ہو۔

(المستدرک، کتاب الصیام)

۵۳۔ افطار میں شرکت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی صحابی افطار کی دعوت دیتے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم ان کی دعوت افطار قبول فرماتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی
اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے افطاری کے لیے روٹی اور
زیتون پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرما کر فرمایا۔

افطر عندکم الصائمون
واکل طعامکم الا براسا
وصلت علیکم الملائکۃ
(البداء فی باب الدعاء لرب الطعام)
تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار
کیا نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا
اور تم پر ملائکہ نے رحمت کی دعا کی

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

افطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند سعد بن معاذ
فقال افطر عندکم الصائمون
واکل طعامکم الا براسا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں افطاری
کی اور فرمایا، روزہ داروں نے تمہارے
ہاں افطاری کی نیک لوگوں نے کھانا کھایا

ملائکہ نے تمہارے لئے دعا کی۔

علیکم الملائکۃ

(ابن ماجہ، ۱۲۶)

۵۴۔ جماعی افطاری

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اجتماعی افطاری بھی ہوا کرتی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے

افطرتنا مرة مع رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فقر لبوا
الیہ زیئاً فاکلوا کلنا
ہم نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ افطار کیا آپ کی خدمت اقدس میں زیتون پیش کیا گیا، آپ نے اسے تناول فرمایا اور ہم نے بھی۔

جب آپ فارغ ہوئے تو یہ دعا فرمائی۔

اکل طعامکم الا برار وصلت
علیکم الملائکۃ و افطر عندکم
الصائمون
تمہارا کھانا تنیک لوگوں نے کھایا،
ملائکہ نے دعا کی اور تمہارے پاس
روزہ داروں نے افطار کیا

(فتاویٰ رضویہ، ۱: ۶۴۳)

۵۵۔ مساکین کے ساتھ افطار

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ آپ کے صحابہ افطار تنہا نہ کرتے بلکہ اپنے ساتھ معاشرے کے فقرا و مساکین کو بھی شامل کر لیتے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے۔

ولا یفطر الا مع المساکین مساکین کے بغیر افطار نہ فرماتے

فاذا متهم اهلہ عتہ لم
یتعش تلک اللیلۃ
بلکہ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ اگر وہ کھانا کھا رہے ہوتے کوئی سائل
آجاتا

اخذ یصیبہ من الطعام و
قام فاعطاه السائل فیرجع
وقد اکل اهلہ ما بقى فی
الجفۃ فیصبح صائمًا ولم
یاکل شیئا۔

تو کھانے کا اپنا حصہ اٹھا کر فی الفور
سائل کو دے دیتے جب واپس
آتے تو بقیہ کھانا گھر واپس کھا
چکے ہوتے بغیر کھاٹے رات بسر کر
دیتے بلکہ صبح روزہ رکھ لیتے۔

(لطائف المعارف، ۳۱۴)

۵۵ نماز سے پہلے افطار فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے افطار فرما لیا کرتے
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم۔

کان یفطر قبل ان یصلی
(البداء، کتاب الصیام)

نماز سے پہلے روزہ افطار فرماتے

محدث ابن حبان نے "الثقات" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول
مبارک ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
صائمًا فی الصیف لم یصل
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب
روزہ میں ہوتے تو اگر موسم گرما

حتی یا تیدہ رطب و ماء فیا ہوتا تو نماز سے پہلے تازہ کھجور
کل واذا کان صائماً فی الشتم اور پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو
لم یصل حتی یا تیدہ تمر و خشک کھجور اور پانی تناول فرماتے
ماء

حافظ ابن حجر مکی لکھتے ہیں آپ کے اس معمول مبارک سے واضح ہو
جاتا ہے کہ افطار کو نماز سے موخر کرنا سنت کے خلاف ہے۔

(اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۰)

اس کی تائید شریعت کے اس حکم سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ
حالت بھوک میں کھانا پہلے اور نماز بعد میں ادا کی جائے۔

۵۶۔ کھجور اور پانی سے افطار

افطار کے لیے ماکولات اور مشروبات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سب سے پسندیدہ چیزیں کھجور اور پانی تھا
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم

کان یطر علی رطبات تازہ کھجور کے ساتھ افطار فرماتے
فان لم تکن فعلی اگر تازہ نہ ہوتیں تو خشک کھجور اور
تمرات فان لم تکن اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند
حماضات من ماء گھونٹ کے ساتھ افطار فرماتے۔

(ابوداؤد، کتاب الصیام)

نماز سے پہلے افطار کے معمول میں گزرا اگر موسم گرما ہوتا تو تازہ کھجور اور

پانی اور اگر موسم سرما ہوتا تو خشک کھجور اور پانی سے افطاری فرماتے

دودھ کا استعمال

اکثر کھجور اور پانی استعمال فرماتے مگر بعض اوقات دودھ بھی استعمال فرمایا
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دودھ کے بارے میں مروی ہے۔

۱۰۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم یفطر
علی لبن وعلی تمر العجوة

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور
عجوة کھجور کے ساتھ بھی روزہ افطار

فرمایا۔

امت کو بھی انہی چیزوں کے ساتھ افطاری کی تعلیم عطا فرمائی حضرت سلمان
بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم
افطار کرو

فلیفطر علی تمر فان لم یجد
فلیفطر بحسوة من ماء

تو کھجور کے ساتھ کرو اگر نہ ملے تو پانی
کے چند گھونٹ کے ساتھ کرلو۔

(صحیح ابن حبان، ۱۹۲)

تین اشیاء کا تذکرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ مبارکہ میں بھی تین اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے
جب صحابہ نے آپ سے عرس کیا ہم میں سے ہر کسی میں یہ طاقت کہاں؟
کہ وہ روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیعطی اللہ هذا الثواب من
فطر ما ثما علی تمرۃ او علی

اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص
کو عطا فرمائے گا جس نے کسی کا روزہ

شریۃ اومذقة من لبن افطار کرو یا خواہ وہ کھجور کے ساتھ
ہو یا پانی یا دودھ کا گھونٹ ہو۔

۵۸۔ آگ کی مس کردہ شی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر اس شی سے روزہ افطار کرنا پسند فرماتے جسے آگ نے مس نہ
کیا ہو۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین کھجوریں
یحب یفطر علی ثلاث	سے اور ہر شی سے افطاری پسند
تمرات اوشئ لم تصبه	فرماتے جسے آگ نے مس نہ کیا
الناس	ہوتا۔

(الجامع الصغير حديث ۶۹۹۷)

اسی کی حکمت اہل علم نے یہ بیان کی ہے کہ طعام جنت سے مناسبت
کی بنا پر تھا

وفي تجنب ما اصابته النار	آگ سے بچی ہوئی سے بچنا، جنتی
تقا ولا بطعام الجنة	کھانے سے مناسبت کی بناء پر
(مع الرسول في رمضان ۲۸۶)	تھا۔

۵۹۔ افطاری کی ایک حسین کیفیت

امام عبد الوہاب شہر قادیان قدس سرہ نے "كشف القم عن جميع الامة"
میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

افطاری کی ایک نہایت ہی حسین کیفیت ذکر کر چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں کھجور لیتے اور غروبِ آفتاب کا انتظار فرماتے جیسے ہی وہ ڈوبتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور منہ میں ڈال لیتے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو صائم يترصد غروب الشمس بتمر فلهما توارت القاسها في فيه (كشف الغم، كتاب الصوم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں دیکھا آپ کھجور پکڑے سورج کے غروب ہونے کا انتظار فرما رہے ہیں جیسے ہی وہ ڈوبنا آپ نے کھجور منہ میں ڈال لی

۱۶۰۔ ابتدا کس سے فرماتے؟

افطار میں کھجور، پانی اور دودھ پسند فرماتے رہا یہ معاملہ کہ ان میں سے ابتدا کس سے فرماتے تو سابقہ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا کھجور سے فرماتے اس کے بعد مشروب لیتے کیونکہ ان میں الفاظ ہیں۔

فان لم تجد تمرات حسا حسوات من ماء

اگر کھجور نہ ہوتی تو چند گھونٹ پانی پیرا افطار فرماتے۔

اسی لیے امام نووی نے المجموع میں تصریح فرمائی۔

والصواب فطرة على تمر ثم ماء للحديث الصحيح فيه (اتحاف اهل الاسلام، ۱۵۴)

درست یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھجور لیتے پھر پانی جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے موقع پر

پہلے مشروبِ رپانی لیتے پھر کھجور وغیرہ کا استعمال فرماتے ام المومنین حضرت
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
وسلم یبدأ بالشرب اذا کان روزہ میں ہوتے تو افطار کے وقت
صائما ابتدا مشروب سے فرماتے۔

امام عبدالمروت المنادی اس کے تحت لکھتے ہیں۔
اذا اراد الفطر فیکدمہ علی آپ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت
الاکل مشروب کو ماکول پر مقدم فرماتے۔

(فیض القدیر، ۱۹۸۵ء)

اس تعارض کا ازالہ اس روایت سے ہو جاتا ہے جسے امام ترمذی نے
نقل فرمایا۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم یفطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم
فی الشتاء بہتمرات و فی الصيف سرما میں کھجور سے افطار فرماتے اور
علی الماء موسم گرما میں پانی سے

(اتحاد اہل الاسلام، ۱۵۳)

یعنی سردی کے موسم میں کھجور اور گرمی میں پانی پہلے لیتے۔
یاد رہے امام ترمذی والی روایت شاید نقلِ روزہ کے بارے میں ہو
کیونکہ آپ کی ظاہری حیات میں رمضان المبارک موسم گرما میں ہی آیا۔

۶۱۔ مشروب کا استعمال آہستہ آہستہ فرماتے

ام المومنین نے آپ کے مشروب لینے کی کیفیت بھی بیان فرمائی یوں نہ ہوتا

کہ آپ ایک سانس میں مشروب پی لیتے بلکہ گھونٹ گھونٹ کر کے مشروب لیتے۔

وكان لا يعيب مشروب مرتين
اد ثلاثا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی ایک سانس میں
ہی نہ پیتے بلکہ دو یا تین دفعہ سانس
لے کر پیتے۔ (الجامع الصغير، حدیث ۶۹۵۶)

ائمہ مساجد سے درخواست

ہمارے ہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر مساجد میں افطار کے بعد مغرب کی جماعت میں وقفہ نہیں کیا جاتا فی الفور نماز شروع کر دی جاتی ہے بہت سے لوگوں کی جماعت رہ جاتی ہے اور جو شامل ہوتے ہیں وہ بھی دوڑ کر پہنچتے ہیں نہ تسلی سے افطاری کی جاسکتی ہے اور نہ اطمینان سے جماعت میں شرکت، اس لئے مساجد کے ائمہ اور انتظامیہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ درمیان میں دس منٹ کا وقفہ کر لیں تاکہ افطاری اور نماز کی ادائیگی اطمینان سے کی جاسکے۔

۶۲۔ افطار کروانے پر اجر و ثواب بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے احترام میں اس کے افطار کروانے کی تلقین فرماتے ہوئے اس کا اجر و ثواب بیان کرتے سابقہ خطبہ میں گزرا آپ نے فرمایا جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا اس کے گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں، اسے جہنم سے آزادی دیدی جاتی ہے اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کیے بغیر اسے روزہ دار کے برابر ثواب و اجر ملتا ہے۔

ابن خزمیہ نے صحیح میں اور ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی روزہ دار

کو سیر کر کے کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو آپ نے فرمایا ایک مٹھی طعام
دیدے میں تے عرض کیا اگر روٹی کا ٹکڑا نہ ہو آپ نے فرمایا

فمذقة من لبن قال افرأيت تو دودھ کا ایک گھونٹ عرض کیا اگر
ان لم يكن عتده قال تشربة دورھ بھی نہ ہو تو فرمایا پانی کا گھونٹ
من ماء کافی ہے۔

کنز العمال، حدیث (۲۳۶۵۸)

۶۳۔ رزق حلال سے افطار پر اجر

ہر مسلمان کو ہر حال میں رزق حرام سے بچنا ضروری ہے ایسے نہ ہو سارا دن روزہ
رکھ کر حرام پر افطار کر کے روزہ ضائع کر لیا جائے بجائے برکتوں اور سعادتوں
کو حاصل کرنے کے انسان ان سے محروم کر دیا جائے اسی لیے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے رزق حلال سے افطار کی تلقین فرمائی اور اس پر اجر بیان فرمایا۔
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس نے بھی کسی روزہ دار کو کھانا یا مشروب پیش کیا۔

من کسب حلال صلت علیہ
اور وہ اس کی حلال کمائی تھی اس
الملائكة فی ساعات شهر
پر پورا رمضان ملائکہ دعا کرتے ہیں
رمضان و صلی علیہ جنبریل
اد جبریل انہیں شب قدر کے لئے
لیلۃ القدس دعا کرتے ہیں۔

(المعجم الكبير، ۶/۳۲۱)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

صافحہ جبریل لیلۃ القدس ایسے شخص کے لیے شب قدر جبریل
ومن صافحہ جبریل تکثر معاہدہ کرتے ہیں اور جس کے ساتھ

دموعه و برق قلبه - وہ مہا فخر کریں اسکے دل میں رقت
اور اسے حالت زاری نصیب ہوتی
ہے۔

۶۴۔ افطار کے موقع پر دعا فرماتے

جن مواقع پر دعائیں بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک
افطاری کا وقت بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر خود بھی دعا فرماتے
اور امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی اس موقع پر آپ سے درج ذیل مختلف
الفاظ میں دعائیں ملتی ہیں۔

۱۔ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب افطار فرماتے تو یہ دعا کرتے۔

اللهم لك صمت وعلى
لذقل افطرت
(ابوداؤد، کتاب الصیام)
اے اللہ میں نے تجھے راہنی و
خوش کرنے کے لئے روزہ رکھا اور
تیرے عطا کردہ رزق سے افطار
کیا۔

۲۔ امام ابن سنی نے انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات مبارکہ
نقل کیے ہیں۔

الحمد لله الذي اعانتني
فصمت و رزقني فافطرت
(عمل اليوم والليلة، ص ۴۷)
تمام حمد اس ذات اقدس کی جس
نے سیری معرو فرمائی میں نے روزہ
رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو
میں افطار کیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار فرماتے تو یہ کلمات کہتے۔

ذهب الظمأ وابتلت
العروق وثبت الاجراء
شاء الله تعالى۔
پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور
اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر حاصل
ہو گیا۔

(المستدرک، ۱: ۲۲۲)

خود حضرت ابن عمر سے افطاری کے وقت یہ دعا منقول ہے۔

الحمد لله اللهم اني امثلك
بوجنتك التي وسعت كل
شيء ان تغفر لي
تمام حمد الله تعالى کے لیے ہے، اے
اللہ میں آپ سے اس رحمت کے واسطے
سے اپنی بخشش مانگتا ہوں جو ہر شے
سے بڑھ کر ہے۔
(اتحاف اہل الاسلام، ۱۵۷)

امت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب افطاری کرو تو پڑھو

بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُمَّ
صمت وعلى رزقك وعليك
توكلت سبحانك وبحمدك
تقبل مني انك انت السميع
العليم
اللہ کے نام سے شروع، تمام حمد اللہ
کے لئے ہے، اے اللہ تیری رضا کے
لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق
پر، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری ذات
منزہ ہے اور تیری ہی حمد ہے مجھ سے
قبول فرما تو ہی سننے اور جاننے والا،
(عمل اليوم والليلة، ۴۷۴)

روزہ دار کی دعا

ساتھ اس بات کی بھی نشاندہی فرمادی کہ روزہ دار کی دعا بارگاہ ایزدی سے رد
نہیں کی جاتی بلکہ مقبول ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں
کی دعا رد نہیں کی جاتی، عدل کہنے والا، حاکم،

والصائِرُ حَتَّى يَفْطُرَ روزه دار کی بوقت افطار
اور مظلوم کی دعا، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے
ہیں اور اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

بِعِزَّتِي لَا أَنْصُرُكَ وَلَوْ بَعْدَ حَيٍّ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور
دالترمذی، ابن ماجہ (کروں گا اگرچہ کچھ ٹھہر کر ہو۔)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
مبارک ہے۔

ان للصائم عند فطره دعوة لا ترد روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد
نہیں کی جاتی۔
(ابن ماجہ، ۸۷۵۳)

خصوصی نکتہ

رمضان کے روزہ اور دعا کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ
رمضان کے روزے کی قرینیت اور اس کے فضائل و احکام بیان کرتے ہوئے
درمیان میں ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا كُنَّا لِلَّهِ عِبَادًا نَحْنُ قَانِي قَرِيبٍ أَجِيبْ دُعَاةَ الدَّاعِ
أِذَا دَعَاكَ فَلْيَسْتَجِيبْ لِي وَلِيَوْمَ تَدْعُنِي
لَعَلَّكُمْ تَرْتُدُّونَ اور حیب میرے بندے آپ سے میرے
بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں
جب کوئی دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا
قبول کرتا ہوں پس تم میری مالو اور مجھ
پر ایمان لے آؤ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔
(البقرہ، ۱۸۶)

جو بندے کو آگاہ کر رہا ہے جان دنوں اپنے رب سے پہلے سے بھی جی بھر کر مانگا
جائے۔

۶۵۔ دعائیں کثرت فرماتے

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس راز سے کما حقہ آگاہ تھے اس لیے رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ دعا فرماتے، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا۔

اذا دخل رمضان ابتهل
جب رمضان شروع ہو جاتا تو دعائیں
فی الدعاء
تصرع اور کثرت فرماتے۔

امام مناری نے اس کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا۔

ای تصرع واجتهد فیہ
یعنی زیادہ آہ و زاری اور اس میں محنت
فرماتے
(تفہیم القدیر، ۲۵: ۱۳۲)

۶۶۔ دعا افطار کے بعد سنت ہے

اگرچہ افطاری سے قبل بھی دعا جائز ہے مگر معمول نبوی اور سنت دعا افطار کے بعد ہے کیونکہ احادیث میں یہی ہے کہ آپ افطار فرما کر دعا کیا کرتے تھے مثلاً ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر قال اللهم
صحت وعلی رزقک افطرت
جب افطار فرمایا لیتے تو یہ دعا فرماتے اے
اللہ میں نے تیری خوشنودی کیلئے روزہ
(سنن ابوداؤد، باب القول عند الافطار)
لکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

حضرت طاعی قاری نے، شیخ ابن الملک کے حوالے سے ”اذا افطر قال“ کا معنی
ان الفاظ میں بیان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ای قرأ بعد الافطار
روزہ افطار کرتے کے بعد دعا کرتے

درمقاۃ المقایع، کتاب الصوم

بعض لوگوں نے یہاں افطار سے ”ارادۃ افطار“ مراد لیا ہے اعلیٰ حضرت

فائل بریلوی ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فحمل افطر علی معنی لفظ افطر کو بغیر کسی ضرورت
ارادة الافطار صرف عن کے اس کے حقیقی معنی سے ہٹانا جائز
الحقیقة من دفن حاجة نہیں یہی معاملہ لفظ افطر کا
الیہ و ذالہ يجوز و هكذا ہے۔

فی افطرت

(فتاویٰ رضویہ، ۱۰، ۶۳۰)

واقعہً اگر آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افطار کے وقت دعاؤں کے الفاظ پر نظر ڈالے تو از خود واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی دعا افطار کے بعد تھی مثلاً آپ کے الفاظ ہیں۔

و علی لذ قل افطرت میں نے تیرے ہی رزق پر انظار کیا
آپ کی ایک دعا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے۔

ذهب النظمًا وابتلت پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں
العروق وثبت الا حیران اور انشاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔
شاء الله

(المستدرک، ۱، ۴۲۲)

یہ الفاظ کس قدر واضح طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا افطار کے بعد ہوا کرتی تھی۔
امام ابن حجر مکی نے افطاری کے موقع پر دعا کے بیان کے لئے عنوان ہی یہ قائم فرمایا ہے۔

الاذکار الی تقال عقب وہ دعائیں اور وظائف جو بعد از

الفطر افطاری کیے جانے چاہیے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں راوی حدیث کے الفاظ ”کان اذا افطار قال“ واضح کر رہے ہیں

ان هذه الاذکار انما یسن کہ ان اذکار کو افطار کے بعد
الایات بہا عقب الفطر بجالا ناسنت ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا دعا افطاری سے پہلے ہو یا بعد میں دونوں میں مساوات ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔

الظاهر انہ بعد الافطار و ظاہر یہی ہے کہ افطار کے بعد یا پہلے
قلیلہ سواء فی ایتانہ یا المستحب دونوں کو مستحب ہونے میں برابر
ضعیف الخالفۃ لصریح الاحادیث قرار دینا ضعیف ہے کیونکہ یہ
المذکورۃ صریح احادیث کی مخالفت ہے

(اتحاد اہل الاسلام، ۱۵)

اسی مسئلہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں مولانا
عبد المجید چشتی فریدی پانی پتی نے ۱۵ رمضان ۱۳۱۲ کو ایک استفتاء ارسال کیا جس
میں انہوں نے دونوں طرف کے اقوال مع دلائل ذکر کیئے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس
پر مستقل ایک رسالہ بنام ”العروض المعطانی من دعوة الافطار“ تحریر فرمایا جس
میں پانچ دلائل سے واضح کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افطار کے وقت دعا کا معمول
افطار کے بعد تھا نہ کہ
جواب میں لکھتے ہیں۔

مقتضائے دلیل یہ ہے کہ (ادبی) یہ دعا روزہ افطار کر کے پڑھے
رقادۃ رهنویہ (۱۰، ۶۳۴)

ایک اور مقام پر اسی دعا پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے (فتاویٰ رهنویہ، ۱۰، ۶۲۹)

۶۷۔ نماز تراویح کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال رات کو بارگاہ خداوندی میں قیام کرتے مگر رمضان المبارک کی راتوں میں خصوصاً قیام کرتے ہوئے نماز تراویح ادا فرماتے اور رمضان میں قیام کی تفصیلت بیان کرتے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

جس نے ایمان اور رضا الہی کی خاطر رمضان المبارک میں قیام کیا اسکے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے

(بخاری، باب فضل من قام رمضان) ہیں۔

انہی سے دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یوغب فی قیام رمضان من غیرات یا مروحہ فیہ بعزیمۃ (المسلم، باب فی قیام رمضان)

قیام رمضان کا شوق دلاتے لیکن اس کا پابند نہ فرماتے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی خطبہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شہر جعل اللہ صیامہ فریضۃ و قیامہ تطوعاً (صحیح ابن خزیمہ)

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض اور اس کا قیام نقل قرار دیا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا
ان الله قد فرض عليكم
صيام رمضان وسنت
لكم قيامه
اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے
فرض فرمائے اور میں نے تمہارے
لئے قیام سنت فرمایا ہے۔

(رسالہ رمضان، ۷۷، ۷۸)

۶۸- تین دن باجماعت تراویح

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے ایک مرتبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز
پڑھی، صحابہ نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، دن کو صحابہ کے
درمیان رات کی نماز و قیام کا تذکرہ ہوا تو دوسری رات پہلے سے زیادہ
لوگ جمع ہو گئے، تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی
دن کو دیگر لوگوں کو بھی اطلاع ہو گئی لہذا تیسری رات اور زیادہ لوگ
جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

فلما كانت الليلة
الرابعة عجز المسجد عن
اهله
جب چوتھی رات آئی تو اس
قدر لوگ جمع ہوئے کہ مسجد
نا کافی ہو گئی۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات تشریف نہ لائے، نماز
قصر کے لئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے
خطاب میں فرمایا۔

انه لم يخف على
تمہاری موجودگی مجھ پر محنتی نہیں

مکانکم و لکنی خشیت حتی لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ
ان تفتروض علیکم فتعجزوا ہوا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی
عنہا جائیں اور تم ان کی ادائیگی سے عاجز

والبخاری، فضل من قام رمضان آجاؤ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے
مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنوایا اور کئی راتیں نماز ادا کی صحابہ کو اطلاع ملی تو
وہ بھی جمع ہو گئے اور نماز میں شریک ہوتے لگے، ایک رات آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آواز نہ سنی تو گمان کرتے لگے شاید آج آپ
صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہو گئے ہیں بعض صحابہ نے کھٹکارتا شروع
کیا تاکہ ہماری موجودگی محسوس فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ انور سے
باہر تشریف لائیں، اس موقع پر آپ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہاری
کیفیت اور خواہش سے آگاہ ہوں۔

حتى خشیت ان یکتب حتی کہ مجھے خوف لاحق ہوا
علیکم ولو کتب علیکم ما کہیں تم پر لازم نہ ہو جائیں اگر
قمتہ ربہ فصلوا ایہا لازم ہو جائیں تو تم قائم نہ رکھ
الناس فی بیوتکم فان سکتے لوگو اپنے گھر میں ادا کر
افضل صلوۃ المرء فی لو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ
بیتہ الا الصلوۃ المکتوبۃ ہر نماز گھر میں افضل ہے۔

(المسلم، استحباب التاقل فی بیتہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے صحابہ مسجد نبوی میں
متفرق طور پر قیام کیا کرتے، پانچ پانچ چھ چھ ہو کر ایک دوسرے سے

قرآن سنتے، ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے حجرے کے سامنے چٹائی کا پردہ بتا دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے بہت سے صحابہ وہاں جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رات کافی دیر تک نماز پڑھائی، حجرہ میں تشریف لائے اور وہ چٹائی اسی حالت پر رہی تاکہ دوسری رات بھی قیام کیا جاسکے، دن کو دیگر صحابہ کو بھی اطلاع ہو گئی تو تمام مسجد لوگوں سے بھر گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لے گئے لیکن لوگ وہیں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ رات کی نماز و قیام کے بارے میں کس صحابہ اس لئے اکٹھے ہوتے تاکہ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں، فرمایا عائشہ

اطویٰ عنا حصیرک اپنی چٹائی وہاں سے اکٹھی کرلو۔

میں نے ارشاد گرامی کے مطابق چٹائی اٹھالی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات گھر میں قیام فرمایا اور لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو فرمایا لوگوں اللہ کی قسم بجا اللہ میں بیدار رہا اور تمہارا مجتمع ہونے سے بھی میں آگاہ تھا۔

ولکنی تخوفت ان یفرق
علیکم
مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ میں تم پر
یہ قیام فرض و لازم نہ ہو جائے
والمسلم

۶۹۔ بیس رکعات کا معمول

رمضان المبارک کی راتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خصوصی نماز (تراویح) ادا کرتے اس کی رکعتیں بیس تھیں امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان
عشرین رکعة والوتر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رمضان میں بیس رکعات
اور وتر ادا فرمایا کرتے،

(غایۃ الاحسان، ۴۶)

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک، نماز تراویح پڑھائی اس کے بعد جماعت نہ ہوئی حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی نماز تراویح لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مساجد میں تنہا ادا کیا کرتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مشہور قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کی جماعت کا حکم دیا اس کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔

کان البقیام علی عهد
عمو بثلاث وعشرین
رکعة
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
دور میں بیس رکعتیں ادا
کی جاتی تھیں۔

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۷)

یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر ادا کیا جاتے تھے۔
حضرت امّش، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے
میں نقل کرتے ہیں۔

کان یصلیٰ عشرين رکعة آپ بیس رکعات اور تین وتر
دیو تریلاث ادا فرماتے

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے آپ نے قاری قرآن
کو نماز تراویح کی جماعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔
یصلیٰ بہم رمضان رمضان میں بیس رکعات
عشرين رکعة لوگوں کو پڑھائیے۔

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۷)

باقی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات پڑھنا فرماتے تھے
اس سے مراد ہجری کی نماز ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی گویا
اس روایت میں آپ کی تہجد کی نماز کا بیان ہے، آج تک حرمین شریفین
ذادھما اللہ شوقا میں بیس رکعات ہی ادا کی جاتی ہیں مدینہ منورہ کے
قاضی عطیہ محمد سالم نے اس موضوع پر مستقل کتاب "التراویح اکثر من
الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوٰۃ السلام"، لکھی ہے جس میں بڑی
تفصیل کے ساتھ اس معمول کو واضح کیا ہے۔
مسجد نبوی شریف کے ایک مدرس شیخ ابوبکر الجزائری تراویح کے
بارے میں رقمطراز ہیں۔

اختلفت في عدد ركعاتها تراويح کی رکعتوں میں اختلاف
والاکثرون علی اتھاعشرون ہے اکثریت کی رائے میں بیس
ركعة دون الوتر رکعات ہیں

(رسالة رمضان،،،)

ترک حرام ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کو ترک کر دینے کے
باوجود تاقیامت امت کا باجماعت تراویح کا معمول ہے جو واضح کر
رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل کو ترک فرمانا ضروری نہیں
اس کی حرمت کی وجہ سے ہو بلکہ اس کی متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں
جیسا کہ مذکورہ معمول ترک فرمانے کی خود حکمت بیان فرمادی کہ مجھے اندیشہ
ہے کہ ہیں تم پر یہ نماز فرض ولازم نہ ہو جائے اس مسئلہ کی تفصیلی بحث
ہماری کتاب ”مسئلہ ترک“ میں ملا خطہ کیجئے

۴۔ آپ کی خصوصیت صوم وصال

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ مغرب کے
وقت افطار کرنے کے بجائے سحری کے وقت افطار فرماتے، یعنی سحری
ہی آپ کی افطاری بھی ہوتی، آپ کے ان روزوں کو صوم وصال کہاجاتا
ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم

سحری کے وقت روزہ افطار

یواصل الی السحر

فرماتے۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۱۶۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یواصل من السحر الی السحر
سحری سے لیکر دوسری سحری
تک روزہ رکھتے

(المعجم الاوسط للطبرانی)

۴۔ دن کو بھی روزہ، رات کو بھی روزہ

بعض اوقات افطار ہی نہ فرماتے مسلسل روزہ رہتا جیسے دن کو رکھتے
رات کو بھی روزہ ہی رہتا کیونکہ بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صوم وصال سے منع
کرتے ہوئے فرمایا اگر تم صوم وصال ضرور رکھنا ہی چاہو۔
فلیواصل الی السحر تو صرف سحری تک رکھ سکتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو وصال کا روزہ رکھتے ہو۔
(یعنی افطار فرماتے ہی نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

احی لمست کھیت کمرانی میں تمہاری مانند نہیں ہیں میں اس
ابیت لی مطحری طعمی حال میں رات بسر کرتا ہوں مجھے
وساق یسقینی کھلاتے والا کھلاتا ہے اور پلاتے

(بخاری، باب الوصال) والا پلاتا ہے۔

شیخ ابن رجب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وظاهر هذا يدل علی یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بھی

کان یو اصل اللیل کله، حالت روزہ میں ہی رہتے۔

(لطائف المعارف، ۳۴۴)

امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں وصال کا حقیقی معنی یہی ہے
ان لیصل صوم یوم بصوم ایک دن کے روزے کے ساتھ
یوم اخر من غیر اکل او ہی بغیر کھائے پئے دوسرے
شرب بلینہا هذا هو دن کا روزہ رکھ لینا وصال کہلاتا
الصواب فی تحقیق الوصال ہے اور اس کا معنی صحیح یہی ہے

(دعۃ القاری، ۱۱: ۷۳)

اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں جس کھانے پینے کا ذکر آیا ہے
اس سے کیا مراد ہے؟

۱۔ بعض نے اس سے حقیقتہً کھانا مراد لیتے ہوئے کہا، رات
کو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصی نعمت عطا فرما
دیتا تھا۔

۲۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ ایسی خصوصی قوت نصیب ہو جاتی جو
بھوک پیاس سے مانع ہو جاتی تھی۔

مگر دونوں پر اشکال وارد ہو جاتا ہے پہلے پر یہ کہ اگر آپ صلی اللہ
علیہ وسلم حسی کھانا کھاتے تو روزہ وار ہی نہ رہتے چہ جائیکہ وصال کا روزہ
ہو دوسرے پر یہ کہ اگر بھوک پیاس محسوس ہی نہیں ہوتی تو روزہ کا مقصد
فوت ہو گیا، اس لئے بعض اہل معرفت نے کھانے پینے سے مراد بیان
کرتے ہوئے اور معنی بیان کیا، امام نووی شرح المہذب میں لکھتے ہیں۔

معتاة ان محبة الله
شغلتنی عن الطعام
والشراب
اللہ تعالیٰ کی محبت مجھے
کھانے پینے کی طرف متوجہ
نہیں ہونے دیتی۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۱۶۱)

شیخ ابن قیم نے بڑی تفصیل کے ساتھ یہی معنی تحریر کیا ہے

ان المراد به ما يغذيه
الله به من معارفه وما
يفيض على قلبه من
لذة ملاحياته وقرّة
عليه يقربه، وتنعمه

اس سے مراد وہ غذا ہے جو
اللہ تعالیٰ معارف کی صورت
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
عطا فرماتا، وہ لذتِ مناجات
ہے جو آپ کے قلبِ اقدس

بحبه، والشوق اليه،

وتوايع ذلك من الأحوال

التي هي غذاء القلوب،

وتعيم الأرواح، و

قرّة العين، وبرهجة

النفوس والروح و

القلب بما هو أعظم

غذاء وأجوددة والفعلة

وقد يقوى هذا الغذاء

حتى يغني عن غذاء

الأجسام مدة من

الزمان، كما قيل:

کو نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ

کے قرب کی ٹھنڈک، اس کی

محبت کا انعام اور اس کا شوق

اور دیگر ایسے احوال و کیفیات

جو دلوں کی غذا، ارواح کے

لئے نعمت آنکھوں کے لئے

ٹھنڈک، نفوس اور روح اور دل

کے لئے ایسی غذا جو تمام

غذاؤں سے بڑھ کر عمدہ

اور نافع ہوتی ہے۔ یہ غذا

اس قدر قوی ہے کہ انسان

مدت تک غذا چھانی سے

لها احادیث من ذکرائ
تشغلها۔ عن الشراب و
تلہیها عن الزاد لها
بوجہک نور تستفی
به۔ ومن حدیثک فی
اعقابها حادی اذا شکت
من کلال السیرا وعدھا۔
روح القدوم فتحیا
عند ميعاد ومن له أدنی
تجربة وشوق، یعلم استغناء
الجسم بغذاء القلب والروح
عن كثير من الغذاء الحيواني
ولاسيها المسرور والفرحان
الظافر بمطلوبه الذي قد
قوت عينه بمحبوبه،
وتنعم بقربه، والروضي
عنه، والطاق محبوبه
وهذا ياء وتحفه تصل اليه
كل وقت، ومحبوبه یعنی به
معتن بأمره، مکرم له غاية
الاکرام مع المحبة التامة
له، أفليس فی هذا أعظم

یہ نیاز کردیتی ہے جیسا کہ
کسی نے خوب کہا تیری یادوں
نے نفس کو کھانے پینے سے
بالا کر دیا ہے، اس کے لیے
تیری زیارت و دیدار روشنی
کا سبب ہے اور تیری باتیں
اس کیلئے ہدی کا کام دیتی ہیں
جب سفر کی تھکاوٹ پریشان
و مضطرب کرتی ہے تو تیری یاد
ہی روح و دل کو دوبارہ
زندگی عطا کرتی ہے۔ اور
جیسے بھی اس معاملہ محبت
کا تھوڑا سا تجربہ اور شوق ہے
وہ جانتا ہے قلب و روح
کی غذا آدمی کو غذا حیوانی و جسمانی
سے بے نیاز کردیتی ہے خصوصاً
وہ خوشی و لذت جو ایسے
مقصود و مطلوب کے حصول
پر ہوتی ہے کہ اس کی آنکھیں
محبوب کے دیکھنے سے ٹھنڈک
پاتیں ہیں، اس کا قرب و رضا
اسکی سب سے بڑی نعمت

غذاء لهذا المحب؛ فكيف
بالمحبیب الذی لا شیء أجل
منه، ولا اعظم، ولا أجل
ولا أكمل، ولا اعظم
إحسانا إذا امتلأ قلب
المحب بحبه، وملأ
حبه جميع أجزاء رقبته
وجوارحه وتمكن
حبه منه اعظم تمكن
وهذا حاله مع حبيب
أفليس هذا المحب عند
حبيب يطعمه ويسقيه
ليلا ونهارا؟ ولهذا
قال "إني أظل عند دبی
يطعميني ويسقيني" ولو كان
ذلك طعاما وشرا بالقر
لما كان صائما فضلا عن
كوته مواعدا، وأيضا
فلو كان ذلك في الليل
لم يكن مواعدا، ولقال
لا صحابه إذا قالوا له
إنك تواصل دلتواصل

ہوتی ہے، محبوب کے الطاق
دیا یا و تحائف اسے ہر وقت
سامنے رہتے ہیں، محبوب اسے
ہر شی محبوب ہو اور محبت کاملہ
کے ساتھ اس کے آرام و اکرام
میں مستغرق ہو۔
کیا یہ محب کے لئے
سب سے بڑی غذا نہیں
ہوگی؟
کیا مقام ہوگا اس محبوب
کے ملنے پر جس سے بڑھ کر
کوئی بڑا، بزرگ، اعظم،
اجل، اکمل اور محسن ہی نہیں،
حیب محب کا دل اس کی
محبت میں ڈوبا ہو، اس
کی محبت سے محب کے دل
اور تمام اعضاء و جوارح سشار
و مال مال ہوں، اس کی محبت
کا۔ محب میں راج ہو،
یہ شان حضور کو اپنے خالق کے
ساتھ حاصل ہے کیا ایسا محب
دن رات اپنے محبوب

سے کھا پی نہیں رہا ہوتا؟
اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں اپنے رب کے بل رات
بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے
اور پلاتا بھی اب اگر یہ کھانا پینا عملاً
ہو تو روزہ نہیں چہ جائیکہ وصال کا
روزہ ہو اور اگر رات کو ایسا ہوتا تو
پھر بھی آپ صاحب وصال نہ رہتے
یہی وجہ ہے جب صحابہ نے عرض
کیا آپ وصال فرماتے ہیں تو آپ نے
اس کا انکار نہیں فرمایا بلکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری
مثل نہیں ہوں میں کھلا یا اور پلا جاتا
ہوں۔

۷۲۔ مغرب وعشاء کے درمیان غسل فرماتے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مغرب وعشاء کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے۔

۱۔ امام ابن ابی عاصم نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو عبادت میں پہلے سے بھی بڑھ کر محنت فرماتے۔

وَاغْتَسَلَ بَيْنَ الْاِذَا نَيْنِ اَوْ مَغْرِبِ عِشَاءِ كَے درمیان غسل
(لطائف المعارف، ۳۴۳) فرماتے۔

یہاں دونوں اذانوں سے مراد مغرب وعشاء ہیں۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول مبارک ان الفاظ میں مروی ہے۔

كَانَ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ اُپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری
كُلِّ لَيْلَةٍ يَحْنِي مِنَ الْعِشَاءِ الْاَوَّلِ عشرہ میں مغرب وعشاء کے درمیان غسل
(لطائف المعارف، ۳۴۶) فرمایا کرتے۔

۳۔ امام ابن ابی عاصم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے ایک رات رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ شب بیداری کی۔

فَاغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضْرَتُ حَذِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَغْتَسِلُ قَرِيبًا
وَسِتْرُهُ حَذِيفَةُ وَبَقِيَتْ فَضْلَةُ حَضْرَتُ حَذِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نِيَامًا

فاغتسل بها حذيفة وستره بقیہ پانی سے حضرت حذیفہ نے غسل
النبي صلى الله عليه وسلم۔ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
پردہ فرمایا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں۔

قام النبي صلى الله عليه وسلم قام النبي صلى الله عليه وسلم
فات ليلة من رمضان في فات ليلة من رمضان في
حجرة من جريد النخل حجرة من جريد النخل
فصببت عليه دلو من ماء فصببت عليه دلو من ماء
(اتحاف اهل الاسلام، ۲۱۰)

شیخ ابن رجب اور امام ابن حجر کی دونوں نے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے معمولات میں بیان کیا۔

ومنها اغتساله صلى الله ومنها اغتساله صلى الله
عليه وسلم بين العشاءين، عليه وسلم بين العشاءين،
(لطاف المعارف، ۳۴۶)

مغرب و عشاء کے درمیان غسل
فرماتا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
معمولات میں شامل ہے۔

(اتحاف اهل الاسلام، ۲۱۰)

یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہوتی
ہے اور پھر محدثین و فقہاء کرام نے ان سے استدلال کیا اور ان میں بیان کردہ
عمل کو اپنا معمول بنایا۔

امام ابن جریر اہل علم کا معمول یوں بیان کرتے ہیں۔

كانوا يستحبون ان يغتسلوا اہل علم و معرفت رمضان
كل ليلة من ليالي العشر کے آخری عشوئیں ہر رات
الاخيرة غسل کرنا مستحب جانتے ہیں۔

(مکذاض امام رسول اللہ، ۱۱۴)

امام ابراہیم نخعی تابعی کا معمول یہ تھا۔

يَغْتَسِلُ فِي الْعَشْرِ كُلِّ لَيْلَةٍ آخری عشرہ رمضان میں بھوات غسل کرتے۔
(لطائف المعارف، ۳۴۶)

حضرت ایوب السختمانی کے بارے میں منقول ہے وہ تئیس اور چوبیس رمضان کی رات غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے اور فرماتے تئیس اہل مدینہ کی رات اور چوبیس ہماری رات ہے۔ حضرت زربن حبیش، ستائیس رات کو غسل فرماتے۔
خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول یہ ملتا ہے جب رمضان کی چوبیسویں رات آتی۔

اغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبَسَ	غسل کرتے، خوشبو لگاتے نیا حلہ،
حَلَّةً أَزْهَى وَأَسَدَّاءَ فَإِذَا	تہ بند اور چادر اوڑھتے جب صبح
أَصْبَحَ طَوَّاهَا فَلَسِمَ	ہوتی تو انہیں لے کر کے رکھ دیتے
يَلْبَسُهَا إِلَى مَثَلِهَا مِنْ قَابِلٍ	اور وصال ایسے کپڑے نہ پہنتے۔
(لطائف المعارف، ۳۴۶)	

۳۔ سراقہ کس وصلاتے

حالات اعتکاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک عمل بھی ملتا ہے کہ آپ اس طرح لیٹ جاتے کہ سراقہ کس مسجد سے باہر ہوتا سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سراقہ کس کو دھوئیں اور اسے لنگھی کرتیں۔
بخاری میں ام المومنین سے مروی ہے۔

كَانَ يُخْرِجُ ذَا سَهْمٍ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُحْتَكِفٌ	اعتکاف میں سراقہ کس مسجد سے

فاغسلہ
(بخاری، باب غسل المعتکف)
باہر نکالتے اور میں اسے دھویا کرتی۔

دوسری روایت میں حضرت عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے

ان كانت ترجل النبي صلى الله عليه وسلم وهي حائض وهو معتكف في المسجد وهي في حجرتها يناديها وأسه
آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کو حالت اعتکاف میں کنگھی وغیرہ کیا کرتیں حالانکہ یہ اپنے حجرہ میں ہوتیں۔

(بخاری، باب المعتكف يدخل رأسه البيت)

امام بدرالدین عینی اس کی تفصیلی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
حجرہ انور کا دروازہ مسجد شریف کی طرف تھا۔

وكانت عائشة تقعد في حجرتها من وراء القبة ويقعد رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد خارج المحجرة فيميل رأسه اليها۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ میں قبة کے پیچھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر مسجد شریف فرما ہوتے اور اپنا سر اقدس ان کی طرف جھکا دیتے

(عمدة القاری، ۱۱ : ۱۵۸)

سر اقدس کا دھلانا بھی واضح کر رہا ہے کہ معتکف غسل کر سکتا ہے یہی وجہ ہے امام بخاری نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت ذکر کیا

ہے باب غسل المعتكف (اعتکاف کرنے والا غسل کر سکتا ہے) اس گفتگو سے یہ بھی اشکار ہو جاتا ہے کہ معتکف غسل جمعہ اور عبادت میں ذوق و شوق کی بجالی کے لیے غسل کر سکتا ہے اور ظاہر ہے یہ مسجد سے باہر ہی ہو گا نہ کہ مسجد کے اندر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی معتکف کے غسل جمعہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اما غسل جمعہ روایتی صریح دران	غسل جمعہ کے بارے میں اصول
از اصول بنی یا ہم جزا کہ در شرح	میں کوئی صریح روایت ہم نے نہیں پائی
اولا و گفته است کہ بیرون می آید	شرح اور اد میں ہے کہ معتکف
بروئے غسل فرض باشد یا نفل	غسل کے لیے باہر آ سکتا ہے۔
(اشعۃ اللمعات ۲۰: ۱۲۰)	خواہ غسل فرض ہو یا نفل۔

آپ پیچھے تفصیلاً پڑھ چکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں مغرب و عشا کے درمیان غسل فرمایا کرتے اور ظاہر ہے یہ غسل نفلی ہی تھا، حضرت شیخ کے مطالعہ میں یہ معمول اور روایت نہیں آئی تھی انہوں نے فرمایا میرے نظر سے کوئی صریح روایت نہیں گزری لیکن شرح اور اد میں، غسل نفل کی اجازت دی گئی ہے ظاہر ہے ان بزرگوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کیونکہ وہ اجتہادی طور پر ایسی بات کہاں کر سکتے ہیں؟

۴۴۔ آخری عشرہ میں پہلے سے بڑھ کر عبادت میں محنت فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال ہی عبادتِ الہی میں کوئی کمی نہ فرماتے

ماہ رمضان المبارک میں دوسرے مہینوں سے بڑھ کر عبادت فرماتے اور
حب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ان میں تو اور خصوصی عبادت
کا اہتمام فرماتے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یجتہد فی العشر
الاطخر مالا یجتہد فی غیرہ
المسلم، باب الاجتہاد فی لعشر الاواخر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آخری عشرہ میں جتنی محنت فرماتے
دوسرے دنوں میں اتنی نہ فرماتے۔

۵۔ وصال کا روزہ اور آخری عشرہ

پچھے گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دن کے ساتھ ساتھ
رات کا بھی روزہ رکھتے اور یہ وصال کے روزوں کا معمول مبارک بھی
اکثر طور پر آخری عشرہ رمضان میں ہوتا تاکہ وہ قلیل سے قلیل لمحات جو کھانے
پینے میں لگتے ہیں ان کو بھی عبادت الہی کے لیے وقف کیا جائے شیخ
ابن قیم لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس قدر عبادت
فرماتے۔

حتی انہ کان لیواصل
فیہ احیاء لیلو فرسات
لیلہ ونہارہ علی العبادۃ
(صوم النبی، ۵۸)
حتی کہ بعض اوقات وصال کا
روزہ رکھ لیتے تاکہ دن رات
کی ہر گھڑی کو عبادت الہی کے
لئے ہی مخصوص کیا جاسکے۔

۷۶۔ کس کو باندھ لیتے

آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی کمر مبارک کو کس کر باندھ لیتے جو خوب محنت و جدوجہد کی علامت ہوا کرتا ہے۔

صحابہ سے مروی ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وجد و شد المئزر

خوب محنت فرماتے اور مبارک

کمر کو باندھ لیتے

(المسلم، باب الاعتکاف)

شد المئزر کا معنی بیان کرتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں۔

هو الاجتهاد في العبادات

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر

زیادة على عادته صلى الله

ایام کی نسبت عبادات میں

عليه وسلم في غيرة

محنت اور اضافہ تھا۔

(شرح مسلم، ۱: ۳۷۲)

امام عبد الرؤف المناوی نے ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

وهو كناية عن الاجتهاد

یہ عبادت میں محنت کا بیان

في العبادة

ہے۔

(فيض القدير، ۵: ۱۳۲)

امام ابن حجر مکی آخری عشرہ کے معمولات میں بیان کرتے ہیں۔

انه صلى الله عليه وسلم كان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمر باندھ لیا

کرتے۔

يشد المئزر

(اتحاف اصل الاسلام، ۲۰۸)

”تمام رات بیدار رہتے

رمضان کی باقی راتوں میں کچھ آرام بھی فرماتے مگر آخری راتوں میں وہ تھوڑا سا آرام بھی ترک فرما دیتے اور تمام رات بیدار رہ کر عبادت الہی میں مشغول رہتے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا۔

اذا دخل العشر احيى الليل
جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم تمام رات بیدار رہتے۔

شیخ ابن رجب فرماتے ہیں یہ روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے۔
واحيى الليل كله
تمام رات بیدار رہتے۔

(لطائف المعارف، ۳۳۹)

مسند احمد کی روایت اس کی تائید کر رہی ہے۔

كان صلى الله عليه وسلم
يخلط العشرين بصلاة
وتوم فاذا جاء العشر شمر
مشد المشر
رمضان کے بیس دن آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نماز و آرام دونوں کرتے
لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا
تو کم کرکس کر باندھ لیا کرتے۔

(مسند احمد، ۶/۱۴۶۱)

امام ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کا یہ معمول نقل کیا ہے
كان النبي صلى الله عليه وسلم
اذا شهد رمضان قام ونام
فاذا كان اربعاء وعشرين
حب رمضان شروع ہوتا تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے
اور آرام بھی لیکن چوبیس رمضان

ہوتی تو آپ ایک لمحہ بھی نیند
نہ فرماتے

لعمریذق ضمنا
(الحلیہ، ۳۰۶:۶)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

لعمریذالی فراشہ حتی ینسلخ
رمضان
آرام فرما نہ ہوتے۔

دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

وطوی فراشہ
آپ کا مبارک بستر لپیٹ دیا جاتا۔

(اتحاف الی الاسلام، ۲۰۸)

باقی پیچھے جو گزرا کہ حالت اعتکاف میں بستر اور چارپائی بھی بچھائی جاتی
تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نیند فرماتے
ہوں، ممکن ہے امت کے لئے تعلیم ہو کہ معتکفین مسجد میں بستر وغیرہ لاسکتے
ہیں اور سو بھی سکتے ہیں۔

۸۷۔ سارے رمضان کا معمول

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک
معمول فقط آخری عشرہ رمضان کا ہی نہ تھا بلکہ پورے رمضان کا تھا۔ امام
بیہقی نے فضائل اوقات میں اور امام جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر
میں ام المومنین سے روایت کے الفاظ یہ نقل کیے ہیں۔

جیسے ہی رمضان شروع ہوتا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس کر باندھ لیتے
اور اس کے اختتام تک آرام فرما
نہ ہوتے۔

کان اذا دخل رمضان
شد منذرہ ثوب لعمریات
فراشہ حتی ینسلخ
(الجامع الصغیر، حدیث ۶۶۸۰)

۹، گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے

رمضان کی آخری راتوں میں صرف خود ہی بیدار نہ رہتے بلکہ گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا۔

احی اللیل وایقظ
اہلہ
تمام رات قیام فرماتے اور گھر
والوں کو بھی بیدار رکھتے۔

المسلم، باب الاجتهاد فی العشر

یہاں اہل سے مراد صرف ازدواج مطہرات ہی نہیں بلکہ ہر وہ چھوٹا بڑا مراد ہے جو نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے کیونکہ طہرانی کی روایت میں یہی ہے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازدواج مطہرات کو بیدار کرتے۔

وکل صغیر وکبیر یطیق
الصلاة
اور اس چھوٹے بڑے کو
بیدار کرتے جو نماز پڑھ سکتا
ہے۔

(مسند احمد، ۱: ۳۳۳)

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے
لمریکن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اذا بقی من
رمضان عشرة ايام یدع
احدا من اہلہ لیطیق
القیام الا اقامہ

جب رمضان کے دس دن
باقی رہ جاتے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم گھر میں جسے نماز کی
طاقت ہوتی اسے بیدار فرما دیتے

(فتح الباری، ۴: ۲۱۸)

۸۰۔ اعتکاف فرماتے

رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نہایت ہی مبارک معمول اعتکاف ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کان یعتکف العشر الاواخر رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ
من رمضان حتی توفاه الله اعتکاف فرماتے یہاں تک کہ اللہ
تعالیٰ ثمر اعتکف ازواجه تعالیٰ نے آپ کو وصال عطا
من بعدہ فرمایا آپ کے بعد ازواج مطہرات
(بخاری کتاب الاعتکاف) اعتکاف کیا کرتیں۔

امام ابن شہاب زہری لوگوں کے اعتکاف نہ کرنے پر کہا کرتے۔
عجبا للمسلمین ترکوا الاعتکاف انیسویں مسلمانوں پر انہوں نے اعتکاف
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یتروکہ ترک کر دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
منذ دخل المدينة حتی نے وصال تک مدینہ منورہ میں اعتکاف
قبضہ اللہ ترک نہ فرمایا

(فتح الباری، ۴: ۲۲۹)

۸۱۔ پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ آخری عشرہ کے علاوہ رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا پہلا عشرہ اعتکاف

فرمایا پھر دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ایسے ترکہ خیمہ میں تھا جس کے دروازے پر بطور پردہ چٹائی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کو مبارک ہاتھ سے پکڑ کر خیمہ کی طرف ہٹایا۔

ثم اطلع رأسه فكلّم الناس سر اقدس نکال کر صحابہ کو قریب
فدنا منه فقال انى اعتكفت آئے کا فرمایا جب وہ قریب آگئے
العشر الاول التمس هذا الليلة تو فرمایا میں نے لیلة القدر کی تلاش
ثم اعتكفت العشر الاوسط میں پہلا عشرہ اعتکاف کیا پھر میں نے
ثم اتيت فقيل لي انت هاني درمیانی عشرہ اعتکاف کیا پھر مجھے
العشر الاخر فمن احب بتایا گیا وہ آخری عشرہ میں ہے
منكم ان يعتكف فليعتكف تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھنا،
(المسلم، کتاب الصیام) چاہتا ہے وہ اسے جاری رکھے۔

ایک مقام پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی
منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اعتكف العشر الاوسط من لیلة القدر پر آگاہی سے پہلے
رمضان یلتبس لیلة القدر اس کی تلاش کے لیے درمیانی
قبل ان تبیان له عشرہ میں بھی اعتکاف فرمایا۔

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۳۳)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا کہ لیلة القدر رمضان
کے آخری عشرہ میں ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف
آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے، امام ابن حجر مکی اس روایت
کے تحت لکھتے ہیں۔

فاعتکافہ فی الاوسط لرجائہا لیلة القدر کی تلاش کے لئے
قبل ان یبین لہ ذلک درمیانِ عشرہ میں اعتکاف، اس
فلما تبین لہ انہا فی الاخیر پر مطلع ہونے سے پہلے تھا جب آپ
اعرض عن الوسط صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا گیا
(انتکاف اہل الاسلام، ۲۰۱) کہ وہ آخری عشرہ میں ہے تو آپ نے
وسط کا اعتکاف ترک کر دیا۔

۸۲ شوال میں قضا اعتکاف

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا ہوا
یوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمہ لگایا تو سیدہ
عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اعتکاف کی اجازت چاہی جو مل گئی انہوں نے
الگ خیمہ لگایا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اعتکاف کی اجازت حاصل کر کے خیمہ لگایا، جب یہ منظر حضرت زینب
بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی اعتکاف کیلئے
خیمہ لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول صبح کی نماز کے بعد اپنے خیمہ
میں جلوہ افروز ہونے کے لئے تشریف لائے تو دیکھا آپ کے خیمہ کے
ساتھ تین اور خیمے بھی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے اٹھانے کا
حکم دیدیا۔

فتوٰۃ الاعتکاف ذلک اس ماہ رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا
الشہر ثمر اعتکف عشرۃ پھر شوال کے عشرہ میں اعتکاف
من شوال فرمایا۔
(البخاری، باب اعتکاف النساء)

اعتکاف ترک فرمانے کی حکمتیں

امام بد الدین عینی اور دیگر محدثین کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک اعتکاف کی درج ذیل حکمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ کہیں ان کا یہ عمل کمال اخلاص سے خالی نہ ہو، محض آپ کے قرب اور آپس میں غیرت و رشک کی بنا پر ہو۔

۲۔ مسجد میں ہر قسم کے لوگ اعراب اور منافقین کی آمد و رفت تھی خواتین کے لئے آمد و رفت میں تنگی و پریشانی نہ ہو۔

۳۔ ان کے خیموں کی وجہ سے مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی ۴۔ چوتھی یہ بیان فرمائی۔

لأنه صلى الله عليه وسلم	جب آپ نے مسجد میں ازواج مطہرات
إذا راهن عنده في المسجد	اکو ارد گرد دیکھا تو محسوس فرمایا یہاں
تصار كانه في منزله بمنزلة	تو گھر والا معاملہ ہی بن گیا ہے اور اس
مع ازواجه و ذهاب المقصود	سے مقصد اعتکاف (ازواج اور امور
من الاعتكاف وهو التخلي	دنیا سے جدا ہونا) فوت ہو جائے
عن الازواج ومتعلقات	گا۔
الدنيا	

(عمدة القاری، ۱۱: ۱۲۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہی حکمت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

او بالنسبة الى ان اجتماع
النسوة عنده يصير كالجالس
لأنه صلى الله عليه وسلم
كأنه في منزله بمنزلة
مع ازواجه و ذهاب المقصود
من الاعتكاف وهو التخلي
عن الازواج ومتعلقات
الدنيا

فی بیتہ و دبما شغلنہ
من التخلی لما قصد
من العبادۃ فی فہوت
مقصود الاعتکاف
آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہی
تشریف فرما ہیں اور یہ بات
خلوت میں عبادت کے منافی ہے
اور اس سے اعتکاف کا مقصد قوت
ہونے کا خطرہ تھا۔
(فتح الباری، ۴ = ۲۲۳)

اہم نوٹ

اس پر وہ لوگ ضرور غور کریں جو حالت اعتکاف میں بھی اپنے ارد گرد
عام زندگی کے ماحول کو قائم رکھتے ہیں جس سے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ
ان دنوں کچھ معمولات میں تبدیلی آئی ہے، اگر معمولات میں تبدیلی نہیں لانی تو پھر
اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت؟ آپ نے دیکھا نہیں جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دہان گھر والا ماحول ہی محسوس فرمایا تو اعتکاف ترک فرما دیا
حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ماحول اثر انداز نہیں ہو سکتا۔
چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا جس عبادت کو ایک
دفعہ شرع فرما لیتے کبھی اسے ترک نہ فرماتے اس لیے آپ نے یہ متروکہ
اعتکاف کی قضا

اعتکف فی آخر العشر
من شوال
شوال کے آخری عشرہ میں
فرمائی۔

(النجاری، باب الاعتکاف فی شوال)

۸۲ وصال کے سال میں دن اعتکاف اکثر طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا مگر رسال کے سال آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا یعنی گیارہ رمضان المبارک سے اعتکاف شروع فرما کر آخر رمضان تک جاری رکھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرمایا کرتے۔

فلما کان العام الذی قبض دصال کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ اعتکف عشرین یوما نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

(البخاری، باب الاعتکاف فی العشر الاوسط)

بیس روز اعتکاف کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے شارحین حدیث لکھتے ہیں،
۱۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کو اس لیے بڑھا دیا۔

من اجل انه علم بانقضاء	چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال
اجلہ اسلما و استکثار عمل الخیر	سے آگاہ ہو چکے تھے آپ نے عمل
لین لامتہ الاجتہاد فی العمل	خیلوں اضافہ فرما کر امت کو تعلیم دی کہ
اذا بلغوا اقصى العمر لیلقوا	عمر کے آخری حصہ میں عمل خیر میں خوب
اللہ علی خیر احوالہم	محنت سے کام لیا جائے تاکہ بہتر حال

میں باری تعالیٰ کی بارگاہ میں عافری ہو۔

۲۔ دوسری وجہ بعض علما نے یہ بیان فرمائی کہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت جبریل امین قرآن کا دور کیا کرتے تھے جس سال آپ کا وصال ہوا انہوں نے آپ سے دو دفعہ دور کیا فلذلک اعتکف قد صاما اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یعتکف مرتین دو مرتبہ کا اعتکاف ایک دفعہ فرمایا۔

۳۔ امام ابن العربی اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی وجہ سے جس اعتکاف کو ترک فرمایا تھا اس کی قضا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ شوال میں کر لی تھی مگر آپ کی خواہش ہوئی کہ قضا رمضان میں بھی کرنی چاہیے۔

اعتکف فی العام الذی یلیہ متصل سال میں بیس دن اعتکاف
عشرین یتحقق قضا العشر فرمایا تاکہ اس کی قضا رمضان ہی میں
فی رمضان ہو جائے۔

۴۔ بعض نے اس عمل مبارک کی حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ مذکورہ اعتکاف کی قضا نہ تھی وہ تو شوال میں کر لی تھی یہ اس اعتکاف کی قضا تھی جو اس سے پہلے سال سفر کی وجہ سے رہ گیا تھا۔

انہ کان فی العام الذی قبلہ اس سے پہلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کان مافرأ فلم یعتکف حالت سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ فرما
فلما کان العام المقبل اعتکف کے تھے تو آئندہ سال میں آپ
عشرین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف

دعمدة القاری، ۱۱: ۱۵۷ فرمایا۔

ما قضا ابن حجر فرماتے ہیں یہ وجہ اقویٰ ہے کیونکہ اس کا ذکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

مافرأ فلم یعتکف فلما ایک سال ہم نے سفر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کان العام المقبل اعتکف عشرین اعتکاف نہ فرما کے پھر آئندہ سال میں آپ
دفعۃ الباری، ۴: ۲۲۹ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس یوم اعتکاف فرمایا

وصال کا کمال شوق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل کی حکمت ان پر محبت الفاظ میں بیان کی ہے۔

از جہت کمال شوق و تہیہ و استعداد
بوصول درگاہ بیست
بارگاہ خداوندی میں کے وصال و
ملاقات کے شوق اور اس کی بہتر
تیاری کے لیے ایسا کہا کسی نے کہا
خوب کہا
وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

(اشعۃ اللمعات ۲: ۱۲۰)
جب ملاقات کا وعدہ قریب آتا ہے
تو شوق کی آگ مزید بھڑک اٹھتی
ہے۔

۸۲۔ اعتکاف مسجد میں فرماتے نہ کہ حجرہ میں

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے مسجد سے ہی متصل بلکہ بقول بعض تابعین کے مسجد کے اندر تھے مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اعتکاف نہ فرمایا حضرت عطاء بن ابی رباح سے جب یہ پوچھا گیا کہ مجاورت اور اعتکاف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا یہ الگ الگ ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا یہ دونوں مختلف ہیں، مجاورت کے لیے مسجد شرط نہیں اور اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے پھر اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بطور دلیل بیان کیا
کانت بیوت النبی صلی اللہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس

عليه وسلم في المسجد قلها
اعتكف في شهر رمضان
خارج من بيوتك الى
بطن المسجد فاعتكف فيه
(عمدة القاري، ۱۱: ۱۲۱)
حجرے مسجد میں ہی تھے مگر جب
آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان
میں اعتکاف فرماتے تو ان سے نکل کر
مسجد میں تشریف فرما ہو کر اعتکاف
فرماتے۔

حجرے میں اعتکاف نہیں ہوتا

یہاں اس بات کا ذہن نشین کر لینا نہایت ضروری ہے کہ جس مقام پر
اعتکاف کیا جاسکتا ہے وہ مسجد کا ہال، برآمدہ اور صحن ہے کیونکہ انہی پر حقیقتہً
مسجد کا اطلاق ہوتا ہے اس کے علاوہ وہ حصہ جو مسجد کی ضرورت کے لئے
وقف ہوتا ہے مثلاً وضوخانہ، حجرہ امام اور گودام وغیرہ وہ مسجد نہیں بلکہ
وہ حکیم مسجد میں ہوتا ہے لہذا اس حصہ میں اعتکاف نہیں کیا جاسکتا بلکہ
معتکف حالت اعتکاف میں اگر ان حصص میں بلا ضرورت جائے گا تو اعتکاف
فاسد ہو جائے گا جب اعتکاف کے لیے مسجد کا ہونا ضروری ہے تو جو لوگ
حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں ان کا اعتکاف نہیں ہوگا۔

آج کئی لوگ اپنا امتیاز اور پھوٹو کول قائم رکھنے کے لیے مسجد کے
بجائے الگ حجروں میں اعتکاف کرتے ہیں انہیں احساس ہونا چاہیئے
مسجد سب سے افضل و اعلیٰ مقام ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ اللہ کے گھر
کی رحمتوں اور برکات سے محروم کر دیئے گئے ہوں جب اللہ کے حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ چھوڑ کر مسجد میں بیٹھتے ہیں تو ہمیں کیا ہو گیا ہے؟

۱۵۔ اعتکاف کیلئے خیمہ لگواتے

اعتکاف چونکہ نام ہی مخلوق سے جدا کر خالق کی چوکھٹ پر بیٹھ جانے کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ یہ مقام ہر وقت حاصل ہے مگر آپ امت کی تعلیم کی خاطر باقاعدہ خیمہ میں اعتکاف فرماتے تاکہ اعتکاف کرنے والے کو اپنے رب سے خلوت نصیب ہو اور ایسی یکسوئی مل جائے کہ سارا سال اس کا دل اپنے خالق و مالک کی طرف ہی متوجہ رہے، اس کا دل کسی کار کی طرف ہو مگر دل حقیقی محبوب اور یار کی طرف ہی رہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔

فكنت اضرب له خباء
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
خیمہ نصب کیا کرتی تھی۔

(البخاری، باب اعتکاف النساء)

دوسرے مقام پر فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا صلى انصرف إلى بنائه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (فجر)
ادا کر کے اپنے مقدس خیمہ میں تشریف
فرما ہوتے۔

(البخاری، باب من اراد ان يعتكف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آپ نے پہلا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا۔

ثم اعتكف العشر الاوسط
فی قبة تركية على سدتها
دوسرا عشرہ بھی اعتکاف فرمایا اور
یہ اعتکاف ترکی کی خیمہ میں تھا جس
کے دروازہ پر چٹائی پرودہ تھا،

حصیر قال فاخذ الحصیر

بیدہ فحاشا فی ناحیۃ القبة ثم اطلع راشہ فکلم الناس

اس چٹائی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف کر کے مراقبہ نکال کر لوگوں سے کلام فرمایا۔

(مؤطا امام مالک، کتاب الاعتکاف)

امام ابن ماجہ نے ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہی باب الاعتکاف فی خیمۃ بنی المسجد ہے۔

انہی روایات کی بنا پر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ معمول بیان کیا۔ شیخ ابن قیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک معمول کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

وکان یأمر بتجاء فیضویہ لہ فی المسجد یخلو فیہ بریہ عزوجل

آپ خیمہ لگانے کا حکم فرماتے جو مسجد میں لگا دیا جاتا آپ اس میں اپنے رب کے ساتھ خلوت میں رہتے

(صوم النبی، ۱۹۴)

ڈاکٹر محمد عبدہ یحییٰ لکھتے ہیں۔

کان اعتکافہ فی قبة تنصب لہ فی المسجد قرب بیتہ (ہکذا اصام رسول اللہ، ۳۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں اعتکاف فرماتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس گھر کے پاس نصب کیا جاتا تھا۔

شیخ عطیہ محمد سالم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کے حجت لکھتے ہیں۔

فقہی هذا الحدیث اعتکافہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبة توكية

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ترک خیمہ میں اعتکاف فرماتے تھے

وفي بعض الآثار قبة من
خوص
بعض روایات میں کھجوری خیمہ کا
بھی ذکر ملتا ہے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۸۹)

شیخ محمد بن عبد اللہ العلوی ماشیہ ابن ماجہ میں قبة ترکیة کے تحت
لکھتے ہیں۔

ای قبة صغيرة من لبود
(مفتاح الحاجہ، ۱۲۸)
یعنی چمڑے کا چھوٹا خیمہ ہوتا
تھا۔

خدا را سوچئے

آپ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول پڑھا کہ اپنے رب اکرم
سے خلوت کے لئے خیمہ لگاتے۔ اگرچہ آپ خیمہ کے محتاج نہ تھے مگر اس
میں ہمارے لئے تعلیم تھی تم اگر اپنے رب سے یکسوئی چاہتے ہو تو یہ
چند دن اس طرح تنہائی میں بیٹھو بس تمہارا رب ہو اور تم اعتکاف کو
کو میلہ بنانے والے اس پر ضرور غور کریں کہیں لوگوں کو اپنے رب کریم
کی طرف متوجہ کرنے کے بجائے غافل تو نہیں کر رہے؟ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے عمل کی پیروی ہی بندے کو رب کا محبوب بناتی ہے اسے
چھوڑ کر رب کو نہیں پایا جاسکتا لہذا ضروری ہے لوگوں کو اعتکاف کے
موقعہ پر اجتماعیت کے بجائے تنہائی کا درس دیا جائے تاکہ وہ مقصد
اعتکاف کو پاسکیں۔

۸۶۔ خیمہ میں نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے

اعتکاف کی ابتدا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان المبارک کی شام کو فرما دیتے، رات مسجد میں ہی بسر ہوتی مگر خیمہ میں اکیس رمضان کی نماز فجر ادا کر کے داخل ہوتے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے۔

فكنت اضرب له خباء
فیصلی الصبح ثم یدخله
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ
نصب کیا جاتا اور اس میں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کر کے
(البخاری، باب اعتکاف النساء)

تشریف فرما ہوتے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف فرماتے

فاذا صلی الخداة دخل
مکانہ الذی اعتکف فیہ
حبیب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو پھر
اس مقام (خیمہ) پر تشریف فرما
ہوتے یہاں آپ متکف ہوتے۔
(البخاری، باب الاعتکاف فی شوال)
مسلم کے الفاظ ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف
صلی الفجر ثم دخل معتکفه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
اعتکاف کرتے تو نماز فجر ادا کر کے
اعتکاف کی جگہ تشریف فرما ہوتے
(المسلم، کتاب الاعتکاف)

شارح مسلم امام نووی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انہ دخل المعتکف
وانقطع فیہ وتخلی بنفسه
نماز فجر کے بعد جائے اعتکاف
میں داخل ہو جاتے، تمام لوگوں سے

بعد صلوٰۃ الصبح لا ان ذلک
وقت ابتداء اعتکاف بل
کان من قبل المغرب
معتکفا لا بثانی جملة
المسجد فلما صلی الصبح
الفرد
در شرح مسلم، ۱: ۳۷۱
منقطع ہو کر تنہائی میں تشریف
لے جاتے اس کا مفہوم یہ نہیں
ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
فجر کے بعد اعتکاف شروع کرتے
بلکہ اعتکاف تو مغرب کے بعد شروع
کرتے مگر مسجد میں ٹھہرے رہتے
فجر کی نماز ادا کر کے تنہائی میں تشریف
لے جاتے۔

تنہائی اور خلوت کی تائید

پچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول گزرا کہ آپ اعتکاف
کے لئے خیمہ لگایا کرتے مذکورہ احادیث اس کی تائید کر رہی ہیں،
ان میں "الفرد" (آپ جدا ہو جاتے) اور دخل معتکفہ (آپ جائے
اعتکاف میں داخل ہو جاتے) کے الفاظ اسی بات کی نشاندہی کر رہے
ہیں۔

محدثین کرام نے لفظ معتکف کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے
کہ اس سے مراد

الموضع الذی کان یخلو فیہ
عن اعین الناس
(حاشیہ مشکوٰۃ، ۱۸۳)
وہ مقام ہے جس میں اعتکاف
کرنے والا لوگوں کی نگاہوں
سے غائب اور خلوت میں چلا
جاتا ہے

انہی روایات کے پیش نظر اہل سیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بیان کیا۔

وكان صلى الله عليه وسلم
يدخل معتكفه اذا صلى
فجر اليوم الاول من
العشر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے اعتکاف
میں آخری عشرہ کے پہلے دن
نماز فجر کے بعد داخل ہوتے۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۰)

ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کی حکمت یہ ہو کہ چونکہ رات کو مسجد نمازیوں سے خالی ہو جاتی ہے لوگوں کا آنا جانا کم ہو جاتا ہے اس لیے معتکف رات کو خیمہ سے باہر رہ سکتا ہے اور دن کو لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ خیمہ میں منتقل و مقیم رہے

۱۷۷۔ حسب ضرورت گفتگو فرماتے

دوران اعتکاف حسب ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر لوگوں سے ملاقات اور گفتگو فرمانے کا معمول بھی تھا۔

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے گزرا، آپ نے درمیان عشرہ بھی اعتکاف فرمایا ہم بھی آپ کے ساتھ اعتکاف میں تھے ہمیں خیمہ سے سراقہ نکال کر فرمایا۔

فقیل لی انتہا فی العشر
الا و اخر فمن احب منکم
مجھے آگاہ کیا گیا ہے لیلة القدر
آخری عشرہ میں ہے تم میں سے

ان یعتکف فلیعتکف
والمسلم، کتاب الصیام،
جو اعتکافات جاری رکھنا چاہتا
ہے جاری رکھے۔

۸۸۔ حسب ضرورت ملاقات فرماتے

گفتگو کے علاوہ ملاقات فرماتا بھی ثابت ہے آپ کی اہلیہ محترمہ
ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

جاءت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تزودہ فی اعتکافہ
فی المسجد فی العشر الاواخر
من رمضان فتحدثت عنده
ساعة ثم قامت فقام النبی
صلی اللہ علیہ وسلم معها یقلبا
حقاً اذ ابلغت باب المسجد
عند باب ام سلمہ
(البخاری، باب هل یخرج المعتکف)
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہے
وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آخری عشرہ کے اعتکافات میں مسجد
میں نیارت کے لیے حاضر ہوتیں،
تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی جب
وہ واپس جانے کیلئے اٹھیں تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکو الوداع کرنے
کے لیے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ مسجد
کے اس دروازے تک پہنچ گئیں جو باب
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب ہے

حضرت صفیہ کے آنے کی وجہ

حالات اعتکافات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حضرت
صفیہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی حکمت بھی محدثین نے بیان کی کہ یہ —
زعما یہود کے رئیس کی صاحبزادی تھیں وہاں سے گرفتار ہو کر آئیں آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے آواز فرما کر اپنے عقد میں لے لیا۔

لقد عز عليها فداق رسول
الله صلى الله عليه وسلم
فاستوحشت لبعده فجاثه
تسعى الزيارته والالتى
به رضوان الله عليها
ما برها وصدقها
ر هكذا امام ۶۰

توان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی
شاق گزری اور دوری کی وجہ وحشت
ہو گئیں اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت اور ملاقات کے لیے حاضر
ہوئیں۔

روایت ہشام بن یوسف میں ہے کہ اس موقع پر دیگر ازواج مطہرات
بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تھیں (معدۃ القاری ۱۱ : ۱۵۱)
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو گھڑ تک چھوڑنے جانے کی حکمت محدثین نے
بیان کرتے ہوئے کہا۔

ان خروجه صلى الله عليه وسلم
مع صفية محمول على انه
خروج لم يكن له بد منه
لانه كان ليلاً قلم يامن
عليها۔
(الاعتكاف، ۶۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا ایسا تھا
جس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ
رات کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کے بارے میں غم
تحفظ محسوس فرمایا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے۔
ان بیوت رفقتها کانت
اقرب من منزلها فخشى
النبي صلى الله عليه وسلم عليها
دفع الباري، ۴ : ۲۲۴

باقی ازواج مطہرات کے گھر ان کے
گھر سے قریب تھے ان کا در در تھا اس
لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تنہا
جانا مناسب نہ سمجھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے
کان یخرج رأسہ من المسجد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکان
وہو معتکف فاعسلہ میں سراقہ مسجد سے باہر نکالتے اور میں
(البخاری، باب غسل المعتکف) اسے دھویا کرتی تھی۔

یعنی حالت اعتکاف میں نہ تو اتنی سختی ہے کہ انسان بات ہی نہ کرے اور نہ اتنی
کھلی چھٹی ہے کہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے اس لئے یہاں دو باتوں کا خیال رکھنا
نہایت ضروری ہے۔

۱۔ یہ ملاقات اور گفتگو حسب ضرورت ہی ہونی چاہیے نہ کہ عام معمول کے
مطابق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس معمول سے اتنا تو ثابت کرنا
عین اسلام ہے کہ معتکف حسب ضرورت کسی سے گفتگو کر سکتا ہے یا
کسی سے مل سکتا ہے مگر اس سے جماعتی کالفرنسوں، جلسوں، جلوسوں اور
میٹنگوں پر ثروت فراہم کرنا اسلام پر ظلم اور زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔
۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے گھر تک چھوڑ
آنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ معتکف ہر وہ کام کر سکتا ہے جس کے بغیر
چارہ نہ ہو اور وہ کام مسجد میں نہ ہو سکتا ہو اور معتکف کے علاوہ کوئی دوسرا اسے
انجام بھی نہ دے سکتا ہو۔ اس لئے فقہا کرام نے یہ تصریح کی ہے۔

کل مال جدید لہ منہ ولا یبکن کل مال جدید لہ منہ ولا یبکن
فعلہ فی المسجد قتلہ الخروج فعلہ فی المسجد قتلہ الخروج
الیہ فلا یفسد اعتکافہ الیہ فلا یفسد اعتکافہ
(الاعتکاف، ۵۹)

ہر وہ عمل جس کے بغیر چارہ نہ
ہو اور مسجد میں اس کی ادائیگی ممکن
نہ ہو تو ایسی صورت میں معتکف
باہر جاسکتا ہے اس لیے اعتکان
فاسد نہ ہوگا۔

۸۹۔ بستر اور چارپائی

خیمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بستر یا چارپائی بھی بچھائی جاتی،
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو

طرح لہ فرامشہ اذ یضع
لہ سریرہ

بچھائی جاتی تھی۔

(ابن ماجہ، ۱۲۸)

آپ کا مقام اعتکاف

مذکورہ روایت میں آپ کے مقام اعتکاف کی نشاندہی بھی کی گئی ہے

یوضع لہ سریرہ ولاء
استوانۃ التوبۃ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ستون توبہ کی کچھلی طرف چارپائی

بچھائی جاتی تھی۔

(ابن ماجہ، ۱۲۸)

یہ ستون ریاض الجنۃ میں ہے، صحابی رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ
سے غلطی ہو گئی تو انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون کے ساتھ باندھ لیا اور
قسم کھائی۔

حبیب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں کھولیں گے اور اللہ تعالیٰ توبہ

قبول نہیں فرمائے گا میں یہاں

سے نہیں جاؤں گا۔

لا ینفکھ الا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وان

یتوب اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
باخون سے انہیں کھولا اس وجہ سے اس مبارک ستون کا نام ستونِ توبہ ہے
اسے "ستون ابو لبابہ" بھی کہا جاتا ہے۔

محل اعتکاف اور ستون سریر

مذکورہ روایت سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ محل اعتکاف ستونِ توبہ کی پچھلی
طرف تھا لیکن اس کی خصوصی نشاندہی کے لیے ترکوں نے ستون سریر بنایا جو اس
مقام پر ہے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے اور وہ ستونِ روضہ
اقدس کی جالی میں مرجع زیارت ہے، شیخ عطیہ محمد سالم رقمطراز ہیں۔

و یوجد الان اسطوانة تسمى	اب اس مقام پر جو ستون ہے اس
اسطوانة السریر وتقع شرقی	کا نام اسطوانة السریر ہے وہ ریاض
الروضۃ فی اول المشبك	الجنة کی مشرقی جانب حجرہ نبوی کی پہلی
الموجود علی الحجرۃ	جالی میں ہے۔

دمع الرسل فی رمضان ۹۰۱

صحابہ اس مقام کی زیارت کرواتے

صحابہ کرام نے اس مقام کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو
اس مقام کی نشاندہی کرتے اور اس کی زیارت کرواتے حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد و شیعہ حضرت امام نافع رحمہ اللہ تعالیٰ
کا بیان ہے۔

قد ادا نى عبد الله بن محبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی

عمر المکان الذی کان یعتکف اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مقدس
فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ مقام کی زیارت کروائی یہاں اللہ
وسلم من المسجد تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف
(المسلم کتاب الاعتکاف) فرمایا کرتے۔

۹۰۔ کھانا و پینے تناول فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں فقط تجدید وضو وغیرہ کے لئے
حجرہ انور میں تشریف لے جاتے لیکن کھانا و پینے تناول نہ فرماتے بلکہ مسجد
میں ہی مقام اعتکاف میں تناول فرماتے
ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نقط حاجت انسانی کے لئے گھر تشریف لاتے اس کے تحت شیخ عطیہ محمد
سالم لکھتے ہیں۔

اما طعامہ و شرابہ فکان آپ کے لئے کھانا مقام اعتکاف
یؤتی بہ الیہ فی معتکفہ میں ہی لایا جاتا تھا۔
(مع الرسول فی رمضان، ۹۲)

ڈاکٹر محمد عبیدہ بیانی رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت طبعی اور
تجدید وضو وغیرہ کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔

اما طعامہ و شرابہ فکان لیکن کھانا مسجد میں ہی آپ کے
یأتیہ الی معتکفہ فی المسجد محل اعتکاف میں لایا جاتا تھا۔
(ہکذا، صام رسول اللہ، ۴۷)

۹۔ شب قدر کی فضیلت بیان فرماتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لیلۃ القدر، خیر من الف شهر (القدر) ہے۔

یعنی ہزار سال کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ بڑھ کر ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی فضیلت اور قدر و منزلت بیان فرمایا کرتے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قام لیلة القدر، یاتا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (البخاری، فضل لیلۃ القدر)

جس نے حالت ایمان اور اپنا احتساب کرتے ہوئے شب قدر میں قیام کیا اسے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قامها ابتغاءها ثم وقعت له غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر (مسند احمد، ۵: ۳۱۸)

جس نے اسکی تلاش کے لئے قیام کیا پھر اسے نصیب ہو گئی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آقا دو جہاں صلی اللہ

علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا
اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے۔

من حرم خیرھا فقد حرم
النسائی، فضل شہر رمضان) جو اسکی خیر سے محروم رہا وہ
محروم کر دیا گیا۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول خطبہ حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم میں بھی یہ کلمات ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک ایسی رات ہے
جو ہزار مہینہ سے افضل و بہتر ہے۔

فبہ ليلة خیر من الف
شہر (صحیح ابن خزیمہ) اس میں ایک رات ہے جو
ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم پر رمضان المبارک سایہ فگن ہو رہا ہے اس میں ایک ایسی رات
ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے

من احرماھا فقد حرم
الخیر کلہ ولا یحرماھا الا
محروم جو اس سے محروم رہا وہ تمام
خیر سے محروم کر دیا گیا اور اس
سے سوائے محروم کے کوئی محروم
دا تحاف اهل الاسلام، ۲۱۹) نہیں رہتا۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله ينظر ليلة القدر
الى المؤمنين من امة محمد
فيقو عنهم ويرحمهم
الا اربعا۔ شب قدر میں اللہ تعالیٰ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے
اِل ایمان پر نظر رحمت فرما کر
انہیں معاف فرماتا ہے اور

ان پر رحم کرتا ہے مگر ان چار
آدمیوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا۔

شرابی، والدین کا نافرمان، کاہن اور صلہ رحمی قطع کرنے والا

(اتحاد ۲۳۳۶)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شب قدر میں حضرت جبریل، جماعت ملائکہ کے ساتھ زمین پر
آتے ہیں اور ہر ذکر الہی کرنے والے کے لیے دعا کرتے ہیں خواہ وہ حالت
قیام میں ہو یا حالت قعود میں ہو (شعب الایمان للبیہقی)

۹۲۔ شب قدر کی علامات بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر کی فضیلت کے ساتھ ساتھ اس کی
علامات بھی بیان فرماتے۔

۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا شب قدر، رمضان کی
تیس رات ہے، حضرت زربین حبش رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس پر کیا دلیل
تو فرمایا۔

اس علامت کی بنا پر جس کی اطلاع	بالعلامة التي اخبرنا بها
ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول الله صلى الله عليه وسلم
نے دی اس دن اس کا سورج	انها تطلع يومئذ لا شعاع
بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے	لها كانتا طست
گویا وہ طشت کی طرح ہوتا ہے	(المسلم، باب فضل ليلة القدر)
	مسند احمد کے الفاظ ہیں۔
اس کی علامت یہ ہے کہ اس	واية ذلك ان الشمس

یصبح الغد من تلك الليلة کی صبح کا سورج بغیر شعاعوں
ترقراق نہیں لہا شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت اقدس میں شب قدر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایکریذ کو حین طلع القمر تم میں سے کس کو یاد ہے اس
وہو مثل شق جفنة رات چاند پیالہ کی مانند طلوع ہوا
(المسلم، کتاب الصیام) تھا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شب قدر کی علامت یہ ہے۔

صافیة بلجة کان وہ نہایت ہی صاف روشن ہوتی
فیہا قمر أساطعاً لبدفہا ہے اس میں چاند چمکدار، نہ اس
ولا حر ولا یل ملکب میں ٹھنڈک اور نہ گرمی اور اس
ان یوسی بہ فیہا حتی میں صبح تک سترے نہیں مارے
تصبح جاتے۔

(الفتح الربانی، ۱۰: ۲۶۶)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شب قدر سے آگاہ کیا گیا پھر اسے بھلا دیا گیا۔ یہ
آخری عشرہ میں ہے۔

وہی لیلة طلقة بلجة لا یہ رات صاف شفاف ہوتی ہے
مارة ولا بادرة کان فیہا نہ اس میں گرمی اور نہ ٹھنڈک
قمر یقنع کو اکبہا لا ہوتی ہے اس میں چاند ہونے

یخرج شیطانہا حتی یمخرج کے باوجود ستارے واضح ہوتے
فجرہا ہیں اس دن طلوع آفتاب بغیر
(صحیح ابن خزیمہ، ۳۳۰:۳) شیطان کے ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے شب قدر کے بارے میں فرمایا۔

لیلة سمحة طلقة لاحادة رات نہایت معتدل اور صاف
ولایاردة تصبح شمسها ہوتی ہے نہ گرم اور نہ ٹھنڈی،
صبحتها ضعیفة حمراء اس دن کا سورج سرخی مائل
(مسند طرابلسی، ۳۲۹) طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابو عقیب اسدی کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہ اپنے گھر کی چھت پر تھے
ہم نے یہ کہتے ہوئے سنا۔

صدق اللہ ورسولہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے
سچ فرمایا۔

جب نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن آپ
کہہ رہے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اس کی کیا حکمت تھی؟
فرمانے لگے، شب قدر سبع اواخر کے نصف میں آتی ہے۔

وذلك ان الشمس تطلع اس دن سورج سفید طلوع ہوتا
یومئذ بیضاء لا شعاع ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتی
لہا فنظرتہا فوجدتہا میں نے اسے آج دیکھا تو اسے
لما حدثت فکبرت اس طرح پایا تو میں نے اللہ کی
(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳:۳۷) بڑھائی بیان کی۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کی رات کے بارے میں فرمایا۔

ليلة بلجة لاحارة ولا
ياردة ولا سحب فيها
ولا مطر ولا ريح ولا يروى
فيها بنجم۔
وہ رات روشن ہوتی ہے نہ
گرم نہ ٹھنڈی نہ اس میں بادل
ہوتے ہیں نہ ہوا اور نہ اس میں
ستارے ٹوٹتے ہیں۔

اور اس کے دن کے بارے میں فرمایا۔
تطلع الشمس لا شعاع لها
سورج بغیر شعاعوں کے طلوع
ہوتا ہے

(المعجم الكبير للطبرانی، ۲۲: ۵۹)

۹۳ شب قدر پانے کا طریقہ بیان فرماتے

امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رافت کا یہ عالم کہ آپ نے شب قدر پانے کا طریقہ بھی بیان فرمادیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من صلى العشاء الاخرة
في جماعة في رمضان فقد
ادرك ليلة القدر
جس نے تمام رمضان میں نماز
عشا باجماعت ادا کی اس نے
شب قدر پالی۔

(صحیح ابن خزمیہ، ۳/۳۳۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلى المغرب والعشاء
جس نے شام و عشا

فی جماعۃ فقد اخذ من فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اس
لیلۃ القدس بنصیب وافر نے شب قدر سے خوب حصہ
دال کامل، ۴، ۸۲) پالیا۔

امام ابوالشیخ اصبہانی نے سند ضعیف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من صلی العشاء الاخرۃ جس نے تمام رمضان میں عشا
جماعۃ فی رمضان فقد باجماعت ادا کی اس نے شب قدر
ادل لیلۃ القدس کو پالیا۔

(غایۃ الاحسان، ۵۸)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے
مرسلاً نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رمضان المبارک
پایا، دن کو روزہ رکھارات کو قیام کیا، اپنی نگاہ شرمگاہ، زبان اور ہاتھ کی حفاظت
کی، باجماعت نماز ادا کی، جمعہ میں جلدی حاضر رہا۔

استکمل الاجر وادل اس نے اجر کامل طور پر پالیا،
لیلۃ القدس، وفانہ بجائزۃ شب قدر اور رب اکرم سے
الرب انعام حاصل کرتے ہیں کامیاب
(غایۃ الاحسان، ۵۸) ہو گیا۔

۹۴ تلاش شب قدر کی تلقین فرماتے

اپنے صحابہ کو لیلۃ القدر کی جستجو و تلاش اور اس کے حصول کی تلقین فرمایا
کرتے۔

۱۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

تحر والیلة القدس فی
العشر الاواخر من رمضان
رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر
پانے کی کوشش کرو۔

(البخاری، ۲۰۱۷)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رحمة للعالمین صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا

التمسوها فی العشر الا
واخر من رمضان
شب قدر کو رمضان کے آخری
عشرہ میں تلاش کرو۔

(البخاری، ۲۰۲۱)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

من کان متحریها فلیتحرها
فی البیحة الاواخر
جو شب قدر تلاش کرتا چاہے
وہ اسے رمضان کی آخری سات
راتوں میں تلاش کرے۔

(البخاری، ۲۰۱۵)

۹۵۔ لیلة القدر کا معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة القدر میں تمام رات قیام فرماتے خوب عبادت
ودعا کا اہتمام فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من قام لیلة القدر ايماناً
واحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ
من ذَنْبِهِ
جس نے حالت ایمان اور رضا
الہی کے لیے شب قدر میں
عبادت کی اس کے سابقہ
گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

(بخاری و مسلم)

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کی خاطر دس راتیں (آخری عشرہ) قیام فرماتے، پیچھے گزر چکا ہے کہ اپنی مبارک کمر کس کر باندھ لیتے اور شب روز عبادت الہی میں محنت و جدوجہد فرماتے حتیٰ کہ دھال کا روزہ رکھ لیتے تاکہ جو وقت کھانے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ عبادت الہی میں گزرے۔

۹۲۔ دعا کی تعلیم دیتے

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رحمۃ للعالمین اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کان یوقظ اہلہ فی
العشر الاخیر من
رمضان
رمضان کے آخری عشرہ
میں اپنے گھر والوں کو بیدار
فرماتے۔

(فتح الباری، ۴: ۲۱۸)

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ
ادائیت ان وافقت
لیلۃ القدس ما اقول فیہا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس
بارے میں کیا فرماتے ہیں
اگر میں لیلۃ القدس پاؤں تو اس
میں کیا پڑھوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کے
حضور دعا کرو اور مانگو

اللهم انك عفوتخب اے اللہ تو معاف فرمانے والا
العفو قاعف عني ہے معافی دینے کو پسند فرماتا
(الترمذی، کتاب الدعوات) ہے پس مجھے معاف فرمادے

دعا کی تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

عَفُوْ، اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے۔ اس کا معنی ہے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانے والا اور ان سے ان کے گناہوں کے اثرات ختم فرما دینے والا،

تُخَبِّ العفو۔ معافی دینے کو پسند فرماتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو معافی دینا پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ بندے سے ایک دوسرے کو معاف فرمادیں، جو بندہ چاہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ معافی دے وہ اس کے بندوں کو معافی دینا سیکھتے یعنی دوسروں کو معاف کر کے یہ عرض کرے اے اللہ میں نے بندہ ہو کر دوسروں کو معاف کر دیا ہے تو خالق و مالک ہے مجھے معاف فرما، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے۔

لا یرحم لا یرحم جو کسی پر رحم و شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا

تم مہربانی کرو اہل زمین پر

خدا مہربان ہو گا فرش بریں پر

اور اگر بندہ ناتوان و محتاج ہو کر کسی کو معاف نہیں کرتا تو وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو عذاب کی

بنسبت معافی دنیا محبوب ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے۔

اعوذ برضاک من سخط
و عفو من عقوبتک
و المسلم، باب یقال فی الركوع
میں تیری ناراضگی سے تیری رضا
میں پناہ چاہتا ہوں اور تیرے
عذاب سے تیرے عفو و درگزر
میں پناہ چاہتا ہوں۔

اس دعا کی جامعیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بتائی ہوئی دعا اس قدر جامع ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی شئی اس سے باہر و خارج نہیں واقعہً جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا انعام و مشردہ مل جائے اس کے دونوں جہاں سنور گئے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے

اللہم انی اسألك

العافیة

اے اللہ میں تجھ سے عافیت

مانگتا ہوں

(المسلم، کتاب الذکر)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لا تاتمنوا لقاء العدو واسألو

اللہ العافیة

(البخاری، کتاب الجہاد)

ایک صحابی کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی۔

اللہم عافنی فی بدنہ
اے اللہ مجھے میری بدن میں عافیت

۱۷۴

اللهم عافني في جسدی
اللهم عافني في بصری
والمسلم، کتاب الذکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
مقبور نبوی پر تشریف فرما ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تنہا ہ کیا اور رو
دیئے حتی کہ تین دفعہ ایسے کیا پھر فرمایا۔

ان الناس لم يعطوا في هذه
الدنيا شيئا افضل من العفو
والعافية فسلوها الله
عز وجل۔

لوگوں کو اس دنیا میں معافی
اور عافیت سے بڑھ کر کوئی
شی نہیں دی گئی لہذا تم اللہ
عز وجل سے انہی کو مانگا کرو۔

(مسند حمیدی، ۱-۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے آپ فرمایا
کرتے۔

لان اعاني فاشكر احب
الي من ان ابتلي فاصبر
(فتح الباری، ۶: ۱۵۶)

مجھے عافیت ملے اور اس پر
میں شکر ادا کروں میرے لئے
یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی
مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں
اور صبر کروں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

ليس يعاد من لم يكن
غاية امله من الله سبحانه
وتعالى العفو

وہ صاحب معرفت ہو ہی نہیں
سکتا جس کی اپنے رب سبحانہ
وتعالیٰ سے آخری اور انتہائی

(لطائف المعارف، ۳۷۱) امید معافی کی نہ ہو۔

حضرت مطر رحمہ اللہ تعالیٰ یہ دعا کیا کرتے۔

اللہم ارض عنا فان لم
ترض عنا فاعف عنا
اے اللہ ہم سے راضی ہو جا
اگر راضی نہیں ہوتا تو ہمیں معاف
(اتحاف اہل الاسلام، ۲۳۳) فرمادے۔

حضرت صلہ بن الیشم ساری رات عبادت الہی میں بسر کرتے اور سحری
کے وقت یہ دعا کرتے۔

اللہم انی اسألك ان
تجیرنی من النار ومثلی
یجتزئ ان یسأل الجنة
(لطائف المعارف، ۳۸۴)
اے اللہ میں آپ سے دوزخ
سے نجات کی دعا کرتا ہوں اور
مجھ جیسا آپ سے جنت کا سوال
کرنے کی کیسے ہر آت کر سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا یہی وصف بیان کرتے
ہوئے فرمایا۔

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجُونَ
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ
وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں
(عبادت میں مشغول رہتے ہیں)
اور بوقت سحری اپنے رب سے
معافی مانگتے ہیں۔

گویا ان کا سبق یہ ہے کہ جس کے گناہ کثیر و عظیم ہیں وہ رضا کے بجائے
معافی کا خواستگار بنے

ان كنت لا اصلح للقرب فشا تكم عفو عن الذنوب
(اگرچہ مجھ میں محبوب کے قرب کی صلاحیت نہیں مگر معافی دینا تو اس
کی شان کریں)

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ بعض صلیح اپنے رب اکرم کے حضور
یوں دعا کرتے

اللہم ان ذنوبی قد
عظمت فجلت عن الصفۃ
وانتھا صغیرۃ فی جنب
عفول قاعف عنی
اے اللہ میرے جرائم بلاشبہ اتنے
بڑے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں
مگر تیرے عفود و درگزر کے مقابلہ
میں ان کوئی حقیقت نہیں لہذا
مجھے معاف فرما دے۔

ایک بزرگ کی دعا کے یہ کلمات ہوا کرتے تھے۔

جرمی عظیم و عفول کبیر
قاجمع بلین جرمی و عفول
یا کریم
میرے جرائم عظیم مگر تیرا عفو کبیر
ہے اے کریم میرے جرم اور
اپنے عفود و دنوں کو اکٹھا
فرما کر فیصلہ فرما دے۔

(لطائف المعارف، ۳۷۰)

قامتی عطیہ محمد سالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بارے میں لکھتے
ہیں۔

وہذا الدعاء فی ایجازہ
جامع کل النحیر یا عجاۃ
لان من رزق عومنی فی
بدنہ و نفسہ و من الحیا
والعقاب فی عفو ذبعاۃ
المدارین
یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود
تمام عبادتوں کو معجزہ شامل
ہے کیونکہ جسے بدن و نفس
میں حساب اور عقاب سے
حقیقت نصیب ہوگی وہ سعادت
دارین سمیٹنے میں کامیاب ہو گیا۔

(مع الرسول فی رمضان، ۹۶)

دیگر معمولات پر اسے ترجیح دی جائے

چونکہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ وظیفہ ہے شب قدر میں اس کو دیگر معمولات پر ترجیح دینی چاہیے لہذا بارگاہ الہی کی طرف امیدوارین کو دل کو متوجہ کر کے نہایت ہی اخلاص اور آہ و زاری سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے، بعض اہل معرفت کا تو یہ قول ہے کہ دعا اس رات نقلی عبادت سے بھی افضل ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الدعاء في تلك الليلة

میرے نزدیک اس رات میں دعا

احب الی من الصلوة

کرنا نقلی نماز سے افضل ہے

(لطائف المعارف ۳۶۷)

اگرچہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دعا کے ساتھ قیام کا بھی حکم دیا ہے ہاں وہ عمل افضل ہوگا جس میں کثرت کے ساتھ دعا ہو مثلاً کثرت دعا اس نماز سے افضل ہوگی جو دعا سے خالی ہوگی۔

شیخ ابن رجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فیمجم بین الصلاة والقراءة
والدعاء والتفكير وهذا
افضل الاعمال واكملها
فی لیا لی العشر وغیرها
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ،
تلاوت قرآن ، دعا اور تفکر
سب کو بجا لاتے اور آخری
عشرہ رمضان ۔ اور دیگر اوقات
میں یہی اعمال افضل و اکمل ہیں

(لطائف ۳۶۸)

معافی کی تعلیم میں حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس و مبارک موقع پر بندوں کو اپنے رب اکرم سے معافی مانگنے کی تعلیم دی، شارحین حدیث نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بندوں نے رمضان المبارک میں، اس کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر میں خوب عبادت میں محنت و جدوجہد کی ہوتی ہے کہیں ان کی نگاہ اپنے اعمال پر نہ چلی جائے انھیں بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھنے کے اپنے رب کی رحمت و فضل پر نظر رکھ کر معافی

کا خواستگار ہونا چاہیے کیونکہ کون ہے جو اپنے رب کی بارگاہ کے شایانِ شان عمل بجالا سکے اور اس کی کسی ایک نعمت کا شکریہ ادا کر سکے، انسان تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ان کا کما حقہ شکریہ بجالائے شیخ ابن رجب اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انما امر بسؤال العفو	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ قدر
فی لیلۃ القدر بعد الاجتهاد	اور آخری عشرہ میں عبادت
فی الاعمال فیہا وفي	وریاضت میں محنت و جدوجہد
لیالی العشر لان العارفين	کے بعد عفو و درگزر کا سوال کرنے
یجتهدون فی الاعمال	کا حکم و تعلیم اس لیے دی کہ اہل
ثم لا یرون لانفسهم	معرفت اعمال میں محنت کے
عملاً صالحاً ولا حالاً	باوجود اپنے کسی عمل، حال اور
ولا مقالاً فیوجعون	مقال پر نظر نہیں رکھتے بلکہ کوتاہی
الی سوال العفو کمال	کرنے والے گناہ گار کی طرح
المذنب المقصر	وہ اپنے رب سے معافی مانگتے

(لطائف المعارف، ۳۷۱) ہیں۔

حافظ ابن حجر مکی رقمطراز ہیں۔

انما امر صلی اللہ علیہ وسلم
بمسوال العفو فی لیلة القدر
بعد الاجتهاد فی الاعمال
فیہا و فی لیل العشر
ایثاداً للمقام الاعظم الاکل
والعمل الاستی الرفع وهو
بذل الوسع فی العمل مع
عدم رؤیتہ والاعتقاد
بہ والتعویل علیہ لشہودہ
لتقصیر وعدم وقائہ
لما یجب لتلك الاعمال
وینیفی لہا من الکمالات
والاعتیارات فمن تامل
ذلک علم انہ لیس لنفسہ
عمل ولا قال ولا حال
فیرجع الی سوال العفو
کحال المذنب المقصر
(اتحاد اہل الاسلام، ۲۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
شب قدر اور رمضان کی آخری
راتوں میں ریاضت و مجاہدہ
کے بعد معافی مانگنے کی تعلیم
کے ذریعے بڑے کامل مقام اور
ارفع و بلند عمل کی طرف متوجہ کیا
ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال میں
پوری محنت کرنے کے باوجود
ان پر نظر، اعتماد، بھروسہ اور
گھمنڈ نہ کیا جائے کیونکہ ان کا کیا
مقام ہے اور جو شکر لازم ہے
اسکی ادائیگی ان کے ساتھ ہو ہی
نہیں سکتی، بلکہ ان سے اعلیٰ اور
کامل عمل ہونا چاہیے جو ان میں
غور کریگا وہ جان لے گا میرا نہ
کوئی عمل ہے نہ حال و قال لہذا
وہ گناہ گار بندے کی طرح معافی
مانگنے والا بن جائے گا۔

۹۔ مسجد میں قیام کا معمول

شب قدر کی تلاش کے لئے گھر میں بھی قیام کیا جا سکتا ہے مگر افضل و مستحب یہ ہے کہ اس کے لئے قیام مسجد میں کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی ملتا ہے،

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا حتیٰ کہ حب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا، تیسویں رات کا ایک تہائی حصہ، چوبیس کو قیام فرمایا پچیس کو نصف رات تک قیام فرمایا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بقیہ حصہ بھی قیام فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی جب امام کے ساتھ کچھ رات نماز ادا کرتا ہے تو اس کی بقیہ رات بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے، چھپیس کو آپ نے قیام نہ فرمایا، ستائیس کو قیام فرمایا

بعثت الی اہلہ واجتمع الناس
فقام بنا حتیٰ خشینا ان یفوتنا
الفلاح
اور اپنے گھر والوں اور لوگوں کو
جمع کر کے اتنا قیام فرمایا کہ ہمیں
سحری فوت ہونے کا خوف لاحق

(ابوداؤد، ۱۳۷۵) ہوا۔

پھر کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، نسائی میں یہ اضافہ ہے
انہ قام لیلة السابع و
العشرین ککھا حتیٰ اتمموا
وصلوا الفجر
ستائیس رات کو تمام رات قیام
فرمایا حتیٰ کہ سحری کا وقت ہوا،
سحری کی اور نماز فجر ادا کی۔

مسند احمد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے تیس رات کو ہمارے ساتھ ایک تہائی رات تک قیام فرمایا پھر فرمایا۔

لا احسب ما تطلبون الا
وداء کم

تمہیں تلاش ہے وہ بعد میں

آنے والی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس رات کو نصف رات تک قیام کیا اور
فرمایا: تمہارا مطلوب بعد میں ہے۔

ثم قمنا معه ليلة سبع و
پھر ہم نے ستائیس کو آپ کے

عشرین حتی أصبح وسکت
ساتھ صبح تک قیام کیا اس کے

بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی

ڈاکٹر فاروق حمادہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

وبهذا الحديث نستدل
اس حدیث سے ہم یہ استدلال

على ان احياء الليلة يكون
کر سکتے ہیں کہ شب قدر میں

في المسجد ويكون باجتماع
قیام مسجد میں ہونا چاہیے اس میں

الناس فيها صغيرهم
لوگ جمع ہونے چاہیں خواہ وہ بڑے

وكبيرهم من يستطيع
ہوں یا چھوٹے۔

ذلك

(ليلة القدر، ۱۰۴)

۹۸۔ غسل کا معمول

جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ
خصوصاً شب قدر میں مغرب کے بعد غسل فرمایا کرتے۔ حضرت انس بن مالک
اور حضرت زبیر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں فرمایا کرتے شب قدر

ستائیس رات ہے۔

فاذا كان تلب الليلة جب یہ رات آئے تو غسل کرو
فليغسل احدكم ويقطر اور دودھ سے افطار کرو اور افطار
على لبن وليؤخر فطره کے کھانے کو سحری تک موخر کرو
الى السحر

(مصنف عبدالرزاق، ۴، ۲۵۳)

فقط دودھ پر افطار اس لئے تاکہ بیدار رہنا آسان ہو۔
حضرت ابراہیم نخعی تابعی کے بارے میں ہے
يغتسل كل ليلة في العشر وہ رمضان المبارک کے آخری
الاواخر في رمضان عشرہ میں ہر رات غسل کیا
کرتے۔
(مصنف، ۴، ۲۵۴)

امام محمد بن جریر الطبری اسلاف کا معمول بیان کرتے ہیں۔
كانوا يستحبون ان وہ آخری عشرہ رمضان میں
يغتسلوا كل ليلة ہر رات غسل کیا کرتے تھے
من ليال العشر الاواخر
فی رمضان

(مصنف، ۴، ۲۵۴)

توشہ اور بہتر لباس

صحابہ اور تابعین کا یہ بھی معمول ملتا ہے کہ شب قدر کے موقع پر
خوشبو لگاتے اور اچھا لباس پہنتے حضرت ثابت بنانی تابعی بیان کرتے
ہیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے

حلتہ اشتواہا بالفتادہم ہزار درہم کا حلو خرید رکھا
وکان یلبیہا فی اللیلۃ تھا اسے اس رات تریب
التي ترجی فیہا لیلۃ تن فرماتے جس میں شب قدر
القدرا کی امید ہوتی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب
چوبیس رات آتی (ان کے نزدیک یہی شب قدر ہے) غسل کرتے خوشبو
لگاتے

ولیس حلتہ واذا راؤ رداء خوبصورت حلو، تہہ بند اور
فاذا اصبع طواہما فلم چادر پہنتے اور صبح کے وقت
یلبسہما الی مثلہما ان کو طے لگا کر رکھ دیتے پھر
من قابل اس طرح کے کپڑے آئندہ
سال نہ پہنتے۔

حضرت ایوب السختمانی تابعی کے بارے میں ہے وہ تیسویں رات
کو شب قدر جانتے اس میں غسل فرماتے، خوشبو لگاتے۔
ویلبس ثوبین جدیدین اور دونوں کپڑے نئے
ویستجبر پہنتے۔

(مصنف عبد الرزاق، ۴: ۲۵۰)
شیخ حافظ ابن رجب ان معمولات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے
ہیں۔

فتیس بہذا یتحب اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جن
فی اللیلۃ التي ترجی راتوں میں شب قدر کی امید ہو
فیہا لیلۃ القدرا ان میں تظافت، تربیت خوشبو

والتزين والتطيب
بالعسل والطيب واللباس
الحسن كما يشرع في الجمع
والاعیاد وكذا للشيء
أخذ الزينة بالثياب
في سائر الصلوات كما قال
تعالى خذوا زينتكم عند
كل مسجد

غسل اور خوبصورت لباس مستحب ہے
جیسا کہ جمعہ اور عیدین میں اسی
طرح بقیہ نمازوں میں لباس چھا
ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
ہر نماز کے وقت زینت
اختیار کرو۔

(لطائف المعارف، ۳۴۷)

۹۹۔ قیام میں تمام گھر والوں کو شریک کرنا

شب قدر کے موقع پر تمام گھر والوں حتیٰ کہ یا شعور بچوں کو بیدار کرنا
مستحب ہے جیسا کہ پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ
اور خصوصاً شب قدر میں تمام اہل کو بیدار فرماتے سیدنا علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

كان يوقظ اهله في العشر
الاواخر من رمضان
(مصنف عبد الرزاق ۴/۲۵۱)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ
میں اپنے تمام گھر والوں کو
بیدار رکھتے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ستائیس رات آئی تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بعث الى اهله واجتمع
الناس

اپنے گھر والوں کو بلا بھیجا اور
لوگوں کو بھی جمع فرمایا۔

(الہدایہ، ۱۳۷۵ھ)

امام اسود، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

لانت توقظنا لیلۃ ثلاث
وعشرین آپ تیسویں رات میں ہمیں بیدار
رکھا کرتیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

یرش الماء علی اہلہ لیلۃ
ثلاث وعشرین، آپ تیسویں رات اپنے
گھر والوں پر بیدار کرتے کے
لئے پانی چھڑکتے (مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۷۷)

لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے

اس پر اجماع ہے کہ لیلۃ القدر تا قیامت باقی ہے ہاں فقط اس کی تعیین اٹھالی گئی ہے تسائی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمایا وہ رمضان میں آتی ہے میں نے عرض کیا، کیا وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے۔

فاذا قبضوا رفعت ام
ہی الی یوم القیامۃ ؛ جب ان کا وصال ہوا تو ساتھ
اسے بھی اٹھا لیا گیا ہے یا یہ قیامت تک باقی ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بل ہی الی یوم القیامۃ
بلکہ یہ تا قیامت باقی ہے
(التسائی)

امام عبدالرزاق حضرت عبداللہ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں میں
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کچھ لوگ کہتے ہیں
ان لیلة القدس رفعت شب قدر اٹھالی گئی ہے۔
آپ نے فرمایا۔

كذب من قال ذلك ایسا کہنے والا کاذب اور جھوٹا
(فتح الباری، ۴: ۲۱۲) ہے۔

حضرت عبداللہ بن شریک سے ہے کہ حجاج نے شب قدر کا تذکرہ
اس انداز میں کیا گویا وہ اس کا انکار کر رہا ہے تو صحابی رسول حضرت زربین حبیش
رضی اللہ عنہ نے اسے پتھر مارنے کا ارادہ فرمایا مگر لوگوں نے روک لیا۔ (غایتہ الاحوال، ۲۸)

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں رقمطراز ہیں
اجمع من يعتد به من تمام قابل اعتقاد علماء متقدمین و
العلماء المتقدمین والمتأخرین متأخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ
على ان لیلة القدس یاقیة شب قدر تا قیامت باقی ہے کیونکہ اس
دائمة الی یوم القیامة کی تلاش پر احادیث صریح صحیحہ وارد
لاحدیث الصریجة الی ہیں۔
الصحة فی الامر بطلبها

(المجموع للإمام النووي، ۶: ۴۵۸)

بعض لوگوں کا رد

کچھ روانفص نے شب قدر کا انکار کرتے ہوئے اس روایت
سے کہا کہ جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دیتے کے لیے تشریف لائے اس وقت دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا مگر

قتلاہی فلاں وفلاں فلاں فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو اسے اٹھالیا گیا۔

(موطأ، المصنف، ۱: ۳۲۰)

تو یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ شب قدر اٹھالی گئی ہے لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ اسی حدیث کے آخری الفاظ اس کی تردید کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وعسی ان یکون خیرا لکم یہ مخفی ہونا تمہارے لیے بہتر ہے
فالتسویہ فی التاسعة والیافعة تم اسے نو، سات اور پانچ،
والخامسة رات میں تلاش کرو۔

(البخاری، فضل لیلۃ القدر)

”تورِ قِعت“ کا معنی شب قدر کا اٹھایا جانا نہیں بلکہ اس کی تعیین کا اٹھایا جانا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

المراد انہ انشی علم تعیینها مراد یہ ہے کہ اس سال اس
فی تلك السنة کی تعیین کا علم اٹھالیا گیا۔

فتح الباری، ۴: ۸۰-۷۹
آگے چل کر لکھتے ہیں۔

یہ بات ثابت ہے کہ اس
سال اس کی تعین کا علم اٹھا
لیا گیا تھا۔

اذا تقرى ان الذی
ارتفع علم تعینہا تلك
السنة

فتح الباری، ۴: ۲۱۷

۱۰۰ شب قدر اور علم نبوی

متعدد احادیث واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تعین کا علم عطا فرمایا تھا
اور فقط ایک سال اس کی تعین کا علم اٹھا لیا تھا۔

۱۔ اگر لوگ دیگر راتوں میں نماز ترک نہ کریں تو میں آگاہ کروں

حضرت عبداللہ بن اُتیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس رات کے
بارے میں آگاہ فرمایا ہے

تبتغی فیہا لیلۃ القدر
جس میں شب قدر تلاش
کی جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لولا ان تنزل الناس
الصلاة الا تلك الليلة
لاخبرتك
اگر لوگ اس کے علاوہ راتوں میں
نماز ترک نہ کریں تو میں تجھے
اسکے بارے میں آگاہ کر دیتا۔
امام ہیثمی اس کے بارے میں لکھتے ہیں

اسناد حسن اس روایت کی سند حسن ہے

(مجمع الزوائد، ۳، ۸۴، ۱۷۸)

امام طبرانی نے بھی اسے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے (نایۃ الاحسان، ۵۳)

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں کو اس حکمت کے تحت آگاہ نہ فرمایا کہیں لوگ دیگر راتوں میں عبادت ترک نہ کر دیں۔

۲۔ اگر اجازت ہوتی تو میں آگاہ کر دیتا

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے منیٰ میں جبرہ وسطیٰ کے پاس حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو فرماتے لگے۔

ماکان احد یسأل عنها جس قدر شب قدر کے بارے میں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اس قدر کسی نے نہیں پوچھا۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے شب قدر کے بارے میں آگاہ فرمائیے وہ رمضان میں ہوتی ہے یا غیر رمضان میں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ہی فی رمضان یہ رمضان میں ہوتی ہے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سنا ہے یہ اتہام کے ساتھ ہوتی ہے جب ان کا وصال ہوتا ہے تو کیا اسے اٹھایا جاتا ہے یا یہ قیامت

تک باقی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل ہی الی یوم القیامۃ یہ قیامت تک باقی ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ رمضان کے کسی حصہ میں ہوتی ہے
فرمایا اسے عشرہ اول اور عشرہ آخر میں تلاش کرو، اس کے بعد کچھ دیر
اور باتیں ہوتی رہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

فی ای العشرین ؟ ان دونوں عشروں میں سے
کس میں ہوتی ہے۔

فرمایا اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

لا تسألنی عن شئ بعدھا اب اس کے بعد مجھ سے کچھ نہ
پوچھو۔

کچھ دیر ٹھہر کر میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرما
دیکھئے آپ مجھ سے اتنے خفا ہوئے کہ اس قدر کبھی خفا نہیں ہوئے
اور فرمایا۔

ان اللہ لو شاء لاطلعکم
علیہا القسورھا فی السبع
الدواخر اگر اللہ تعالیٰ پسند فرماتا تو
تمہیں اس سے آگاہ فرما دیتا
تم سات آخری راتوں میں تلاش

د صحیح ابن خزیمہ، ۳: ۳۲۱) کرو۔

امام حاکم نے اسے روایت کر کے فرمایا یہ شرائط مسلم پر صحیح
روایت ہے، امام ذہبی نے امام حاکم کے اس حکم کو ثابت رکھا۔
(المستدرک، ۱: ۴۳۷)

امام اوزاعی سے مروی روایت میں یہ کلمات ہیں
ان اللہ لو اذن لی لاحیرتکم اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس کے بتانے کی اجازت

یہا فالتمسوها فی
العشر الاواخر فی احدی
السبعین و لا تسألنی
عنہا بعد مرتکب هذه
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے قنوطی ویر
کے بعد میں نے عرض کیا

اقتمت علیک یا رسول اللہ یا رسول اللہ آپ کو قسم مجھے بتائی وہ
لتخبر فی ای السبعین ہی؟ کونسی ساتویں میں ہے۔
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت تاراج ہوئے اور فرمایا
لا ام لك ہی تکنون فی
السبع الا و اخر
میں ہے۔

(موارد الظمان، ۹۲۶)

محدث بزار کے الفاظ یہ ہیں۔

الم انہل عنہا لواء ذن لی
لانتباتک یہا
کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا
اگر میرے لیے ربکا طرف سے اجازت ہوتی تو میں
تجھ اسکے بارے میں ضرور آگاہ کر دیتا۔
(دکشف الاستار، ۱۰۳۵)

یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ مجھے اس
کا علم ہے لیکن آگے بتانے سے منع فرما رکھا ہے

۳۔ صحابی کا اسقدر سوال کرنا

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب
کے بائیسے میں اسقدر سوالات کرنا بھی واضح کر رہا ہے کہ وہ جانتے

تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگاہ ہیں ورنہ اتنی دفعہ
عرض نہ کرتے۔

۴۔ صحابی کو آگاہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ
میں کافی دیر ایک دیہات میں رہتا ہوں بھلا اللہ وہاں نماز ادا
کرتا ہوں۔

فہرانی بلیلة انزلہا
الی هذا المسجد
مجھے آپ حکم دیں میں کوئی رات
مسجد نبوی میں آپ کی خدمت
میں آکر سیر کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلة ثلاث عشرين
یہ صحابی ہمیشہ تیسویں رمضان کو مسجد نبوی میں اگر شب بیداری
کرتے۔ لوگوں نے ان کے صاحبزادے سے پوچھا بتاؤ آپ کے والد
گرامی اس رات کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا وہ عصر کے بعد مسجد
نبوی میں داخل ہو جایا کرتے۔

فلا یخرج الا لحاجة حتی
صلی الصبح فاذا صلی الصبح

اور صبح تک مسجد سے بغیر کسی
حاجت کے باہر نہ آتے، فجر

و جدواہتم علی باب
المسجد فجلس علیہا و لحق

کی نماز ادا کر کے اپنی سواری
پر سوار ہو کر اپنے دیہات چلے

جانتے۔

بیادیتہ

(الوداؤد، ۱: ۱۹۶)

اس کے تحت فوائد بیان کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی رقمطراز ہیں۔

فہذا یشترضاً بیان الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم قد دلہ علی
افضل لیالی العشر الاخیروں
رمضان وہی لیلة القدس
یہ حدیث ضمناً اس بات سے آگاہ
کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو رمضان کے آخری عشرہ کی افضل
رات کے بارے میں آگاہ فرمایا اور وہ شب

(اصیام ورمضان، ۱۹۲)

ہی ہے۔

حافظ ابن عبد البر اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اما حدیث عبد اللہ بن
انیس الجہنی فہو
مشہور
حضرت عبد اللہ بن انیس الجہنی
رضی اللہ عنہ والی حدیث مشہور
کے درجہ پر فائز ہے۔

(التمہید، ۲: ۲۰۵)

اسی صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں چھوٹا تھا بنو سلم کے
لوگوں کی ایک مجلس میں شریک تھا انہوں نے کہا کون ہے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلة القدر کے بارے میں پوچھے میں نے
کہا یہ کام میں کروں گا یہ اکیس رمضان کی بات ہے میں نے اس
دن مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی اور آپ
کے حجرہ انور کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے مجھے اندر داخل ہونے کا فرمایا پھر آپ نے رات کا کھانا کھایا
جب فارغ ہوئے تو فرمایا میرے نعل لاؤ میں نے پیش کیے

میں بھی آپ کے ساتھ چلا، راستہ میں فرمایا۔

كان للـ حاجة
میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔

ارسلني اليك رط من
مجھے آپ کی خدمت میں بنو

بنی سلمة يسأؤ نـ عن
سلمہ کے لوگوں نے بھیجا ہے تاکہ

ليلة القدس
شب قدر کے بارے میں معلوم کروں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج کو کتنی رات ہے میں نے عرض
کیا آج رمضان کی بائیسویں رات ہے فرمایا۔

هي الليلة ثم رجع فقال
فرمایا یہی رات پھر فرمایا آئندہ

والقابلة بريد ليلة
رات یعنی رمضان کی تیسویں

ثلاث وعشرين
رات ہے۔

(ابوداؤد، ۱: ۱۹۶)

جھنی کی رات

چونکہ اس صحابی کا تعلق جھنی قبیلہ سے تھا لہذا یہ رات اہل مدینہ
کے ہاں لیلۃ الجھنی (جھنی کی رات) کے نام سے مشہور ہوئی۔

امام ابن عبد البر رمضان کی تیسویں رات کے بارے میں لکھتے ہیں

هذه الليلة تعرف بـ ليلة
مدینہ طیبہ میں یہ رات لیلۃ الجھنی

الجھنی بالمدينة
کے نام سے معروف ہے۔

(اتحاف اهل الاسلام ۲۲۵)

مسند ابن راہویہ میں ہے کہ قبیلہ بنو یاسر میں سے ایک صحابی تھے،

جنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دور دیہات میں رہتا ہوں مجھے شب قدر کے بارے میں فرمایا بیٹے تاکہ میں بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جایا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انزل لیلۃ ثلاث و تم تیسویں رمضان کو آجایا کرو
عشرین

دستہ اسحاق بن راہویہ

اگر تعین کا علم نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسویں کا تعین نہ فرماتے۔

شب قدر اور اہل مدینہ کا معمول

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ اہل مدینہ رمضان کی تیسویں رات کو شب قدر کے طور پر منایا کرتے تھے یعنی اس میں خصوصی عبادت اور دعا کا اہتمام کیا کرتے شیخ ابن رجب امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ غالب گمان یہی ہے کہ شب قدر تیسویں رمضان ہے پھر لکھتے ہیں

وهذا قول اهل المدينة

یہ اہل مدینہ کا قول ہے، اسے حضرت

وحکامہ سفیان الثوری عن

سفیان ثوری نے اہل مکہ و مدینہ سے

اهل مکة والمدینة

بیان کیا ہے۔

(لطائف المعارف ص ۳۵۸)

شب قدر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے معمولات بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ عنہما کے استاذ حضرت ابو السخنیانی رحمہما اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

حضرت ایوب السخنیابی تیسویں اور چوبیسویں
رات کو غسل کرتے نئے کپڑے پہنتے خوشبو
لگاتے اور فرماتے تیسویں اہل مدینہ
کی رات ہے اور چوبیسویں
اہل بصرہ کی

وكان ايوب السخنياتي
يغتسل ليلة ثلاث
وعشرين واسرع وعشرين
وبليس ثوبين حديدين
ولستحمر ويتول ليلة ثلاث
وعشرين هي ليلة اهل
المدينة والتي تليها

ليلتنا يعني للبصريين

(لطائف المعارف، ۳۴۶)
آگے چل کر لکھتے ہیں۔

حضرت حمید، حضرت ایوب
اور حضرت ثابت اہلیا تیسویں
اور چوبیسویں دونوں رات میں
شب بیداری کیا کرتے تھے۔

كان حميد وايوب و
ثابت يجتاطون فيمقون
بين الليتين اعني ليلة
ثلاث واسرع

(لطائف المعارف، ۳۵۹)

حافظ ابن حجر مکی اہل مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اہل مدینہ کا قول اور بقول حضرت
سفیان ثوری کے اہل مکہ کا بھی
یہی قول ہے کہ شب قدر تیسویں
رات ہے امام مکتول کی بھی رائے
ہے بسیدہ عائشہ اور حضرت محمد اللہ

ان قول اهل المدينة
وحكاه سفیان الثوري عن
اهل مكة ايضا انها ليلة
ثلاث وعشرين وعليه
مكتول وكانت عائشة

وابن عباس یوقظان
اہلہا فیہا
بن عباس رضی اللہ عنہ اس رات
میں اپنے گھر والوں کو بیدار رکھتے۔

(اتحاد اہل الاسلام، ۲۲۵)

۵۔ ایک اور صحابی کو مطلع فرمانا

مذکورہ صحابی کے علاوہ بھی ایک صحابی کو لیلۃ القدر کے بارے
میں آگاہ فرمایا، مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے ہے ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑھا آدمی ہوں مجھ پر روزے رکھنا دشوار
ہیں۔

فمرنی بلیۃ لعل اللہ تعالیٰ
یوفقنی فیہا للیلۃ القدما
نحی ایسی رات بتادیں جس میں اللہ
تعالیٰ مجھے شب قدر عطا فرمادے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
علیل بالسابعۃ
تم ساتویں رات عبادت کرو۔

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر مکی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور فرمایا لفظ
سابعہ میں دو احتمال ہیں اس سے سابقہ تیسویں یا آئندہ ستائیسویں
بھی مراد ہو سکتی ہے تو ممکن ہے اس سے مراد بھی تیسویں رات ہی
ہو (اتحاد، ۲۲۶)

امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا۔
وہ حالہ رجال الصیغ
اس روایت کے رجال، صحیح کے
رجال ہیں۔ (مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۶)

شیخ ابن رجب کا اس پر تبصرہ یہ ہے
واسنادہ علی شرط
ابن خاری
اس کی سند امام بخاری کے شرط
پر ہے۔

۶۔ حضرت سفیان بن عیینہ کا قول

بخاری میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول منقول ہے۔
ما کان فی القرآن ما دلّ

فقد اعلمہ وما قال یدر
فانہ لم یعلمہ
ابن خاری، باب فضل لیلۃ القدر
کے ساتھ ہے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
علم عطا کیا گیا ہے اور جس ذکر پر یہ روایت ہے
اس کا علم آپ کو نہیں،

شیخ ابو حاتم رازی سے ان کا یہ قول ان الفاظ میں منقول ہے۔
کل شیء فی القرآن وما
ادراک فقد اخبرا بہ وما
یدرک قلم یخبرہ بہ
دعۃ القاری، ۱۱: ۱۳۰

حافظ ابن حجر اس قول کے تحت رقمطراز ہیں:

ومقصود ابن عیینہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یعرف تعین لیلۃ القدر
(فتح الباری، ۴: ۱۳۰)

امام ابن عیینہ کا مقصود یہ ہے کہ
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر
کو معین طور پر جانتے تھے۔

دوسرے حصہ کا رد

مذکورہ ضابطہ کے پہلے حصہ کو تسلیم کیا گیا ہے مگر دوسرے حصہ کو کامل طور پر نہیں بلکہ جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے محدثین کرام نے اس پر سوال اٹھایا ہے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ

وما یدریل لعلہ یزکی اور تمہیں کیا معلوم، شاید! وہ ستھرا ہو

ناہینا صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حال

سے واقف تھے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

وقد تعقب هذا المحصو

بقوله تعلق لعلہ یزکی

فانها نزلت فی ابن ام مکتوم

وقد علم صلی اللہ علیہ وسلم

بمخاله وانہ ممن تزکی

ونفعته الذکری

(فتح الباری، ۴ : ۲۰۶)

میں سے میں جو تزکیہ پانے والے اور نفعیت نفع اٹھا دے ہیں۔

یعنی ان کا یہ کہنا کہ یہاں ”وما یدریل“ کا لفظ آیا ہے اس کا علم حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیا گیا محض نظر ہے کیونکہ مذکورہ آیات میں

”وما یدریل“ ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔

۱۔ محدثین کی تائید

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ اس سال شب قدر کی تعیین کا علم اٹھا

لیا گیا لیکن محدثین نے یہاں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعین کا علم تھا یا نہیں؟
امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے ان الفاظ میں سوال ذکر کیا ہے۔

لما تقر بان الذی ارتفع
علم تعینہا فی تلك السنة
فهل اعلم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بعد ذلک بتعینہا
جب یہ بات ثابت ہے کہ اس سال شب قدر کی
تعین کا علم اٹھایا گیا ہے تو کیا اس کے بعد حضور
صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معین طور پر
علم رکھتے ہیں۔

اور دونوں نے جواب میں حضرت سفیان بن عیینہ کے حوالے سے کہا۔

انه اعلم بعد ذلک بتعینہا
دعمہ القاری، ۱۱: ۱۳۸
فتح الباری، ۲: ۲۱۷
اس سال کے بعد آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو شب قدر کی تعین کا
علم تھا
اور قریب کے عظیم محدث شیخ عبد اللہ الصدیق البخاری اس مسئلہ پر
رقمطراز ہیں

قلت والصیح انه صلی اللہ
علیہ وسلم کان یعلمہا
دقایۃ الاحیان، ۵۳
صحیح ہی ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم شب قدر کے بارے
میں علم رکھتے تھے۔

الغرض ان سات شواہد سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کا معین طور پر علم تھا، اس کا انکار ہرگز مناسب نہیں

اشکال کا جواب

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب بھی دینا ضروری ہے
اشکال یہ ہے شیخ محمد بن نصر نے حضرت واجب المفاضری سے نقل
کیا کہ انہوں نے حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔

هل كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يعلم ليلة
القدس ؟
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب قدر کے بارے میں جانتے
تھے ؟

انہوں نے فرمایا۔

لا أعلمها لما اقام الناس
خیرھا (فتح الباری، ۴/۲۱۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ ان کا یہ قول
محض اجتہاد ہے حتمی بات نہیں کیونکہ

لا احتمال ان يكون التعبد
وقع بذلك ايضاً فيحصل
الاجتهاد في جميع العشر
دفع البیہ، ۴/۲۱۷)

یہ بھی تو احتمال ہے کہ اس
ذریعہ سے بھی عبادت کی جائے
تاکہ پورے عشرہ میں عبادت الہی
میں محنت و جدوجہد رہے۔

ارشاد نبوی سے تائید

حافظ ابن حجر کی رائے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے
جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا یا رسول اللہ مجھے لیلة القدس کے بارے میں آگاہ فرمائیے تو آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔

لولا ان تترب الناس الصلاة
الاتلک اللیلة لاخیرتک
اگر لوگ اس رات کے علاوہ میں
عبادت ترک نہ کر دیں تو میں شب
(مجمع الزوائد، ۳: ۱۷۸)

یعنی محنت رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی
میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

۱۔ رمضان کی آخری رات کی فضیلت بیان فرماتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رمضان المبارک کی پہلی رات کی فضیلت
بیان فرماتے اس طرح اس کی آخری رات کی عظمت و عزت کو بھی اجاگر
فرماتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کی ہر رات افطار کے وقت لاکھوں
افراد کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اس
کی ہر گھڑی میں اس قدر افراد کو آزاد کیا جاتا ہے۔

فاذا کان اخر لیلة من
شهر رمضان اعتق
اللہ فی ذلک الیوم بعدد
ما اعتق من اول الشهر
الی اخره
جب رمضان کی آخری رات
آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن
میں اتنی مقدار لوگوں کو دوزخ
سے آزاد فرماتا ہے جس قدر تمام
مہینہ میں اس نے آزاد فرمائے

(لطائف المعارف، ۳۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا رمضان کے حوالے سے میری امت پانچ ایسی چیزیں عطا ہوتی ہیں
جو کسی بھی امت کو حاصل نہیں ہوتیں۔

- ۱۔ صائم کے منہ کی پوا اللہ تعالیٰ کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔
 - ۲۔ افطار تک روزہ دار کے لئے ملائکہ بخشش مانگتے ہیں۔
 - ۳۔ ہر دن اس کے لئے یہ کہتے ہوئے جنت سجائی جاتی ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں آئیں گے۔
 - ۴۔ شیاطین کو رمضان میں جھکڑ دیا جاتا ہے
 - ۵۔ ویغفور لہم فی آخر امت کو اس کی آخری رات میں معاف کر دیا جاتا ہے۔
- لیلۃ فیہ۔
عرض کیا گیا یا رسول اللہ
اھی لیلۃ القدر؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا یمکن العاقل انما
یوفرا جراً اذا قضی عملہ
کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟
نہیں مزدور جب اپنا عمل مکمل کر لیتا
ہے تو اسے پورا اجر دیدیا جاتا ہے
(مسند احمد ۲: ۲۵۲)

بعض اوقات آخری رات رمضان المبارک کی انتیس ہوتی ہے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
یعتق اللہ فیہا مثل جمیع
من اعتق فی کل الشہر
اللہ تعالیٰ اس میں اتنی مقدار
دوزخی آزاد فرماتا ہے جتنی مقدار
درمیع الرسول فی رمضان (۹۹)
تمام مہینہ میں فرماتا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول عشرہ کو رحمت، درمیانے کو مغفرت
اور آخری کو دوزخ سے آزادی بھی قرار دیا۔

دواغ رمضان اور صحابہ و تابعین کا معمول

اسلاف کے بارے میں منقول ہے وہ رمضان المبارک کے حصول کے لئے چھ ماہ دعا کرتے اور اس کے گزرنے پر چھ ماہ قبولیت کی دعا کرتے رہتے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے جب رمضان المبارک کی آخری رات آئی تو اعلان کرواتے۔

من هذا المقبول فنهيه
ومن هذا المحروم فنعذبه
جس کی عبادات سب سے ہو گئیں ہم
انہیں مبارک دیتے ہیں اور جو محروم
رہا اس سے تعزیت کرتے ہیں،
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کے علاوہ یہ الفاظ
بھی منقول ہیں۔

ایہا المقبول ہینالک، عبادت قبول ہونے کیلئے مبارک ہو
ایہا المر دو وجبوا لله مصیبتک اے رد ہو جانے والے اللہ تعالیٰ
(طائف المعارف، ۳۷۷)

تیری پریشانی کا ازالہ کرے
حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے جس نے اس عزم اور ارادہ
سے رمضان کے روزے رکھے

انہ اذا قطر بعد رمضان
ان لا یجسی ابلیہ دخل
الجنة بغیر مسألة ولا حاجة
کہ وہ رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ
کی تافرمانی نہیں کرے گا تو وہ
بغیر حساب کتب جنت میں سے
داخل ہوگا۔

لیکن جس نے اس عزم سے روزے رکھے۔
اذا افطر بعد رمضان
عسی ربه فصيامه عليه
رمضان کے بعد اپنے رب کی
نافرمانی کروں گا اس کے روزے
اس کے منہ پر مار دیئے جاتے

(لطائف المعارف، ۳۸۵) ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اختتام رمضان پر تمام شہروں
میں ایک مراسلہ روانہ فرماتے جس میں لوگوں کو استغفار اور صدقہ الفطر
کی تاکید کی جاتی کیونکہ صدقہ الفطر روزہ دار سے سرزد ہونے والی کوتاہیوں
کا ازالہ کرتا ہے اور استغفار، روزہ میں واقع ہونے والی کمیوں کے ازالہ کا سبب
ہے۔ اور ساتھ یہ تلقین کرتے، لوگو تم بھی اپنے جدا مجد حضرت آدم علیہ
السلام کی طرح اپنے رب کے حضور ان کلمات سے معافی مانگو۔

دینا ظلمنا انفسنا وان لم
تغفر لنا وترحمنا لنكونن
اے ہمارے رب ہم نے اپنی
ذاتوں پر ظلم کیا اور اب اگر آپ
معاف و رحم نہیں فرمائیں گے تو ہم

(الناسیۃ، ۲۳)

گھاٹے والے ہیں۔

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تم بھی اس طرح مانگو
وَالَا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحِمْنِي اِنْ
مَنْ النَّاسِ سِوِي
اگر مجھے معاف نہ فرماتے اور
مجھ پر رحم نہ فرماتے تو میں غاسر ہوں

(ہود، ۴۷)

اسی طرح مانگو جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مانگا
وَالَّذِي اَطْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لِي
میں اس سے امید رکھتا ہوں

خَطِئْتُ يَوْمَ الدِّينِ
(الشعراء، ۸۲)
وہ روز قیامت میرے گناہ معاف
فرما دے گا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے کلمات سے دعا کرو
رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی
فَاغْفِرْ لِی
(القصاص، ۱۶)
اے میرے رب میں نے اپنی
ذات پر ظلم کیا تو مجھے معاف
فرما دے

اور حضرت یونس علیہ السلام کی — طرح دعا کرو۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ
اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ
(الانبیاء، ۸۷)
تیرے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں تیری ذات پاک ہے
میں ظلم کرنے والوں میں سے
ہوں۔

واقعہ استغفار، روزہ میں واقع ہونے والے داغوں اور سوراخوں
کو جوڑنے کا کام دیتی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے غیبت
روزے کو بچاڑ دیتی ہے اور استغفار اسے جوڑ دیتی ہے

فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ
اَنْ یَّحِیَّ بِصَوْمٍ مَّرْقُوعٍ
فَلْیَسْتَغْفِرْ
تم میں سے جو چاہتا ہے وہ
پیوند شدہ روزہ کے ساتھ
اُٹے وہ استغفار کثرت سے
کرسے۔

کیسے تھے وہ لوگ

رمضان المبارک ہی نہیں اسلاف ہر عمل کی قبولیت کے لئے نہایت
ہی خوفزدہ و پریشان ہوتے تھے یہی وجہ ہے رمضان المبارک کی قبولیت

کے لئے چھ چھ ماہ دعا کرتے رہتے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا
وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ
إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ
(المومنون ۵۸)

وہ لوگ جو راہِ خدا میں دیتے
ہیں تو جو کچھ دیتے ہیں اسی
طرح دیتے ہیں کہ ان کے دل
ڈرتے ہیں کہ انہیں خدا کی طرف
پلٹنا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے آپ لوگوں سے فرمایا کرتے
کو نوا بقول العمل اشد
اهتماماً منكم بالعمل الم
تسمعون الله عز وجل
يقول انما يتقبل الله
من المتقين،

عمل میں اہتمام کرنے سے
اس کی قبولیت کے لیے زیادہ
اہتمام کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ
کا فرمان نہیں سنا اللہ صاحبِ
تقویٰ سے قبول فرماتا ہے۔

صحابی رسول حضرت قتالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرمایا
کرتے۔

لان اكون اعلم ان الله
قد تقبل مني مثقال حبة
من خردل احب الي من
الدنيا وما فيها لان الله
يقول ان يتقبل الله من
المتقين

اگر مجھے علم ہو جائے اللہ تعالیٰ
نے میرے عمل کو دانے کی مقدار
قبول فرمالیا ہے تو یہ مجھے دنیا
و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اللہ
تعالیٰ صاحبِ تقویٰ سے
قبول فرماتا ہے۔

(لطائف المعارف، ۳۵۷)

حضرت مالک بن دینار تابعی کا ارشاد گرامی ہے۔

الخوف على العمل ان لا يتقبل عمل کے نہ قبول ہونے کا خوف

اشد من العمل عمل سے بڑھ کر ہوتا چاہیے۔

شیخ عبدالعزیز بن ابی رواد بیان کرتے ہیں ہم نے اسلاف کو عمل صالح کے بارے میں یوں پایا کہ اس میں خوب محنت اور اہتمام سے کام لیتے۔

فاذا فعلوه وقع عليهم اور کرنے کے بعد انہیں یہ غم

الهم ايقبل منهم ام لا؟ لاحق ہو جاتا کیا یہ قبول بھی ہو

گایا نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ عید کے دن خطبہ میں فرماتے
لوگو تم نے تیس دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزے رکھے، تیس
راتیں تراویح ادا کیں،

وخرجتم اليوم تطلبون من آج تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا

اللہ ان يتقبل منكم کرتے نکلے ہو کہ وہ تمہارے

اعمال کو قبول فرمالے۔

حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ نے عید کے روز کچھ لوگوں
کو خوب ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا اگر ان کی عبادات کو قبول کر لیا گیا ہے۔

فما هذا فعل الشاكرين تو یہ شکر گزاروں کا عمل و طریقہ نہیں

اور ان کی عبادات کو قبول نہیں کیا گیا۔

فما هذا فعل الخائفين تو یہ عمل خوف رکھنے والوں کا

نہیں

امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے زینہ بنایا ہے تاکہ لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے سبقت لے جائیں تو جنہوں نے سبقت حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ خائب و خاسر ہو گئے۔

فالعجب من الالاعب	تعجب ہے اس شخص پر جس
الضاحا فی الیوم الذی	نے لہو و لعب میں زندگی بسر
یفوز فیہ المحسنون و یخسر	کر دی اور سنس رہا ہے، آج
فیہ المبتطلون	نکی کرنے والے کامیاب اور
	حصولاتے والے خائب و خاسر
	ہیں۔

شیخ ابن رجب لکھتے ہیں کہ اسلاف میں سے ایک بزرگ عید کے دن نہایت غمگین تھے ان سے کہا گیا آج تو خوشی و سرور کا دن ہے لیکن تم اس حال میں ہو فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو۔

ولکنی عید امرنی مولای	میں تو ایک بندہ ہوں جسے
ان اعمل لہ عملاً فلا	اس کے مولیٰ و آقا نے عمل کا
احدی اقبلہ منی ام لا	حکم دیا اب میں نہیں جانتا
(لطائف المعارف، ۳۷۶)	یہ قبول بھی ہے یا نہیں ؟

آپ کی طاہری حیات میں زیادہ مرتبہ رمضان انتیس کا ہوا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں جو نور رمضان پائے ان میں سے زیادہ مرتبہ رمضان انتیس دنوں کا ہوا، کم ہی رمضان تیس کے ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

لما صمنا مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم تسعاً وعشرین اکثر
ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تیس کی نسبت انیس روزے
مما صمنا معہ ثلثین
اکثر دفعہ رکھے۔

(البداد ۳۱۸)

۱۰۲۔ عید رات میں شب بیداری کا معمول

جس طرح رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
قیام فرماتے اس طرح عید رات کو بھی قیام فرماتے اور اپنی امت کو
بھی اس کی تلقین فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بھی
ملتا ہے کہ آپ عید رات بھی جائے اعتکاف میں رہتے اور وہاں ہی
صبح عید گاہ تشریف لے جاتے۔

کان صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج الی المصلی العید من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائے
اعتکاف سے عید گاہ تشریف
لے جایا کرتے،
مقتفہ

(مع الرسول فی رمضان، ۱۷۷)

اس معمول کے پیش نظر بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ مقتف
کو نماز عید تک جائے اعتکاف میں ہی رہنا چاہیے حتیٰ کہ وہ جائے اعتکاف
سے عید گاہ جائے اور نماز عید ادا کر کے پھر گھر جائے حافظ ابن حجر عسقلانی

نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

المعتکف لا یتیم اعتکافہ
حتی یغدوا الی المصلی قبل
مقتف کا اعتکاف تب پورا ہو
گاہ جب وہ گھر جانے سے پہلے
انصرافہ الی بیتہ
عید گاہ جائے گا۔

(فتح الباری، ۲: ۳۵۸)

امام ابراہیم نخعی تابعی، صحابہ اور تابعین کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كانوا يستحبون للمعتكف معتكف کے لیے یہ مستحب ہے
فقط ان یبیت لیلة الفطر کہ وہ رات مسجد میں ہی بسر
فی مسجد حتی یكون خروجه کرنے حتی کہ عید گاہ کی طرف
متہ (فقه الصوم، ۲: ۹۲۴) وہاں ہی سے جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ایک باب قائم کیا جس کا عنوان من
كان يحب ان يعدد المعتكف كما هو من مسجد الى المصلی ہے۔
۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

من قام لیلتی العیدین جس نے عیدین کی راتوں میں رخصت
محتسب اللہ لم یمت قلبہ یوم الہی کی خاطر قیام کیا اس کا دل اس
تموت القلوب دن نہیں مرے گا جب دل مریں
داہن ماجہ، باب فہمین قام لیلتی العیدین گے۔

۲۔ امام ابوالقاسم اصبہانی نے کتاب الترغیب میں حضرت معاذ بن جبل رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احیا اللیالی الخمس جس نے یہ پانچ راتیں قیام کیا
وجبت له الجنة اس کے لئے جنت ثابت ہو
گئی۔

تمرویہ کی رات، عرفہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات
اور شب بھرات۔

۳۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر اور اوسط میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احیا لیلۃ الفطر
ولیلۃ الاضحی لم تموت قلبہ
یوم تموت القلوب
حس نے عید الفطر اور عید الاضحی
کی رات عبادت اور قیام کیا اس
کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن
دل مردہ ہو جائیں گے

۴۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله لیطلع فی الحیدین
الی الارض فابزوامن
المنازل فلیحکم الرحمة
اللہ تعالیٰ عیدین کے موقعہ پر زمین پر خصوصی
توجہ فرماتا ہے اپنے گھروں سے (نماز کے لئے)
نکلنا کہ تمہیں رحمت حاصل ہو۔

۵۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے بصرہ کے گورنر کو لکھا۔

علیلہ یاربیع لیال من
السنۃ فان الله لیعترغ
فیہن الرحمة افواغاً
سال میں چار راتیں ایسی ہیں جن
میں اللہ تعالیٰ خوب رحمت و
کرم برساتا ہے۔

رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عید الفطر کی رات اور عید الاضحی کی رات۔

۶۔ حضرت امام شافعی کا ارشاد گرامی ہے ہیں اسلاف سے یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

جمعہ کی رات، عید الفطر کی رات، عید الاضحی کی رات، پہلی رجب کی

عمید رات میں تکبیر الہی

اللہ تعالیٰ ہمیں حکم فرماتا ہے جب رمضان کے روزے مکمل کر لو تو
اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر بڑھائی بیان کرو۔

ارشاد فرمایا۔

ولتکملوا العدة ولتکبروا
اللہ علی ما ہداکم
(البقرہ)
مدت کو مکمل کرو اور اس انعام
و ہدایت پر اللہ تعالیٰ کی بڑھائی
بیان کرو۔

ڈاکٹر سید بن حسین العفانی بزرگوں کا معمول بیان کرتے ہیں۔

وکان ابن المسیب وعروة
وابوسلمہ وابوبکر یرون
لیلة الفطر فی المسجد یحہون
بالتکبیر
حضرت ابن مسیب، حضرت عروہ
حضرت ابوسلمہ اور حضرت ابوبکر عید
رات کو مسجد میں بلند آواز سے
تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

(فقہ الصوم وفضل رمضان ۲۱: ۹۱۷)

اہم نوٹ

ہم عید کا چاند دیکھتے ہی شہر اور اس کی مارکیٹوں کا رخ کرتے ہیں۔
عید کی ساری رات خریداری یا دیگر لہو و لعب میں گزار دیتے ہیں اس
رات کی فضیلت سے ہم بے خبر ہیں حالانکہ اوپر گزرا عید رات ان مقدس
راتوں میں سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازتا ہے،

یہ مغفرت و بخشش کی رات ہے، اس میں غفلت کے بجائے اپنے رب کے حضور میں حاضری دینی چاہیے اور اپنے رب کی بڑھائی بیان کرتے رہنا چاہیے۔

انعام خداوندی کا دن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن کو انعام الہی کا دن قرار دیا ہے، امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور شیخ حسن بن سفیان نے اپنی سند میں حضرت سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا کہ میرے والد گرامی نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو ملائکہ مختلف راستوں پر کھڑے ہو کر آواز دیتے ہیں، اے مسلمانوں! اپنے رب کریم کے در پر آؤ وہ تم پر بھلائی اور اجر جزیل کے ساتھ احسان فرمائے گا۔

لقد اتمتم بقیام اللیل فصمت
وامتم بصیام النهار فصمت
وامطعتم ربکم فاقبضوا اجر
جو انکم

تمہیں قیام لیل کا حکم دیا گیا تم نے
قیام کیا، تمہیں دن کو روزہ رکھنے
کا حکم ملا تم نے روزے رکھے،
اپنی پروردگار کی طاعت کی اور
اپنی انعامی سندیں حاصل کرو۔

جب لوگ عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں آواز دیتے والے خوشخبری دیتا ہے۔

الا ان ربکم قد غفر لکم
فارجعوا الی رحالکم فہو
یوم المجاہزہ
سو تمہارے پروردگار نے تمہیں
معاف فرما دیا اب تم اپنے گھروں
کی طرف جاؤ تو آج کا دن انعام
کا ہے۔

یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر بیہقی اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا شاہد نقل کیا ہے۔ (غایۃ الاحسان، ۶۴)

اور وہ یہ ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید الفطر کے دن فرشتے زمین پر آکر راستوں میں کھڑے ہو کر یہ آواز دیتے ہیں جسے جن والس کے علاوہ تمام مخلوق خدا سنتی ہے

وہ کہتے ہیں اے امت محمدیہ :-

اخر جوالی رب کریم یعطی
الجنیل ویغفر الذنب العظیم
اپنے رب کریم کی بارگاہ میں حاضر
ہو جاؤ وہ تمہیں اجر جزیل عطا
فرمائے اور تمہارے بڑے گناہ
معاف فرمادے۔

جب لوگ عید گاہ میں حاضر و جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے، اے میرے ملائکہ

ما جزأ الا جلیوا اذا عمل
عملہ ؟
مزدور جب عمل کرے تو اس
کا کیا اجر ہے ؟

وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے معبود ادرآقا اس کو پورا اور کامل اجر
دیا جاتا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

انی اشہدکم انی قد جعلت
لوا یہم من صیامہم
وقیامہم رضائی ومغفرتی
انصرفوا مغفوراً لکم
میں خوشخبری دیتا ہوں میں نے
ان کو روزوں کا ثواب اور ان
کا قیام میری رضا اور میری
مغفرت و بخشش کے لئے ہے
جاؤ تمہیں معافی دیدی گئی ہے

تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو جبریل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور ذکر الہی میں مشغول و مستغرق لوگوں کے لئے دعا رحمت کرتے ہیں خواہ وہ حالت قیام میں ہوں، باحالت قعود میں، اور جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں پر ملائکہ میں فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! ان میرے بندوں اور غلاموں نے میرا فریضہ پورا کیا ہے اور آج دعا کے لئے نکلے ہیں

وعزتی وجلالی وکرمی و
علوی وارتفاع مکانی
لاجینہم
مجھے اپنی عزت، اپنے جلال
اپنے کرم، اپنے علو اور اپنے
بلند مقام کی قسم میں تمہاری دعائیں
قبول فرماتا ہوں۔

اور فرماتا ہے جاؤ میں نے بخش دیا۔
ویدلت سبیا تکم حننا
میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں
سے بدل دیا ہے۔

تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔
(شب الایمان للبیہقی)

یوم عید اور معمولات نبوی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ
قَبْدَ لَكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ
خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ
(یونس، ۵۸)

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعلان
فرما دو اللہ کے فضل اور اس
کی رحمت کے حصول پر خوشی کیا
کو یہ اس تمام سے بہتر ہے جو
تم جمع کر رہے ہو۔

اس موقع پر خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یہی وجہ ہے اس
دن روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اللہ تعالیٰ کی معافی سے اعراض
کی وجہ سے حرام ہے۔

۱۰۳۔ اچھے کپڑے پہننا

امام شافعی اور امام بغوی نے امام جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے دادا
سے روایت کیا۔

ان التی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یلبس برد حیرة
فی کل عید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید
کے موقع پر دھاری دارمینی کپڑے
کا لباس زیب تن فرمایا کرتے۔

(الصیام ورمضان، ۳۵۷)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں۔

وکان یلبس للخروج الیہا
اجمل ثیابہ وکان لہ حلة
یلبسہا للحدین والجمعة
ومرة کان یلبس بردین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لیے
اچھا لباس پہنتے آپ کے پاس
عیدین اور جمعہ کے لیے حلتہ تھا کبھی
دبیز چادریں اور کبھی ایسی چادر بھی

اخضرین و مروتہ بردا احمر
لیس ہوا حمر یعمتا کما
یظنہ بعض الناس فانه
لو کان کذا لہم لکن بردا
وانہا فیہ خطوط حمر کا
لبود الیمنیۃ فنی احمر
باعتبار ما فیہ من ذلک

اوڑھی جس میں دھاری دار
سرخ خطوط تھے بعض لوگوں نے
اسے سر اسرخ سمجھا ہے۔ جو
دست نہیں۔

(ذاوالمعاد، ہدیہ فی صلاۃ العیدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔
یلبس احسن ثیابہ فی عیدین میں اچھے کپڑے پہنا کرتے
تھے۔

(فتح الباری، ۲: ۴۳۹)

امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
حکم فرمایا ہم عید کے روز یہاں تک ہو سکے عمدہ کپڑے پہنیں۔
وان نتطیب باجود ما اور عمدہ خوشبو لگائیں
مجد (المستدرک للحاکم)
حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اہل علم صحابہ اور تابعین
کے بارے میں سننا ہے۔

یستحبون الطیب والثریۃ
فی کل عید وہ نماز عید کے لیے خوشبو اور
زینت کو محبوب جانتے

۱۰۳۔ غسل فرماتے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یغتسل یوم الفطر ویوم الاضحیٰ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر
(ابن ماجہ، باب الاغتسال فی العیدین) غسل فرماتے۔

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں
کان یغتسل یوم الفطر قبل عید گاہ میں جانے سے پہلے
ان یغذوا لی المصلیٰ غسل کیا کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق)

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں عید الفطر میں تین سنن ہیں۔
المشی الی المصلیٰ والاکل قبل عید گاہ کی طرف پیدل چلنا،
المخرج والاغتسال نکلنے سچلے کھانا اور غسل کرنا ہے

(ارواء الغلیل، ۲: ۸۳)

۱۰۴۔ نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک معمول بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کچھ نہ کچھ تناول فرما کر نماز عید الفطر کے لیے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ
کے موقعہ پر نماز ادا فرماتے کے بعد تناول فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا یغذو یوم الفطر حتیٰ یاکل عید الفطر کے لئے تشریف لے

تمرات و یا حکہن و تورا جاتے تو پہلے طاق کھجوریں تناول

(البیہاری باب الاکل یوم الفطر) فرماتے

شیخ ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ماہر ج یوم فطر حتی یا کل
تمرات ثلاثاً و خمساً و
اوسبعا و اقل من ذلك
او اکثر و قراً
عید الفطر کے موقع پر تمہیں پانچ
سات یا کم و بیش کھجور تناول
فرما کر نماز کے لئے تشریف
لے جاتے۔

(المستدک)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
لا یعدو یوم الفطر حتی یا کل
ولا یا کل یوم الاضعی حتی
میرجع
عید الفطر کے لئے کچھ نہ کچھ تناول
فرماتے اور عید الاضعی کے موقع پر واپس
تشریف لا کر تناول فرماتے۔

(الترمذی، ابن ماجہ)

مسند احمد میں یہ اضافہ بھی ہے عید الاضعی سے واپس تشریف لانے کے
کے بعد

فی اکل من اضحیتہ
اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے

۱۔ شیخ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ لزوم ہذہ
کے بعد لزوم افطار کا حکم ہے

استحب تعجیل الفطر مبادرۃ
لہذا اللہ تعالیٰ کے حکم (افطار) کو

الی امتثال امر باللہ تعالیٰ
جلدی بجالا تا مستحب ٹھہران

۲۔ شیخ مہلب نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے۔

ان لا یظن ظان لزوم
تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے نماز عید

الصوم حتى يصلي العيد . تک روزہ رکھنا ہے کو یا آپ
فكانه اراد سد هذه الذريعة نے سد رافع کے طور پر یہ عمل
(فتح الباری، ۲: ۴۴۷) فرمایا۔

(۳) شیخ ابن متیر رقمطراز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں وقت
م شروع میں تناول فرمایا

لاخراج صدقتها الخاصة عیدین میں صدقہ کا وقت مخصوص
بها فاجراج صدقة الفطر ہے عید الفطر میں پہلے ہے اس
قبل الغداة الى المصلى واخراج لئے آپ نے پہلے تناول فرمایا اور
صدقة الاضحية بعد ذبحها عید الاضحیٰ میں بعد میں ہے اس لئے
(فتح الباری، ۲: ۳۵۹) وہاں بعد میں تناول فرمایا۔

بعض مالکی علماء کی رائے

بعض مالکی علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے
اعتکاف سے ہی عید گاہ تشریف لے جاتے تھے کہیں کوئی یہ محسوس نہ کرے
کہ عید تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت روزہ میں ہوتے ہیں اس لئے
آپ کچھ نہ کچھ تناول فرماتے حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ رائے ان الفاظ میں
نقل کی ہے۔

قال بعض المالكية لما كان بعض مالکی علماء فرماتے ہیں معتكف
المعتكف لا يتم اعتكافه کا اعتکاف تکمیل ہوتا ہے جب
حتى يغدوا الى المصلى قبل وہ گھر لوٹنے سے پہلے جائے اعتکاف
انصرافه الى بيته خشى سے ہی عید گاہ جاتے تو خوف تھا
ان يعتمد في هذا الجزء کہ کوئی پہلے کی طرح آج بھی نماز

من التہار باعتبار استحباب عید تک روزہ ہی محسوس نہ کرے
الصائم ما یعتمد من استصحاب اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
دفتح الباری، ۲: ۳۵۸) تناول فرما کر فرق فرما دیا۔

۱۰۶۔ کھلے میدان میں نماز ادا کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز عید ادا نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ
کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج یوم الفطر والاصحی عید الفطر اور عید الاضحی کے لئے
الی المصلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں
(بخاری و مسلم) تشریف لے جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
عید کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے آپ کے آگے صحابی نیزہ اٹھا
کر چلتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں پہنچ جاتے تو آپ کے سامنے
گاڑ دیا جاتا، آپ اسے سترہ بنا کر نماز پڑھاتے۔

ذل ان المصلی کان فضاء اس لئے کہ عید گاہ کھلے میدان
لیس فیہ شئی یستتربہ میں تھی اور اس
(ابن ماجہ) میں سامنے کوئی پردہ یا دیوار نہ تھی

نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً
جگہ نہیں یا بارش وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے حضرت ابوسعید

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے -

اصابہم مطر فی یوم عید فحل عید کے روز بارش ہوگی تو رسول

یہم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاة العید فی المسجد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز عید پڑھا دی -

(ابوداؤد، ابی یعلیٰ بالناس فی المسجد)

کھلے میدان میں نماز عید ادا کرتے کی حکمت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد

عیدہ یما فی رقمطراز ہیں -

ان یجتمع اهل البلاد اکثرهم فی مکان واحد یکسرون اللہ ویشکرونہ ویتعارفون فیما بینہم ویتبادلون التهنئة بالعید من عبادتہم ویوم اجتماعہم وتعاونہم علی البیرو التقوی

تمام اہل شہر یا اکثر ایک ہی جگہ میں جمع ہو کر اپنے اللہ کی بطعانی بیان کریں، اس کا شکر یہ ادا کریں اس میں منغارت ہوں، ایک دوسرے کو عید کی مبارک دیں، ان کی عبادات اور ان کے اجتماع پر، ایک دوسرے سے نیکی اور تقویٰ پر تعاون کا عہد کریں -

(ہکذا صام رسول اللہ، ۶-۲)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں -

ان کل امة لا بد لها من عرونة ویجتمع فیہا اهلہ بالتظہر شوکتہم ہر قوم کے لیے کوئی میدان ہوتا ہے جس میں وہ جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کی شرکت و کثرت کا اظہار

وتعلم کثرتهم ولذاک ہو یہی وجہ ہے رسالت ماب صلی اللہ

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخالف فی الطریق ذہاباً وایاباً لیطلع اهل کلبا الطریقین علی شوکة المسلمین

علیہ وسلم آتے جاتے راستہ تبدیل فرماتے تاکہ ہر طرف کے لوگ مسلمانوں کی شرکت سے آگاہ ہو جائیں۔

(حجة الله البالغة)

شیخ عبد الرحمن حسن المیدانی ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلے میدان میں نماز عید ادا فرماتے اور اس میں خواتین سمیت ہر ایک کو شرکت کا حکم فرماتے اس کے بعد لکھتے ہیں۔

یہ احادیث واضح کر رہی ہیں کہ اسلام میں عید کے موقع پر سب سے بڑا خوشی کا مظاہرہ نماز عید ہے جس کے اجتماع میں تمام چھوٹے بڑے مرد اور خواتین حتیٰ کہ صاحب حیض عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خواتین کو فرمایا نماز سے الگ رہو مگر مسلمانوں کے ساتھ دعا میں ضرور شریک ہوں اور جس کے پاس حجاب نہیں وہ دوسری عورتوں سے مانگ لے، یہ ارشاد گرامی کس قدر عید کے اجتماع میں خواتین کی شرکت

ولت هذه الاحادیث علی ان اعظم متاھرا لعیید فی الاسلام صلاة العید الجامعة للمسلمین کباراً و صغاراً نساء و رجالاً حتی البہات الایکار والحیض وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یشان الحیض فاما الحیض فیعتزلن الصلاة ویشھدن الخیر وعودۃ المسلمین ومن لا حلیاب لہا تستریہ تستعیر جلیابا حرمها

من الرسول علی شہود من کاتقا ضاکرتا ہے۔

العید (الصیام ورمضان ۳۵۱)

۱۰۷۔ تمام خواتین کو شرکت کا حکم

نماز عید کے اجتماع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خواتین کو اس میں شرکت کا خصوصی حکم فرماتے خواہ وہ حالت حیض میں کیوں نہ ہوں، ہاں ایسی خواتین کو حکم ہوتا کہ وہ نماز میں شریک نہ ہوں لیکن دعا و اجتماع میں ضرور شرکت کریں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے	امرنارسل اللہ صلی اللہ علیہ
ہمیں عیدین میں نکلنے کا حکم دیا	وسلم ان تخرجہن فی الفطر
حتی کہ تمام خواتین کو حکم تھا خواہ	والاضعی العواقق والحنین
بوڑھی ہوں، صاحب حیض ہو یا	وذوات الخدود فاما الحین
پردہ دار خواتین ہاں حیض والی	فیحتزلن الصلاة ویشھدن
خواتین نماز سے الگ رہتی خیر	الخیر وعوة المسلمین۔
اور دعا میں شریک ہوتیں۔	

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس حلیاب نہ تو پھر فرمایا کوئی دوسری بہن اسے دیدے۔ (المسلم)

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کان یخرج تمامۃ وبناتہ فی العیدین

(ابن ماجہ، باب خروج النساء)

اپنی تمام ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کو نماز عید میں شریک فرماتے۔

۱۰۸۔ پیدل چل کر جانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف پیدل تشریف لے جاتے حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یمخرج الی العید ماشیا و عید گاہ پیدل تشریف لے جاتے
یرجع ماشیا اور پیدل ہی واپس آتے۔

(ابن ماجہ، باب الخروج الی العید)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔

ان من السنة ان تاتی العید ماشیا (الترمذی)
ہے نماز عید کے لیے پیدل جانا سنت

حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یاتی العید ماشیا (ابن ماجہ)
عید کے لئے پیدل تشریف
لے جاتے

۱۰۹۔ آمد و رفت میں راستہ بدلنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے جس راستہ پر تشریف لے
جاتے واپسی اس پر نہ ہوتی بلکہ دوسرے راستہ کو شرف بخشتے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا خرج الی العید یمخرج
فی غیر الطریق الذی خرج
فیہ (البخاری)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید
کے لئے تشریف لے جاتے تو
واپس دوسرے راستہ سے
تشریف لاتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول تھا۔

اذا خرج الى العيد يرجع في غير الطريق الذي خرج فيه (المسلم)
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے تشریف لے جاتے تو اس راستہ پر اسی نہ ہوتی بلکہ اسی دوسرے راہیں آتے۔
شیخ ابن قیم اس مقدس معمول کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قیل یسلم علی اهل الطريقین وقیل لینال بركة القریان وقیل لیتق حاجة من له حاجة عنهما وقیل بیظہر شاعر الاسلام فی سائر الفجاج والطرق وقیل لیفیظ المتانقین برویتهم عنزة الاسلام واهله وقيام شفاعته وقیل لتکثر شهادة البقاع فان المذاهب الی المسجد والمصلی احدی خطوبیه ترفع درجة والاخری تحت خطیئة حتی یرجع الی منزله وقیل وهو الاصح انه لذلك ولغیوه من الحکم التي لا یخلو فعله عنها

تاکہ دونوں راستہ والوں کو سلام کا شرف بخشیں بعض نے کہا تاکہ دونوں اطراف کے لوگوں کو برکت حاصل ہو جائے بعض نے نزدیک اسکی وجہ یہ بھی تاکہ ہر کوئی اپنی حاجت عرض کر سکے بعض نے کہا تاکہ تمام راستوں میں شہادۂ اسلامی کا علیہ ہو جائے بعض نے کہا تاکہ مسلمانوں کی عزت دیکھ کر اہل نفاق جل اٹھیں بعض نے کہا تاکہ کثرت کے ساتھ مقامات گواہ بن جائیں کیونکہ مسجد و عید گاہ کی طرف ہر قدم اٹھانے پر گناہ کی معافی اور درجہ کی بلندی ہوتی ہے اور رحم یہ ہے کہ مذکورہ اور ان کے علاوہ بھی متعدد حکمتیں پیش نظر ہوتیں۔

رزاد المآء، ہدیہ فی صلاۃ العیدین)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی متعدد حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قیل لیسوی بدینہما فی مزیۃ تاکہ دونوں اطراف کے لوگ آپ

الفصل بمسورۃ او فی البئر کے گزرنے کے شرف کو برابر طور پر

بہ او یثم لا لحدۃ المسلس حاصل کریں، اس سے برکت پائیں

من طریق التی میری حالانہ اور وہ خصوصی مہکم پائیں جو آپ

کان معروفاً بذلک صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے سے راستہ

د فتح الباری، ۲: ۳۷۹) کو حاصل جایا کرتی تھی۔

ڈاکٹر محمد عبیدہ یحییٰ نے حکمت یہ بیان کی ہے کہ راستہ اس لئے بدل

لیتے۔

لیس یا کبر عدد من الناس تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی طرف

فیہنہم یا لعید ویسلم علیہم گزر کر انہیں عید کی مبارک دی جائے

لیس ہم بذلل ویشع انہیں سلام کا شرف عطا کیا جائے تاکہ

الفرح فی انفسہم ان کے دل اور سینوں میں خوشی کی

دھذا صام رسول اللہ، ۲۶) مزید بہرہ ور جائے۔

۱۱۰ عید گاہ میں نماز عید کے پہلے اور بعد میں نماز نہ پڑھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں فقط نماز عید ادا فرماتے اس سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز ادا نہ فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نماز عید کی فقط دو رکعتیں ادا فرماتے

لم یصل قبلہا ولا بعدہا ان سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز

د البخاری، باب الخطبۃ بعد العید نہ پڑھتے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے واضح ہوتا ہے
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر گھر میں دو رکعات نماز ادا فرماتے
انہ کان لا یصلی قبل العید آپ عید گاہ میں نماز عید سے پہلے
شیاً فاذا رجع الی منزله صلی کوئی نماز ادا نہ فرماتے ہاں جب
رکعتین گھر واپس تشریف لاتے تو دو
(ابن ماجہ، باب فی الصلوۃ قبل العید) رکعتیں ادا فرماتے۔

۱۱۔ بغیر اذان و تکبیر کے نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی جماعت اذان اور تکبیر کے بغیر کرواتے۔
حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ سے ہے
صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
وسلم العید غیر مرة ولا مرتین متعدد دفعہ بغیر اذان و تکبیر کے نماز
بغیر اذان ولا اقامۃ عید ادا کی

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صلی العید بغیر اذان بغیر اذان و اقامت نماز عید
والا قامة ادا فرماتے۔

الصیام ورمضان، ۳۴۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے
لم یکن یؤذن یوم القطر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع
ولا یوم الاضحیٰ یہ اذان نہیں دی جاتی تھی۔

(المسلم، کتاب صلاة العیدین)

۱۲۔ نماز کی ادائیگی خطبہ سے پہلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں خطاب پہلے ارشاد فرماتے مگر عیدین میں نماز کی ادائیگی پہلے ہوتی اور خطاب بعد میں فرمایا کرتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقعہ پر عید گاہ تشریف لاتے تو
فیبدأ بالصلاة سب سے پہلے نماز ادا فرماتے

(المسلم، کتاب صلاة العیدین)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

اول شئ یبدأ به الصلاة جس سے آپ نے ابتداء فرمائی
وہ نماز تھی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تشریف لائے۔

فصلی فیبدأ بالصلاة تو آپ نے سب سے پہلے نماز

(المسلم، صلاة العیدین) پڑھائی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت

ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یوں منقول ہے۔

یصلون العید قبل الخطبة تمام خطبہ سے پہلے نماز عید

(المسلم، کتاب صلاة العیدین) ادا فرماتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نماز عید ادا کی۔

کلمہ کا نوا یصلون قبل
الخطبة
تمام کے تمام نماز عید خطبہ دیتے
سے پہلے پڑھاتے۔

(البخاری، باب الخطبة بعد العید)

۱۱۳۔ نماز میں سورۃ ق اور القمر کی تلاوت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو واقد لیشی
رضی اللہ عنہ سے پوچھا

ما کان یقرأ أبہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی
الا ضحیٰ والمقطر
تو انہوں نے بتایا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
عید الا ضحیٰ اور قطر میں قرآن کا کونسا
حصہ تلاوت فرمایا کرتے ؟

کان یقرأ فیہما "ق والقرآن
المجید واقتربت الساعة
وانشق القمر (المسلم)
ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ق و
القرآن المجید اور اقتربت الساعة
تلاوت فرمایا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "ھل آتال
حدیث العاشید" تلاوت فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب القراءة فی العیدین)

۱۱۴۔ خطاب نماز کے بعد فرماتے

نماز عید ادا فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرماتے۔
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے عید گاہ میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تشریف لا کر سب سے پہلے نماز عید پڑھاتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے۔

قیعظہم ویوحیہم و
یا مرہم
آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصیحت
اور متعدد تعلیمات سے نوازتے۔

(المسلم، کتاب صلاۃ العیدین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے کئی دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عید پڑھنے کا شرف پایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھاتے اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہو کر خطاب فرماتے
قامریتقوی اللہ وحث
لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اسکی اطاعت

و فرمانبرداری اور انہیں وعظ و نصیحت ارشاد فرماتے۔
و ذکرہم
علی الطاعة و وعظ الناس

(النسائی)

۱۱۵ خطبہ کے درمیان بیٹھنا

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دوران کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے اسی طرح عید کے خطبہ کے دوران بھی کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے
مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر اذان و اقامت کے بغیر پڑھاتے۔

وکان یخطب خطبتین
جب خطبہ ارشاد فرماتے

قائماً یفصل بینہما بجلستہ
تو ان کے درمیان بیٹھ کر

(الصیام ورمضان، ۳۴۸) فصل فرماتے

۱۶۔ خطاب میں تکبیر کی کثرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب کے دوران تکبیر (اللہ تعالیٰ کی بربائی) کی کثرت فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یکبر بین اصغاف الخطبة عیدین کے خطبہ میں کثرت
ویکثر التکبیر فی خطبة کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑھائی
العیدین بیان فرماتے۔

(ابن ماجہ، باب الخطبة فی العیدین)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے ایام مخصوصہ میں جو خواتین ہوتی
انہیں بھی عید کے اجتماع میں شرکت کا حکم تھا۔

المحییٰ یخیر حین یلین خلف
الناس یکمان مع الناس
(البور داؤد، باب خروج النساء)
وہ بھی اجتماع میں شریک ہوتی
تمام کے پیچھے بیٹھیں جب لوگ
تکبیر پڑھتے تو ان کے ساتھ وہ
بھی اللہ کا نام بلند کرتی۔

شیخ عبدالرحمن حسن المیدانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فلیس الا قتداء بالنبی
فی هذا معلوم ان شعار
التکبیر هو شعار المسلمین
فی العید
تکبیر کہنے میں آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اقتداء کرنی چاہیے اور
یہ حقیقت ہے کہ عید کے موقعہ
پر تکبیرات کہتا مسلمانوں کا شعار

(الصیام ورمضان، ۳۵۸) ہے۔

۱۱۔ خواتین کے اجتماع سے الگ خطاب

عیدین کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کے اجتماع میں خطاب فرمانے کے بعد، خواتین کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور انہیں الگ خطاب فرماتے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز پڑھاٹی اور پھر لوگوں کو خطاب فرمایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فارغ ہوئے۔

فاتی النساء فذكرهن وهو تو خواتین کے اجتماع میں تشریف

یتو کا علی ید بلال وبلال فرما ہوتے بلال سے ٹیک لگاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باسط توبہ یلقى فیہ النساء نے انہیں خطاب فرمایا بلال چادر پھیلائے ہوئے الصدقة تھے اور خواتین اس میں صدقات مل رہی تھیں۔

(البخاری، باب موطئ الامام الذمار یوم العید)

چند اہم معلومات

۱۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس لئے لے جایا گیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن اور ناظم مالیات تھے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔
لان بلالاً کان خادماً للنبی حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خادم اور رسولی صدقات کے انچارج ہوا کرتے تھے، قبض الصدقة

(فتح الباری، ۲: ۳۷۳)

۲۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جو صدقات اس موقعہ پر جمع کئے وہ صدقہ

فطر نہیں تھا بلکہ یہ نقلی صدقات تھے کیونکہ بخاری کی روایت میں موجود ہے کہ
ابن جریج نے حضرت عطاء سے پوچھا

زکاة یوم الفطر ؟ کیا صدقہ فطر تھا ؟

تو انہوں نے فرمایا۔

لاولکن صدقة یتصدق
حینئذ یہ صدقہ نہیں تھا بلکہ اس موقع پر
نقلی صدقات دیئے گئے

(البخاری، باب موعظۃ الامام)

۳۔ وہ عطیات تمام کے تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرہ کے فقرا و مساکین
میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔

فقسمة علی فقراء المسلمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام صدقات

(البوداؤد، باب الخطبة یوم العید) مسلمان فقراء پر تقسیم فرما دیتے

العرص ہمارے طرح گھر نہیں لے جایا کرتے بلکہ تمام تقسیم فرما کر گھر تشریف
لے جاتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ لوگوں سے ہم جس کی خاطر رقوم

اور چندہ حاصل کرتے ہیں اس پر خرچ کریں نہ کہ اپنی ذات پر خرچ کر دیں۔

اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد عالی ہر وقت سامنے رہنا چاہیے۔ جو لوگ یتامیٰ کا مال
نا جائز کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

۱۱۔ عید پر مبارک بادی

عید کے روز ایک دوسرے کو مبارک باد کہتے ہوئے دعا دینا بھی ثابت ہے

امام ابن عدی نے حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں عید کے روز
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

تقبل اللہ منا ومنك۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا عمل

قبول فرمائے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔

نعم تقبل اللہ منا ومنك ہاں اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے

قبول فرمائے

اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن ابراہیم

ثانی ہیں جو ضعیف ہیں۔

(فتح الباری، ۲: ۳۵۷)

لیکن اس کی تائید صحابہ کے معمول سے ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ہم نے محاطیات میں سند حسن کے ساتھ
حضرت جبیر بن نفیر سے نقل کیا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

کان اصحاب رسول اللہ

کرام عید کے روز جب آپس

صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقوا

میں ملتے تو ایک دوسرے سے

یوم العید یقول بعضهم

کہتے اللہ تعالیٰ ہم سب کے

لبعن تقبل اللہ منا ومنك

عمل کو قبول فرمائے۔

(فتح الباری، ۲: ۳۵۷)

اس روایت کو امام سیوطی نے بھی وصول لایماتی باصول الشہانی میں

حسن قرار دیا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ سے عید کے روز مبارک یاد کہنے کے بارے میں سوال

ہوا تو انہوں نے بھی صحابہ کا یہی معمول نقل کرتے ہوئے کہا۔

اما لا ابتداء بالتہنئة مبارک یا دینا نہ تو سنت اور مامور

فلینس سنتہ مامور ایہا ہے اور ایسی چیز جس سے

ولا هو ايضا مما نهى عنه منع کیا گیا مبارک دینے اور
فمن فعله فله قدوة ومن چھوڑنے والے دونوں کے پاس
ترکہ فله قدوة دلیل ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ، ۲۴، ۲۵۳)

شیخ تمولی، جو اہر میں لکھتے ہیں سال، ماہ اور عید کی آمد پر لوگ ایک دوسرے کو جو مبارک دیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

لم ارل احد من اصحابنا كلاما لوگ جو ایک دوسرے کو عید سال
فی التهنئة بالعيد والاعوام اور مہینوں کی آمد پر مبارک باد
والاشهر كما يفعل الناس کہتے ہیں اس میں ہمارے علماء
(زرقانی علی المواہب، ۱۱، ۲۲۳) کو کوئی اعتراض نہیں۔

۱۱۹۔ صدقہ فطر کی تعلیم

اسلام نے ہر مرحلہ خصوصاً خوشی کے موقع پر غریاء، یتامیٰ اور مساکین کو یاد رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ عید الفطر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو صدقہ فطر ادا کرنے کی تلقین فرمائی، اچھے میزبانوں کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اپنے مہمان کو بدایا اور تحائف کے ساتھ رخصت کیا کرتے ہیں، رمضان المبارک ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور مہمان آتا ہے ہمیں چاہیے ہم اسے تحائف کے ساتھ الوداع کہیں، صدقہ الفطر اس کے تحائف میں شامل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دو دن عید الفطر سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں
خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر

۲۳۸

الناس قبل الفطر بیوسین، قام کے دو دن پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی

بصدقۃ الفطر (باب من روی نضاج) کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ

وسلم زکوٰۃ الفطر لازم فرمایا ہے۔

(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے

فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من لوگوں پر رمضان کے اختتام پر

رمضان علی الناس (المسلم) صدقہ فطر لازم فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر لازم کرتے ہوئے فرمایا کہ صدقہ فطر

طہرۃ للصائم من اللغو روزہ دار کے لغو اور نجس کلامی

الرفث وطعمۃ للمساکین کے لیے طہارت اور مساکین

(ابوداؤد، باب زکوٰۃ الفطر) کے لئے طعام کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے صدقہ فطر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا

انتموہم عن طواف هذا آج فقرا کو اسی طرح دو کہ انہیں

کیسے لگنا نہ پڑے۔

اليوم

(الصیام ورمضان، ۳۹۹، بحوالہ بیہقی)

گھر کے ہر فرد کی طرف سے

صدقہ فطر گھر کے ہر فرد کی طرف سے ادا کرنا لازم ہے خواہ وہ بڑا ہو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یا چھوٹا بچہ، خواہ وہ مرد ہو یا خاتون حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کروایا

صدقہ فطر ہر مسلمان پر لازم ہے

خواہ وہ مرد ہے یا عورت خواہ

ذکر اور انثی، حراً و عبد

وہ آزاد ہے یا غلام خواہ وہ چھوٹا

صغیر اور کبیر

ہے یا بڑا۔

(الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے انہوں نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا اپنے روزوں کا صدقہ دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ہر ایک پر لازم فرمایا ہے۔

خواہ وہ آزاد ہے یا غلام خواہ

حراً و مملوک ذکر اور انثی

وہ مرد ہے یا عورت خواہ وہ

صغیر اور کبیر

چھوٹا ہے یا بڑا۔

اس کی مقدار

اگر کھجور یا جو ہوں تو ان کا ایک صاع اور اگر گندم ہو اس کا نصف صاع لازم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی مقدار بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ صدقہ ایک صاع ہوتا ہے

هذه الصدقة صاعاً من

اگر کھجور یا جو ہوں اور اگر گندم

تمر اور شعیر و نصف صاع

ہو تو نصف صاع۔

من قمح۔

(البوداد باب من روی نصف صاع)

ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر کی ادائیگی رمضان المبارک میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ ہاں

۲۴۰

تماز عید الفطر ادا کرنے سے پہلے پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بـزکاة الفطران توڈی لوگوں کے نماز عید کے لیے نکلتے قبل خروج الناس الی الصلاة سے پہلے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔ (البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر تمہارے روزے میں کئے جانے والے لغو کاموں اور فحش کلام کا ازالہ کرتا ہے اور مساکین کا سبب طعام ہے۔ فمن اداها قبل الصلاة فهي زکاة مقبولة ومن اداها بعد الصلاة فهي صدقة من الصدقات جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا تو یہ مقبول صدقہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ فقط صدقہ ہے۔

البرداؤد، باب زکوة الفطر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا یہ معمول ملتا ہے۔ كانوا يعطون قبل الفطريوم او يومين يا دون الا کر دیتے تھے۔ (البخاری)

حضرت نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

يؤديها قبل ذلك باليوم و اليومين آپ عید الفطر سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کر دیتے تھے۔ البرداؤد، باب متى يؤدى

اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی عہد اسلام کی دیگر علمی تحقیقی کتب

- | | | |
|---|--|--|
| ۱- شاہکار ربوبیت | ۲۱- حضور رمضان المبارک کیسے گزارتے؟ | ۳۱- مزاج نبوی ﷺ |
| ۲- ایمان والدین مصطفیٰ | ۲۲- صحابہ کی وصیتیں | ۳۲- تبسم نبوی ﷺ |
| ۳- حضور کا سفر حج | ۲۳- رفعت ذکر نبوی ﷺ | ۳۳- گریہ نبوی ﷺ |
| ۴- امتیازات مصطفیٰ | ۲۴- کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟ | ۳۴- مجلس نبوی ﷺ |
| ۵- در رسول کی حاضری | ۲۵- حضور کی رضاعی مائیں | ۳۵- فضائل و برکات زمزم |
| ۶- ذخائر محمدیہ | ۲۶- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں | ۳۶- اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں |
| ۷- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ | ۲۷- عورت کی امامت کا مسئلہ | ۳۷- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو |
| ۸- فضائل نطین حضور | ۲۸- عورت کی کتابت کا مسئلہ | ۳۸- کیا سنگِ مدینہ کھلوانہ جائز ہے؟ |
| ۹- شرح سلام رضا | ۲۹- منہاج النہو | ۳۹- ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی |
| ۱۰- حبیبِ خدا سیدہ آمنہ کی گود میں | ۳۰- منہاج المنطق | ۵۰- مقصد اعتکاف |
| ۱۱- نورِ خدا سیدہ حلیمہ کے گھر | ۳۱- معارف الاحکام | ۵۱- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی |
| ۱۲- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟ | ۳۲- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم | ۵۲- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی |
| ۱۳- حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟ | ۳۳- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم | ۵۳- رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک) |
| ۱۴- اسلام اور تحدید ازدواج | ۳۴- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم | ۵۴- محبت و اطاعت رسول ﷺ |
| ۱۵- اسلام میں چھٹی کا تصور | ۳۵- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم | ۵۵- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا |
| ۱۶- مسلک صدیق اکبرؓ - عشق رسول | ۳۶- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم | |
| ۱۷- شب قدر اور اس کی فضیلت | ۳۷- ترجمہ اشعث اللمعات جلد ششم | |
| ۱۸- صحابہ اور تصور رسول | ۳۸- صحابہ اور محافل نعت | |
| ۱۹- مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی | ۳۹- صحابہ کے معمولات | |
| ۲۰- اسلام اور احترام والدین | ۴۰- خواب کی شرعی حیثیت | |